خطیبانہ انداز میں منفرد تفہیم

خطبات

سورۃ یٰسین

تالیف

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

www.KitaboSunnat.com

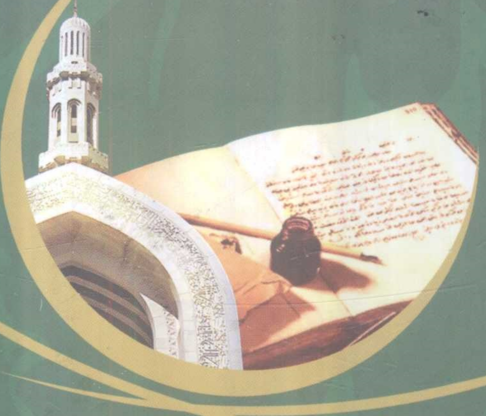

حامد اکیڈمی
وزیرآباد - پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (**Upload**) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (**Download**) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خطیبانہ انداز میں منفرد تفسیر

خُطبات سُورۃ یٰسٓ

www.KitaboSunnat.com

تالیف

پروفیسر حافظ عبدُالسّتّار حامد

ناشر

مکتبہ دار العلوم الحمیدیہ

حامد اکیڈمی

وزیر آباد - پاکستان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب .... خطباتِ سُورَۃ یٰسٓ

مرتب .... پروفیسر حافظ عبدُالسّتّار حامد

طبع پنجم 2014ء

کمپوزنگ .... مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز

ناشر .... حامد اکیڈیمی وزیر آباد

قیمت ....

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ اسلامیہ۔غزنی سٹریٹ۔اردو بازار۔لاہور

☆ مکتبہ قدوسیہ۔غزنی سٹریٹ۔اردو بازار۔لاہور

☆ نعمانی کتب خانہ۔حق سٹریٹ۔اردو بازار۔لاہور

☆ اسلامی اکادمی۔اردو بازار۔لاہور

☆ المکتبۃ السلفیہ۔شیش محل روڈ۔لاہور

☆ والی کتاب گھر۔چوک نیائیں۔گوجرانوالہ

☆ مکتبہ نعمانیہ۔اردو بازار۔گوجرانوالہ

☆ مکتبہ اسلامیہ۔کوتوالی روڈ۔فیصل آباد

☆ مکتبہ اہل حدیث۔امین پور بازار۔فیصل آباد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

عرض مؤلف ---------- 13

انتساب ---------- 15

دربار الٰہی میں دعائیں ---------- 16

خطبہ نمبر ۱

تعارف وفضائل

تعارف سورۃ یٰسین ---------- 17

مضامین سورت یٰسین ---------- 18

فضائل سورۃ یٰسین ---------- 20

قرآن مجید کا دل ---------- 21

بخشش ہی بخشش ---------- 23

برکات سورۃ یٰسین ---------- 24

نبی اکرم ﷺ کی خواہش ---------- 26

قریب المرگ پر یٰسین ---------- 28

سورت یٰسین کے نام ---------- 31

یٰسین کے معانی ---------- 33

آپ ﷺ کی قیادت ---------- 36

تاثیر سورۃ یٰسین ---------- 37

خطبہ نمبر ۲

قرآن حکیم اور رسالت محمدی

حروف مقطعات ---------- 42

حروف مقطعات کی وجہ ---------- 43

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی دلجوئی ---------- 44
قسم کے احکام ---------- 46
قرآن سے بے رغبتی ---------- 48
حکمت والا قرآن ---------- 50
تاثیر قرآن مجید ---------- 51
ہماری بدنصیبی ---------- 55
نام کے مسلمان ---------- 56
قرآن سن کر رونا ---------- 57
رسالت محمدی ---------- 59
رسالت محمدی کی ابدیت اور عالمگیریت ---------- 61

خطبہ نمبر ۳

صراط مستقیم

کفار کا اعتراض اور اس کا جواب ---------- 63
صراط مستقیم کی دعا ---------- 64
اللہ تعالیٰ سے مکالمہ ---------- 65
مقتدی اور امام ---------- 67
صراط مستقیم کی اہمیت ---------- 68
صراط مستقیم کیا ہے؟ ---------- 70
اسلام اور صراط مستقیم ---------- 71
تہتر فرقے ---------- 73
مذہبی نسبتیں ---------- 74
اصحاب حدیث ---------- 75
عبادت الٰہی اور صراط مستقیم ---------- 77

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء کرام اور صراط مستقیم ---------- 78

صحابہ کرام اور صراط مستقیم ---------- 80

صراط مستقیم کے بنیادی اصول ---------- 82

عقیدہ توحید ---------- 82

اعتصام بحبل اللہ ---------- 83

اتباع رسول ---------- 85

شیطان کا اعلان ---------- 86

رحمان کا فرمان ---------- 87

خطبہ نمبر ٤

کفار کی مثال اور آثار و اعمال

قرآن نازل کرنے والا ---------- 89

نزول قرآن کا مقصد ---------- 90

ایک شبہ کا ازالہ ---------- 91

ایمان نہیں لائیں گے ---------- 93

گردنوں میں طوق ---------- 94

شان نزول ---------- 94

آگے پیچھے دیواریں ---------- 96

کافر اندھے ہو گئے ---------- 99

بے ایمان رہیں گے ---------- 101

ایک اعتراض کا جواب ---------- 102

ہدایت کے اسباب ---------- 103

قرآن کی اتباع اور رحمان کا ڈر ---------- 105

مُردوں کا زندہ کرنا ---------- 106

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۞ اعمال اور آثار ---------- 108

۞ نشانات قدم ---------- 110

۞ آثار کا ثواب ---------- 112

خطبہ نمبر ۵

اصحاب القریہ

۞ ربط آیات ---------- 116

۞ بستی کا نام ---------- 117

۞ رسولوں کے نام ---------- 118

۞ واقعہ کی تفصیلات ---------- 119

۞ بستی والوں کا اعتراض ---------- 121

۞ بشریت اور رسالت ---------- 122

۞ قوم عاد کا اعتراض ---------- 124

۞ قوم ثمود کا اعتراض ---------- 125

۞ تمام رسولوں پر اعتراض ---------- 126

۞ رسولوں کا جواب ---------- 127

۞ شرف انسانیت ---------- 128

۞ مشرکین مکہ کا اعتراض ---------- 131

۞ اللہ تعالیٰ کا جواب ---------- 132

۞ قبول حق میں رکاوٹ ---------- 133

۞ انسانوں کے لیے انسان نبی ---------- 134

۞ رسولوں کا کام ---------- 136

۞ اہل بستی کی بدشگونی ---------- 137

۞ تم خود منحوس ہو ---------- 138

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۞ بدشگونی کی حقیقت ---------- 139

خطبہ نمبر ۶

صاحب یٰسین کی استقامت اور شہادت

۞ ربط آیات ---------- 142

۞ صاحب یٰسین کا تعارف ---------- 143

۞ حبیب رحمۃ اللہ علیہ کا تعجب ---------- 145

۞ بستی والوں کا فیصلہ ---------- 146

۞ دعوت اہلحدیث ---------- 147

۞ حبیب نجار رحمۃ اللہ علیہ کا کردار ---------- 148

۞ حبیب رحمۃ اللہ علیہ نجار کا نعرہ توحید ---------- 150

۞ حبیب رحمۃ اللہ علیہ نجار کی شہادت ---------- 151

۞ جناب حبیب رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت ---------- 153

۞ صاحب یٰسین کی مثال ---------- 155

۞ حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کی شہادت ---------- 156

۞ بستی والوں کی ہلاکت ---------- 157

۞ افسوس ان بندوں پر ---------- 158

۞ مشرکین مکہ کو ڈانٹ ---------- 161

خطبہ نمبر ۷

قدرت کی نشانیاں

۞ تمہیدی کلمات ---------- 164

۞ پہلی نشانی ---------- 165

۞ دوسری نشانی ---------- 167

۞ تیسری نشانی ---------- 170

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- معبودان باطلہ کی بے بسی ---------- 171
- چوتھی نشانی ---------- 171
- پانچویں نشانی ---------- 173
- شب وروز کا نظام ---------- 176
- چھٹی نشانی ---------- 177
- ایک سوال اور جواب ---------- 180
- آفتاب......دلیل توحید ---------- 180
- ساتویں نشانی ---------- 183
- آٹھویں نشانی ---------- 185
- کشتیاں پار کون لگاتا ہے ---------- 186

خطبہ نمبر ۸

قیامت کا حادثہ فاجعہ

- ربط آیات ---------- 190
- ابوجہل کے بیٹے کا قبول اسلام ---------- 191
- کفار کو نصیحت ---------- 193
- گناہ گاروں کی تلاش ---------- 195
- کفار کی روگردانی ---------- 196
- سرمایہ دارانہ ذہنیت ---------- 197
- تم صریح گمراہ ہو ---------- 199
- تقسیم رزق کی حکمت ---------- 200
- قیامت کب آئے گی ---------- 201
- قیامت کی ہولناکی ---------- 204
- قیامت کو جھٹلانے والے ---------- 204

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- سورج اور چاند کی حالت ---------- 205
- انسانوں کی حالت ---------- 206

خطبہ نمبر ۹

میدان حشر اور اہل جنت

- ربط آیات ---------- 209
- نفخۂ ثانیہ ---------- 211
- ہائے افسوس ---------- 211
- دربار الٰہی میں حاضری ---------- 213
- یہی حشر ہے ---------- 215
- اعمال کی جزا اور سزا ---------- 217
- رب ظلم نہیں کرے گا ---------- 218
- اہل جنت کا مشغلہ ---------- 219
- جنتیوں کی بیویاں ---------- 221
- جنتی حوروں کا حسن و جمال ---------- 225
- جنت کے پھل اور میوے ---------- 226
- اللہ تعالیٰ کا سلام ---------- 228
- دیدار الٰہی ---------- 230

خطبہ نمبر ۱۰

مجرمین کی سزا

- ربطِ آیات ---------- 233
- الگ ہو جاؤ ---------- 234
- مجرمین کے فرقے ---------- 235
- مجرموں کی فریاد ---------- 236

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریاد کا جواب ---------- 237
شیطان کی اطاعت ---------- 238
صراط مستقیم ---------- 240
شیطان کا گمراہ کرنا ---------- 241
جہنم کا وعدہ ---------- 243
جہنم کا عذاب ---------- 244
اعضاء کی گواہی ---------- 249
نبی اکرم کا ہنسنا ---------- 251
اعضاء سے سوال و جواب ---------- 252
اللہ تعالیٰ کی قدرت ---------- 255

خطبہ نمبر ۱۱

آخرت اور توحید کے دلائل

سورۃ یٰسین کا خلاصہ ---------- 259
آخرت کی دلیل ---------- 260
بچپن، جوانی اور بڑھاپا ---------- 261
نشان عبرت ---------- 263
نبی، شاعر نہیں ہوتا ---------- 265
کیا شعر کہنا جائز ہے؟ ---------- 267
شاعر دربار رسالت ---------- 268
مدحت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ---------- 269
شعراء صحابہ رضی اللہ عنہم ---------- 271
قرآن مجید اور اشعار ---------- 272
نزول قرآن کا مقصد ---------- 274

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- توحید کے مزید دلائل ---------- 275
- جانوروں کے فوائد ---------- 277
- شکر نہیں کرتے ---------- 278
- معبودانِ باطلہ ---------- 280
- نبی اکرم ﷺ کو تسلی ----------

خطبہ نمبر ۱۲

بعث بعد الموت

- آخری آیات ---------- 285
- انسان کی پیدائش ---------- 285
- منکرینِ آخرت کا اعتراض ---------- 289
- بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنا ---------- 290
- آخرت کا مذاق ---------- 294
- درختوں سے آگ ---------- 295
- آسمان و زمین کا خالق ---------- 296
- ارادہ الٰہی اور کلمہ کن ---------- 297
- کُنْ سے مراد ---------- 299
- وہ سبحان ہے ---------- 300
- نماز اور سبحان ---------- 302
- سبحان اللہ، سبحان اللہ ---------- 303

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِظہارِ خیال

از: ممتاز پنجابی شاعر حکیم محمد علی انقلابی
میاں چنوں ضلع خانیوال

عبدالستار حامد نے لکھی ہے تفسیر نیاری
باراں خطبے اس دے اندر ہر تقریر پیاری
اک اک آیت خلاصہ لکھیا، درج حوالے کیتے
پڑھنے والے عالماں، علموں رج پیالے پیتے
اس دے علمی گلشن وچوں چُن چُن کے پھل توڑے
انقلابی، توں پھلاں دے پائے نے مُل تھوڑے
مطلب اس دا تیرے کولوں حق ادا نہ ہویا
عبدالستار حامد نے جیہڑا علمی ہار پرویا
اِک نکی جئی ایہو قیمت جو، ادا نی چاہواں
ہون بحق قبول مصنّف دِلی زبانی دُعاواں
جو یٰسین دے نال عقیدت، رب دا بندہ رکھے
میریاں اس دے حق دُعاواں، تتّی وا، نہ چکھے
القِصّہ ایہہ سورت افضل آئی وچ قرآنے
جس پیاروں جھاتی پائی، ہویا روشن وچ زمانے
آخر جنت درجہ پاوے جو ہووے نم دیدہ
شامل حال اِمداد اللہ دی، کر ایہہ رقم قصیدہ
ایہہ سورت توحید دا گلشن، اس دا، رہیں گرویدہ
انقلابی توں وی اپنا رکھ یٰسین عقیدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض مؤلف

الحمدللہ، راقم نومبر ۱۹۸۲ء سے جامع مسجد توحیدیہ اہلحدیث وزیر آباد میں خطابت کے فرائض انجام دے رہا ہے اور تفسیری خطبات کا آغاز مارچ ۱۹۹۳ء میں ''سورۂ یٰسین'' کی تشریح وتوضیح سے کیا تھا۔ یعنی خطبات جمعہ میں اس عظیم البرکت سورت کی مختصر تفسیر بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس وقت یہ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ اس بابرکت سورت کے خطبات کو کتابی شکل دینے کی نوبت آئے گی۔ اس لیے خطبات کے اشارات کو محفوظ رکھنے کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی گئی۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے ''خطبات سورۂ یوسف اور خطبات سورۂ مریم'' کو مرتب کر کے کتابی صورت میں شائع کرنے کی توفیق، اسباب اور وسائل مہیا فرمائے اور ان خطبات کو بہت جلد قبولیت عامہ عطا فرمائی اور ملک کے نامور اور مشہور، علماء، خطباء، اساتذہ اور احباب کی طرف سے ان تفسیری خطبات کو نہ صرف پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا بلکہ اس کام کو اسی نہج پر وسیع کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ تو میرے دل میں ''خطبات سورۂ یٰسین'' کو بھی ترتیب دینے کا خیال اور اشتیاق پیدا ہوا۔

چنانچہ اپنی علمی بے بضاعتی کے باوجود، محض ربّ کائنات کے سہارے اس بابرکت سورت کی توضیحات وتشریحات کو مرتب کرنا شروع کر دیا۔ اللہ وحدہٗ لاشریک کا بے انتہا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ جیسے عاصی، عاجز اور کم فہم وکم علم کو ''خطبات سورۂ یٰسین'' مکمل کرنے کی توفیق وسعادت نصیب فرمائی ہے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ

میں نے اس مہتم بالشان سورت کے خطبات کو اپنی بساط کے مطابق آسان، سادہ اور عام فہم بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے اور حسب سابق ہر بات باحوالہ درج کرنے کی سعی کی ہے تاہم انسان مُرَكَّبٌ مِنَ الْخَطَا وَالنِّسْيَان ہے۔ قارئین کرام کی آراء کو بصد شکریہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول کیا جائے گا۔اوران پر عمل کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔ان شاء اللہ
میری قلبی دعا ہے کہ خالق کائنات میری اس کاوش کو قبول ومنظور فرمائے اور اسے میرے لیے آخرت کی نجات اور دیدارالٰہی کا ذریعہ بنائے۔آمین یارب العالمین

اے میرے اللہ!

مجھے اپنی پستی کی شرم ہے، تیری رفعتوں کا خیال ہے
مگر اپنے دل کو میں کیا کروں، اسے پھر بھی شوق وصال ہے

عبدالستار حامد

وزیرآباد

۲۰ مئی ۱۹۹۶ءمطابق

۲/محرم ۱۴۱۷ھ بروز سوموار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

سورۂ یٰسین کی تشریح وتفسیر ''خطبات سورۂ یٰسین'' کو دربارِ الٰہی میں قبولیت کے لیے پیش کرتے ہوئے اس کا انتساب اپنے والد محترم حاجی نیک محمد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵ جولائی ۱۹۹۶ء) کے نام کرتا ہوں۔ جن کی مسلسل نگرانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے دینی تعلیم حاصل کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔

اللہ رب العالمین انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ الْفِرْدَوْسَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ۔ اِلٰهَ الْحَقِّ آمِيْن))

عبد الستار حامد

۲۷ اگست ۱۹۹۶ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دربار الٰہی میں دعائیں

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (۲/البقرۃ:۲۸۶)

''اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں تو ہمارا مواخذہ نہ فرما۔ اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تُو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہیں ہے۔ ہم سے درگزر فرما اور ہمیں معاف فرما دے اور ہم پر رحم فرما، تُو ہی ہمارا مالک ہے پس کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔''

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (۲/البقرۃ:۱۲۷)

''اے ہمارے پروردگار! ہم سے (یہ عمل) قبول فرما۔ بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔''

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (۲/البقرۃ:۲۰۱)

''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔ اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۱

تعارف وفضائل

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿یٰسٓ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ② اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ③ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ④﴾ (۳۶/یٰسین:۱۔۴)

''یٰسین! قسم ہے حکمت والے قرآن کی، بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔ سیدھے راستے پر ہیں۔''

ہر قسم کی تعریف و تسبیح، تحمید و تمجید اور حمد و ثنا، خالق کائنات، اللہ احکم الحاکمین کے لیے ہے، جو وحدہٗ لاشریک اور ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ عالم الغیب، علیمٌ بذات الصدور اور علاّم الغیوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی، کبریائی اور عظمت کے اظہار و بیان کے بعد اَن گنت، لا تعداد، بے شمار اور بے حساب درود و سلام نبی اکرم، رسول معظم، پیغمبر عالم جناب محمد رسول اللہ کی ذات اقدس و اطہر پر جن کی بعثت و تشریف آوری کی برکت سے ربّ ارض و سماء نے انسانیت کی رشد و ہدایت اور اصلاح کی خاطر قرآن مجید فرقان حمید کو نازل فرمایا اور اسی قرآن عزیز میں انتہائی بابرکت، عظیم الشان اور فقید المثال سورت یعنی ''سورت یٰسین'' کو نازل فرمایا۔

تعارف سورۃ یٰسین:

اس سورت مبارکہ کا نام اس کی پہلی آیت مقدسہ کی وجہ سے ''سورت یٰسین'' ہے۔ اس سورت میں پانچ رکوع، تراسی آیات، سات صد انتیس کلمات اور تین ہزار حروف ہیں۔ بالفاظ دیگر پانچ رکوعات، تراسی آیات، سات صد انتیس کلمات اور تین ہزار حروف کے اس مجموعے کا نام ''سورت یٰسین'' ہے۔ یہ سورۃ عظیمہ قرآن حکیم کے بائیسویں پارے کے آخر سے شروع ہو کر تیئیسویں پارے میں مکمل ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی مشہور حدیث ہے:

((مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَهُ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْثَالِھَا)) (جامع ترمذی، کتاب ثواب القرآن، باب ماجاء فی من قرء حرفا......)

''جو شخص قرآن کریم کے ایک حرف کی قرأت کرتا ہے، اسے ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔''

اس حدیث مبارکہ کے مطابق سورۃ یٰسین کی تلاوت کرنے والے خوش نصیب مسلمان کو رب تعالیٰ اپنی رحمت سے تیس ہزار نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

اس عظیم الشان سورت کے مضامین سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ سورت نبی اکرم، سرورِ عالم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی پر مکی دور کے وسطی زمانے میں نازل فرمائی گئی۔ یہ وہ ایام ہیں جب اہل مکہ پوری قوت اور بڑی شدت سے اسلامی تعلیمات کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے تھے اور عقیدہ توحید اپنانے والوں کو سخت تکلیفوں اور بے پناہ اذیتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ مگر مشرکین، کافرین اور مخالفین کی تمام رکاوٹوں کے باوجود اسلام دن بدن پھیلتا جا رہا تھا اور بہت سے سعادت مند انسان برکات اسلام سے فیض یاب ہو رہے تھے۔ اسلام کی اس وسعت اور روز افزوں مقبولیت سے مشرکین گھبرا گئے اور گھبراہٹ و پریشانی کے عالم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھا رہے تھے۔ ان کے جور و جبر سے سرور کائنات ﷺ کی ذات گرامی بھی محفوظ نہ تھی۔ ان پریشان کن حالات میں اللہ کریم نے آپ ﷺ اور آپ کے فداکار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اطمینان، تسلی اور حوصلہ افزائی کے لیے انہیں ''سورت یٰسین'' کا تحفہ عطا فرمایا۔ مفسرین کرام کا خیال ہے کہ یہ بابرکت سورت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورت جن کے بعد نازل فرمائی گئی۔

مضامین سورت یٰسین:

قرآن حکیم کی دیگر مکی سورتوں کی طرح اس سورت مبارکہ میں بھی اسلامی دعوت کے چار بنیادی اصول وعقائد بیان فرمائے گئے ہیں۔

۱۔ قرآن مجید کی حقانیت، صداقت اور اس کے کلام الٰہی ہونے کا بیان اور وضاحت۔

۲۔ سید الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت و نبوت کو قسم کھا کر بیان کیا گیا ہے اور اِس امر کی صراحت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ، اللہ تعالیٰ کے رسول، نبی اور پیغمبر برحق ہیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کا مقرر کردہ راستہ ہی جادۂ حق، صراطِ مستقیم اور راہ قویم ہے۔

۳۔ اس سورت مقدسہ میں عقیدہ توحید کو بڑے موثر پیرائے اور دلائل و براہین کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور اس حقیقت کی نقاب کشائی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کے سوا کوئی کارساز اور معبود نہیں، وہ ہر چیز کا خالق، حاکم اور مالک ہے۔ کوئی انسان، جن اور فرشتہ، اس کا وزیر و مشیر نہیں۔ وہ اکیلا ہی عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے۔

۴۔ اس سورت میں قیامت کے وقوع اور محاسبۂ اعمال کا ذکر بڑی شرح و بسط سے کیا گیا ہے۔ اور انسانوں کو اس دنیا کے عارضی اور فانی ہونے کا یقین دلانے کے علاوہ اخروی زندگی کو دائمی قرار دیا گیا ہے۔

ان مضامین کے علاوہ اس سورت مطہرہ میں مشرکین و کافرین اور عقیدہ توحید کے مخالفین کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے ایک تباہ شدہ بستی کا حال سنایا گیا ہے۔ اور انہیں متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر تم نے بھی اس بستی والوں کی طرح۔ جنہوں نے ہمارے رسولوں کا انکار کر دیا تھا۔ ہمارے نبی اور رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ٹھکرایا، ان کی رسالت کو جھٹلایا اور ان کے فرامین کا انکار کیا تو تم بھی ہلاک و برباد، تہس نہس اور نیست و نابود کر دیے جاؤ گے اور مکہ مکرمہ کی رہائش اور بیت اللہ کی ہمسائیگی کے باوجود تمہارے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی جائے گی۔ اس ضمن میں مومنین، صادقین اور مخلصین کی حوصلہ افزائی کے لیے اس بستی کے ایک مردِ صالح کی استقامت کو بھی بیان فرمایا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سبق دیا گیا ہے کہ تم بھی اس سورت میں ذکر کردہ اس مومن قانت کی طرح اپنے دین پر استقلال و استقامت کا مظاہرہ کرو تو یہ دشمنان اسلام اپنی قوت و طاقت کے باوجود تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور دین حق کو قبول کرنے کی پاداش میں اذیتیں برداشت کرتے کرتے اگر تمہیں موت بھی آ جائے تو قفس عنصری سے روح کے پرواز کرتے ہی اللہ تعالیٰ اس ''مردِ مومن'' کی طرح تمہیں بھی جنت الفردوس عطا فرما دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنی قدرت اور حکمت پر تکوینی دلائل بھی بیان فرمائے ہیں (جن کی تفصیل متعلقہ آیات کی تشریح کے ضمن میں عرض کی جائے گی۔ ان شاء اللہ) بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازاں منکرین قیامت کارد کرتے ہوئے ایک قطرۂ آب سے انسان کی تخلیق کا حال بیان کیا گیا ہے۔ نیز اس سورت میں سرمایہ دارانہ ذہنیت کی مذمت اور فیاضانہ خصلت کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے اور آپ ﷺ پر مشرکین مکہ کے اعتراضات کا مُسکتِ اور منہ توڑ جواب بھی دیا گیا ہے۔ اللہ کریم کے حضور دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس بابرکت سورت کے مضامین کی تفصیلات سمجھنے، سمجھانے، سننے اور سنانے کے بعد اپنے عقائد واعمال کو درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فضائل سورۃ یٰسٓ:

سورۂ یٰسٓ قرآن کریم کی ان چند سورتوں میں سے ایک سورت ہے جن کی فضیلت اور شان عوام الناس میں بہت مشہور ومعروف ہے۔ اس سورت کی برکتوں، سعادتوں اور عظمتوں کا شمار ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے۔ بزرگان ملت نے اپنے تجربات کی روشنی میں اس سورت کے کئی فوائد اور اثرات بھی ذکر فرمائے ہیں۔

امام عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ یٰسٓ کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص سورۃ یٰسٓ کی تلاوت کرے گا۔

☆ اگر وہ بھوکا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ بھر دے گا۔

☆ اگر وہ پیاسا ہوگا تو اللہ کریم اسے سیراب کر دے گا۔

☆ اگر وہ ننگا ہو تو رب کائنات اسے لباس عطا فرمائے گا۔

☆ اگر وہ خوف وہراس میں مبتلا ہوگا تو رب العزت اسے امن وسکون بخش دے گا۔

☆ اگر وہ وحشت زدہ ہوگا تو رب تعالیٰ اس کی وحشت دور فرما دے گا۔

☆ اگر وہ محتاج ہوگا تو اللہ رحیم اس کی احتیاج دور کر دے گا۔

☆ اگر وہ جیل میں ہوگا تو اللہ رب العالمین اسے رہائی دلوا دے گا۔

☆ اگر وہ راستہ سے بھٹک گیا ہوگا تو رب العالمین اس کی رہنمائی فرمائے گا۔

☆ اگر وہ مقروض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے خزانوں سے اس کا قرض ادا کر دے گا۔

☆ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورت یٰسٓ کے قاری کی ہر مصیبت ٹال دے گا اور ہر حاجت پوری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائے گا۔ سبحان اللہ۔ (تفسیر المدارک، سورۃ یٰسین)

قرآن مجید کا دل:

عوام و خواص میں یہ بات مشہور ہے کہ سورۃ یٰسین قرآن کریم کا دل ہے اور اس کی بنیاد جناب انس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت ہے......

((اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْآنِ يٰسٓ مَنْ قَرَءَ يٰسٓ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ))

(جامع ترمذی، کتاب ثواب القرآن، باب ماجاء فی فضلِ یٰسین)

''بے شک ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید کا دل سورت یٰسین ہے۔ جو شخص سورت یٰسین کی قرأت کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے دس مرتبہ قرآن کریم پڑھنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔''

مگر یہ روایت محدثین کے اصول کے مطابق انتہائی ضعیف ہے۔

البتہ امام غزالی رحمہ اللہ نے اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

''سورت یٰسین کو قرآن کا دل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں قیامت اور حشر ونشر کے مضامین بڑی تفصیل، وضاحت اور بلاغت سے بیان کیے گئے ہیں۔ اور اصول ایمان میں سے عقیدۂ آخرت پر ہی انسان کے اعمال کی صحت کا دارومدار ہے۔ آخرت کی فکر ہی انسان کو اعمال صالحہ پر آمادہ اور تیار کرتی ہے۔ آخرت میں جواب دہی کا خوف ہی انسان کو ناجائز خواہشات اور حرام چیزوں سے روکتا ہے۔ لہٰذا جس طرح بدن کی صحت، قلب کی صحت پر موقوف ہے اسی طرح اعمال کی صحت کا انحصار فکر آخرت پر ہے۔ اور چونکہ سورت یٰسین میں فکر آخرت کا موضوع خاص انداز، خوبصورت پیرائے اور متاثر کن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اس لیے اس سورت کو ''قرآن کا دل'' قرار دیا گیا ہے۔''

(روح المعانی، سورۃ یٰسین)

اگر غور کیا جائے تو واقعتاً انسانی عقائد و اعمال اور جسم کی اصلاح کا دارومدار قلب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح پر موقوف ہے۔رسول اکرم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے۔

((اِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ))

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرء لدینہ)

''بلاشبہ جسم میں ایک ایسا عضو ہے کہ جب وہ درست ہوجائے تو سارا جسم درست ہوجاتا ہے اور اگر وہ خراب ہوجائے تو سارا جسم فساد کا شکار ہوجاتا ہے۔خبردار! وہ ''دل'' ہے۔''

متعدد روایات میں قرآن عزیز کی مختلف سورتوں کو مختلف چیزوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔سورت بقرہ کو اونٹ کی کوہان سے تشبیہ دی گئی ہے۔یعنی جس طرح کوہان، اونٹ کا بلند ترین حصہ ہوتا ہے اسی طرح سورت بقرہ قرآن کریم کی بلند ترین سورت ہے۔اور سورت یٰسین کو قرآن حکیم کا دل کہا گیا ہے۔کیونکہ ایمان دل میں ہوتا ہے اور عقیدے سے متعلق جذبات کا تعلق بھی دل سے ہوتا ہے یعنی کفر، شرک نفاق اور اسلام وغیرہ کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔اگر دل میں ایمان صحیح ہوگا تو انسان کے حالات اس دنیا میں درست ہوں گے اور آخرت میں بھی کامیابی اور کامرانی نصیب ہوگی اور چونکہ اس سورت میں فوز وفلاح کے تمام اصول، قواعد اور ضوابط بیان فرمادیے گئے ہیں۔اس لیے اسے ''قلب قرآن'' قرار دیا گیا ہے۔

رسول رحمت ﷺ نے دلوں کی اصلاح کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ)) (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم ظلم المسلم......)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔''

ان احادیث سے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ دل کی اصلاح سے جسم، عقیدہ اور اعمال کی اصلاح وابستہ ہے۔ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے دلوں کی اصلاح ہو جائے اور دل کی پاکیزگی اور اصلاح، سورت یٰسین کی تلاوت اور تفہیم سے ہوگی۔کیونکہ سورت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یٰسین قرآن کا دل ہے۔آج مسلمانوں کے دلوں میں محبت کی بجائے نفرت، خلوص کی بجائے عداوت، شفقت کی بجائے حسد، رحم کی بجائے ظلم اور الفت کی بجائے بغض کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ آج کا مسلمان، قرآن کی تعلیمات سے دور، قرأت قرآن سے غافل اور اس کی تفسیر سے نا آشنا ہے۔

اگر آپ اپنے دلوں کی اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو قرآن مجید کی بکثرت تلاوت فرمایئے۔اس کے معانی، مطالب اور مفاہیم پر غور کیجیے۔اس میں ذکر کردہ احکام پر عمل کیجیے۔ پھر دیکھیے رب العزت کی رحمتیں کیسے نازل ہوتی ہیں اور ہمارے دلوں کی اصلاح کتنی جلدی ہوجاتی ہے۔کیونکہ کامیابی کی اصل کلید عمل ہے۔ ؏

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

بخشش ہی بخشش:

سورۃ یٰسین کی تلاوت وقرأت برکات کے نزول، رحمتوں کے حصول اور گناہوں کی بخشش، مغفرت اور بلندی درجات کا ذریعہ ہے۔اس سورۃ کے فضائل وفوائد کے بارے میں بیان کردہ اکثر روایات کی استنادی حیثیت اگرچہ کمزور ہے مگر کثرت اسناد اور بعض آثار کے ''حسن'' ہونے کے باعث سورۃ یٰسین پڑھنے کی فضیلت کی روایات کو تقویت حاصل ہوجاتی ہے۔چنانچہ مشہور تابعی جناب عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ:

بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَءَ يٰسٓ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهٗ۔ (سنن دارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل یٰسین)

''مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دن کے آغاز میں سورۃ یٰسین کی تلاوت کی تو اس کی حاجات پوری کردی جائیں گی۔''

یہ روایت اگرچہ مرسل ہے مگر اس کے راوی ثقہ ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ:

مَنْ قَرَءَ يٰسٓ حِيْنَ يُصْبِحُ اُعْطِيَ يُسْرَ يَوْمِهٖ حَتّٰى يُمْسِيَ وَمَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَرَءَهَا فِیْ صَدْرِ لَیْلَةٍ اُعْطِیَ یُسْرَ لَیْلَتِه۔

(سنن دارمی، کتاب فضائل، باب فی فضل یٰسین)

''جو شخص سورۃ یٰسین کو صبح کے وقت پڑھے گا تو اس دن شام تک اسے آسانی حاصل رہے گی اور جو اس سورۃ مبارکہ کو رات کی ابتداء میں تلاوت کرے گا تو اسے صبح تک آسانی نصیب ہوگی۔''

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ قَرَءَ یٰسِین فِیْ لَیْلَةٍ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ۔ اَوْ مَرْضَاةِ اللّٰهِ غُفِرَ لَهٗ وَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّهَا تَعْدِلُ الْقُرْآنَ كُلَّه۔

(سنن دارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل یٰسین)

''جو کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کی خوشنودی کے لیے رات کو سورت یٰسین پڑھتا ہے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ سورت پورے قرآن مجید کے مساوی ہے یعنی اس کی تلاوت کرنا پورا قرآن مجید پڑھنے کے برابر ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''جو شخص رات کو سورۃ یٰسین کی تلاوت کرے گا اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' (تفسیر ابن کثیر، سورۃ یٰسین)

ان روایات و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ یٰسین کی تلاوت بخشش، مغفرت اور گناہوں سے معافی کا ذریعہ اور سبب ہے۔ ہم سب کو چاہیے کہ اس بے مثال سورت کی ہر روز ایک بار ضرور تلاوت کر لیا کریں۔

برکات سورۃ یٰسین:

سورۃ یٰسین قرآن مجید کی انتہائی متبرک سورۃ ہے۔ امام المفسرین حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر میں بعض علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا قول نقل فرمایا ہے کہ:

''اگر مصیبت، پریشانی، تنگی، سختی اور تکلیف کے وقت سورۃ یٰسین پڑھی جائے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ اس سورت کی برکت سے مشکل آسان فرما دیتا ہے۔ جہاں اس سورۃ کی تلاوت کی جائے وہاں رب تعالیٰ کی رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر سورۃ یٰسین)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہن سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ...... یہ وہ عبداللہ بن زبیر ہیں جو ہجرت کے بعد مہاجرین کے گھروں میں سب سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور جن کی ولادت پر اہل اسلام نے بے پناہ خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ ہوا یوں کہ مہاجرین کے مدینہ منورہ آنے کے بعد کچھ عرصہ تک کسی کے ہاں اولاد پیدا نہ ہوئی۔ مدینہ منورہ کے یہودی جو بدباطن اور شریر لوگ تھے انہوں نے مشہور کر دیا کہ ہمارے جادو کی وجہ سے مسلمانوں کی نسل کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ اہل اسلام کو یہودیوں کی ان باتوں پر یقین واعتماد تو نہ تھا مگر وہ مسلمانوں کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہونے کے باعث افسردہ ضرور تھے۔ یہودیوں کی شرانگیزیاں اپنے عروج پر تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے عشرہ مبشرہ میں سے ایک صحابی، جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''حواری رسول'' کا لقب عطا فرمایا تھا، یعنی جناب زبیر رضی اللہ عنہ کو بیٹا عطا فرمایا: آپ اپنے فرزند ارجمند کو اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ پھر کھجور منگوائی اور اپنے دہن مبارک سے چبا کر اپنے لعاب دہن کے ساتھ اس بچے کے منہ میں ڈال دی اور اس نومولود کے لیے خیر و برکت کی دعا مانگی۔ یہ خوش نصیب انسان جس کی پیدائش پر مدینہ کے تمام مسلمانوں نے خوشی منائی اور جس کے شکم میں سب سے پہلے سیدالانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک گیا جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں...... آپ سورت یٰسین کی برکات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص سورت یٰسین کو اپنی حاجت اور ضرورت کے آگے کر دے یعنی ضرورت اور حاجت کے وقت اس بابرکت سورت کی تلاوت شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ اس سورت کی بدولت اس کی حاجت اور ضرورت پوری فرما دیتا ہے۔''

(تفسیر مظہری سورۃ یٰسین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت یٰسین کی برکات اور ثمرات کا شمار تو از حد مشکل ہے۔ بات کو آگے بڑھانے سے پہلے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث پاک کا تذکرہ انتہائی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن سورۃ یٰسین کی بکثرت تلاوت کرنے والے کو رب تعالیٰ کے دربار میں بلایا جائے گا۔ وہ حاضر ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے کئی لوگوں کی شفاعت وسفارش کی اجازت فرمائیں گے۔ جن لوگوں کی صاحب یٰسین سفارش کرے گا، ان کی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی تعداد قبیلہ مضر اور قبیلہ ربیعہ کے افراد کی تعداد سے زیادہ ہوگی۔ یعنی جس طرح عرب کے مشہور اور کثیر لوگوں پر مشتمل قبیلوں مضر اور ربیعہ کے افراد کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح سورت یٰسین کا قاری جن ان گنت لوگوں کی سفارش کرے گا۔ ان کی تعداد کو بھی شمار نہیں کیا جا سکتا۔'' (روح المعانی، سورۃ یٰسین)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش:

ہر شخص کی کوئی نہ کوئی خواہش، آرزو اور تمنا ہوتی ہے۔

☆ کوئی چاہتا ہے کہ مجھے بے حساب مال و دولت مل جائے۔

☆ کسی کی خواہش ہے کہ مجھے کار، کوٹھی اور بنگلہ نصیب ہو جائے۔

☆ کسی کی آرزو ہے کہ مجھے باعزت روزگار مل جائے۔

☆ کوئی تمنا کرتا ہے میری ترقی ہو جائے۔

☆ کوئی دعائیں مانگتا ہے مجھے اولاد عطا ہو جائے۔

☆ کوئی گڑگڑاتا ہے میرا افسر مجھ سے راضی ہو جائے۔

☆ کوئی سوچتا ہے میری دکان پر گاہکوں کا رش ہو جائے۔

☆ کوئی خواہش رکھتا ہے مجھے امتحان میں کامیابی نصیب ہو جائے۔

☆ کسی کو اقتدار کی خواہش ہے اور کسی کو حکومت کی تمنا۔

غرض ہر شخص کے دل میں کوئی نہ کوئی تمنا اور آرزو ہوتی ہے جسے وہ پورا ہوتے دیکھنا چاہتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔مگر میں آپ کو رحمت کائنات، ہادی دو جہاں، امام رسولاں، سید البشر اور اور آخری پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خواہش اور آرزو بتانا چاہتا ہوں۔آپ ﷺ کی خواہش مال، دولت، کوٹھی، بنگلہ، مکان، جائیداد، کاروبار، دنیوی ترقی، جاہ وجلال، اولاد، اقتدار، حکومت اور روپے پیسے کی خواہش نہیں بلکہ آپ ﷺ اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((لَوَدِدْتُّ اَنَّهَا فِیْ قَلْبِ كُلِّ اِنْسَانٍ مِّنْ اُمَّتِیْ یَعْنِیْ یٰسٓ))

(تفسیر ابن کثیر، سورت یٰسین)

''میری شدید خواہش ہے کہ میری امت کے ہر فرد کے دل میں یہ سورت محفوظ ہوجائے یعنی میرے ہر امتی کو سورت یٰسین زبانی یاد ہو۔''

اگرچہ اس روایت کی سند بھی ضعیف ہے لیکن جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ کثرت تعداد کے باعث سورت یٰسین کے فضائل کی روایات کو تقویت حاصل ہے۔

محترم بھائیو! ہم اپنی اولاد، احباب، والدین، دوستوں، رشتے داروں اور تعلق داروں کی خواہشات کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔کیا کوئی نیک بخت، سعادت منداور خوش قسمت ہے۔جو اپنے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے سورت یٰسین کو زبانی یاد کرنے کا عہد کرے؟ جو شخص یہ سعادت حاصل کرے گا۔تو اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہوگا اور اس کی پچھلی زندگی کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

یہ بڑے دکھ، صدمے اور افسوس کی بات ہے کہ آج کے نوجوانوں کو گیت، گانے، فضول اشعار، ماہیے، دوہڑے اور ترانے تو خوب یاد ہیں مگر قرآن حکیم کی آیات یاد نہیں ہیں۔ سرور کائنات ﷺ کی احادیث یاد نہیں ہیں۔پھر ہم میں سے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ معاشرہ بگڑ رہا ہے، خراب ہو رہا ہے۔فحاشی عام ہوگئی ہے، عریانی کا دور دورہ ہے۔سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب ہم اپنے بچوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم نہیں دلوائیں گے۔انہیں مسجد اور مدرسہ کا دروازہ نہیں دکھائیں گے بلکہ ان کی ذہنی عیاشی کے لیے ٹی وی اور وی سی آر خرید کردیں گے تو معاشرہ بگاڑ کا شکار نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟۔

اگر ہم میں سے ہر شخص یہ عہد کرلے کہ وہ اپنی اولاد کو ٹی وی کے بے ہودہ پروگرام نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھنے دے گا۔ بلکہ اسے سورت یٰسین یاد کروائے گا۔ اس کا ترجمہ پڑھائے گا، اس کی تفسیر سمجھائے گا۔ تو ہم بگڑے ہوئے ماحول کو سنوار سکتے ہیں اور قوم کے بگڑے ہوئے اخلاق کو درست کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قریب المرگ پر یٰسین:

سورت یٰسین کو اللہ تعالیٰ نے یہ برکت، رحمت اور خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ اگر اس سورت کو قریب المرگ انسان کے پاس پڑھا جائے تو اسے موت کی تلخیوں، سختیوں اور پریشانیوں سے نجات نصیب ہو جاتی ہے۔ اور اس کی روح کو انتہائی تخفیف، آسانی اور آرام سے قبض کر لیا جاتا ہے۔ جناب معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں ہے:

((اِقْرَءُوْا یٰسِیْن عَلٰی مَوْتَاکُمْ))

(سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب القراءة عند المیت، سندہ ضعیف)

''اپنے قریب المرگ لوگوں کے پاس سورہ یٰسین پڑھا کرو۔''

معروف مفسر امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اہل علم کا قول نقل فرمایا ہے کہ:

مِنْ خَصَائِصِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ اِنَّهَا لَا تُقْرَءُ عِنْدَ اَمْرٍ عَسِرٍ اِلَّا يَسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَكَاَنَّ قِرَاءَتَهَا عِنْدَ الْمَيِّتِ لِتَنْزِلُ الرَّحْمَةُ وَالْبَرَكَةُ وَلِيَسْهَلُ عَلَيْهِ خُرُوْجُ الرُّوْحِ۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورۃ یٰسین)

''اس سورت کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اسے کسی مشکل معاملے کے حل کی خاطر پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔ اور اسے قریب المرگ کے پاس اس لیے پڑھا جاتا ہے تاکہ رحمت و برکت نازل ہو اور اس کی روح نکلنے میں آسانی ہو جائے۔''

قریب المرگ انسان کے پاس اس بابرکت سورت کو تلاوت کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سورت میں اسلام، ایمان، توحید، رسالت اور آخرت کے مسائل شرح و بسط سے بیان فرمائے گئے ہیں۔ جب موت کا منتظر شخص ان احکام و مسائل کو سنے گا تو لازما اس کی طبیعت پر ان کا اثر ہوگا اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے گناہوں کی معافی کا سوال کرنے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطاؤں پر شرمندہ ہونے، بخشش طلب کرنے اور آخری وقت زبان سے توحید ورسالت کا اقرار کرنے یعنی کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمادے۔ اگر ایسا ہوگیا تو یقیناً یہ نیک بخت، جنت کا مالک بن جائے گا۔ اللہ کریم ہمیں اپنے مایوس العلاج مریضوں اور قریب المرگ انسانوں کے پاس اس بابرکت سورت کی تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مگر ہمارے ہاں کیا ہوتا ہے؟ آپ خود ہی غور کریں کیونکہ ؎

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

☆ماں بین کر رہی ہوتی ہے	☆ہائے میرا شیر جوان جا رہا ہے
☆بہن آواز لگا رہی ہوتی ہے	☆ہائے میرے ویر کو کیا ہو گیا؟
☆بیوی پکار رہی ہوتی ہے	☆میرے سر کے تاج نہ جا
☆بچے رو رہے ہوتے ہیں	☆ابو! ہم یتیم ہو جائیں گے
☆باپ چارپائی پکڑ کر کہہ رہا ہوتا ہے	☆میرے لخت جگر! کیوں روٹھ گیا ہے؟
☆جانے والے کی جدائی کا صدمہ اپنی جگہ بجا	☆کہ بچے یتیم ہو جائیں گے
☆بھائی کا بازو ٹوٹ جائے گا	☆بیوی کا سہاگ اجڑ جائے گا
☆بہن کا ویر بچھڑ جائے گا	☆بوڑھی ماں کا سہارا ختم ہو جائے گا
☆ضعیف باپ کی کمر ٹوٹ جائے گی	☆مدرسے کا استاذ داغ مفارقت دے جائے گا
☆مسجد کا منبر اور مصلّٰی خالی ہو جائے گا	☆دوستوں کی محفل ویران ہو جائے گی

مگر کیا ہماری ان باتوں سے موت ٹل جائے گی۔ ملک الموت کو ترس آجائے گا۔

کیا اس کی عمر بڑھ جائے گی؟ ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۴۹ ﴾

(۱۰/ یونس:۴۹)

”جب موت کا وقت آجائے تو لمحہ بھر کی تقدیم وتاخیر نہیں ہوسکتی۔“

قریب المرگ انسان کے پاس ہمارے رونے، دھونے، واویلا کرنے اور نوحہ وبین کرنے کا نہ ہمیں کوئی فائدہ ہوگا اور نہ مریض کو۔ بلکہ اگر اس کے قریب بیٹھ کر سورت یٰسٓ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلاوت وقرأت کی جائے تو اس سے ہمیں بھی اور اسے بھی فائدہ ہوگا۔ ہمیں ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی اور اس کی روح کو سکون نصیب ہوجائے گا۔ وہ موت کی سختیوں سے بچ جائے گا اور ہم ثواب حاصل کرلیں گے۔

ہماری کوشش، ہمارا کوئی عمل اور ہماری کوئی حرکت اس مریض کو موت کے منہ سے نہیں چھڑا سکتی، ڈاکٹر کا ٹیکہ، حکیم کی پڑیا اور مولوی کا دم اسے زندگی نہیں بخش سکتا۔

قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝٢٦ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝٢٧ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝٢٨ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝٢٩ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ اِۨلْمَسَاقُ﴾

(۷۵/القیامہ:۲۶ تا ۳۰)

''ہاں، جب جان حلق تک پہنچ جائے اور لوگ کہنے لگیں کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟ اور اسے یقین آگیا کہ اب جدائی کا وقت قریب ہے اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے۔ اس دن مجھے اپنے رب کی طرف چلنا ہے۔''

شاعر توحید وست مولانا علی محمد صمصام رحمہ اللہ نے اسی مفہوم کو اپنے شاعرانہ انداز میں یوں بیان فرمایا ہے: ع

جدوں چابی عمر دی مک جانی
گھڑی چل دی چل دی رک جانی
تیرے کام سارے وچے رہ جانے
تیرے کوٹ امیداں دے ڈھے جانے
نبضاں رہن حکیماں دے ہتھ پھڑیاں
گولی موت دی سینے وچ ٹھک جانی

عرض یہ کر رہا تھا کہ قریب المرگ انسان کے پاس شور وغل، واویلا اور رونے پیٹنے کی بجائے ''سورۃ یٰسین'' کی تلاوت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مسند احمد میں جناب صفوان بن عمرو رحمہ اللہ کا فرمان نقل کیا گیا ہے کہ:

''ہمارے مشائخ نے بتلایا کہ ہم صحابی رسول جناب غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی موت کے وقت حاضر تھے تو انہوں نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہے جو سورۃ یٰسین کی قراءت کرے؟ چنانچہ حاضرین میں سے ایک شخص صالح بن شریح رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ یٰسین کی تلاوت شروع کر دی۔ جب چالیسویں آیت پر پہنچے تو جناب غضیف رضی اللہ عنہ کی روح قبض ہو گئی۔"

(مسند الامام احمد، مسند الشامیین، حدیث غضیف بن حارث)

قرآنی آیات کی تاثیر ایک ثابت شدہ حقیقت ہے لہٰذا قریب المرگ مسلمان کے پاس سورۃ یٰسین کی تلاوت کرنا باعث اجر و ثواب بھی ہے اور اس کے لیے موت کی سختیوں میں سہولت اور تخفیف کا سبب بھی۔

سورت یٰسین کے نام:

قرآن حکیم کی متعدد سورتوں کے ایک سے زیادہ نام کتب تفاسیر میں ذکر کیے گئے ہیں۔ اسی طرح اس عظیم البرکت سورت کے بھی پانچ ناموں کا تذکرہ حدیث و تفسیر کی کتابوں میں ملتا ہے۔

۱۔ یٰسین: جیسا کہ مشہور ہے کہ اس سورت مبارکہ کا نام یٰسین ہے اور یہی لفظ اس سورت کی پہلی آیت ہے۔ اس لفظ کے معنی اور مفہوم میں علماء تفسیر کے کئی اقوال ہیں۔ جن کا ذکر آگے چل کر "معنی یٰسین" کے ضمن میں کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

مشہور یہی ہے کہ یہ لفظ حروف مقطعات میں سے ہے اور حروف مقطعات کے بارے میں زیادہ بہتر بات یہی ہے اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ۔ یعنی ان حروف کی مراد کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس کا معنی و مفہوم جو بھی ہے ہمارا اس پر ایمان و یقین ہے۔ اسی لیے بعض مفسرین کا خیال ہے کہ ان حروف کے معانی میں زیادہ کرید اور بحث نہیں کرنی چاہیے۔

۲۔ مدافعہ: اس سورت کا دوسرا نام مدافعہ ہے۔ مدافعہ کا معنی "دفاع کرنے والی" یعنی یہ سورت اپنے پڑھنے والے کا دفاع کرتی ہے۔ اپنے قاری سے مصیبتوں، پریشانیوں، تکلیفوں اور مشکلوں کو دور رکھتی ہے۔ بالفاظ دیگر یہ سورت اپنی تلاوت کرنے والے سے بلاؤں کو دفع اور دور کرنے والی ہے۔ (تفسیر مظہری؛ روح المعانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ قاضیہ: اس بابرکت سورت کا تیسرا نام ''سورت قاضیہ'' ہے قاضیہ، کا معنیٰ ہے ''حاجات کو پورا کرنے والی'' یعنی اللہ تعالیٰ اس سورت کے پڑھنے والے کی حاجات وضروریات پوری فرمادیتے ہیں۔ جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مبارکہ بیان ہوچکی ہے کہ:

''جو شخص سورت یٰسین کو اپنی حاجت کے آگے کردے یعنی حاجت اور ضرورت کے وقت اس سورت کی تلاوت شروع کردے تو اس کی حاجت پوری کردی جاتی ہے۔ (تفسیر مظہری سورۃ یٰسین)

۴۔ مُعِمَّہ: اس عظیم البرکت سورت کا نام ''معمہ'' بھی ہے، معمہ کا معنیٰ ہے ''عام کرنے والی'' کیونکہ یہ متبرک سورت پڑھنے والے کے لیے دنیا اور آخرت کی برکات عام کرنے والی ہے۔ سیدنا حسان بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ چونکہ یہ سورت پڑھنے والے کو دنیا وآخرت کی بھلائی عموماً عطا کرتی، دنیا وآخرت کی بلاؤں کو دور کرتی اور ہولنا کیوں کو رفع کرتی ہے۔ اس لیے تورات میں اس سورت کا نام ''معمہ'' ذکر کیا گیا ہے۔ (روح المعانی سورۃ یٰسین)

اس سورت کی خیر وبرکت کی عمومیت کا تذکرہ آپ سن چکے ہیں۔ کہ اس سورت کا قاری قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کے لوگوں سے زیادہ انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے سفارش کرے گا اور اس کی شفاعت کو قبول فرمایا جائے گا۔ سبحان اللہ۔

۵۔ عظیمہ: اس سورت مبارکہ کا ایک نام ''عظیمہ'' ہے جس کا معنیٰ عظمت وشان والی سورت ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ فِي الْقُرْآنِ لَسُوْرَةً تُدْعَى الْعَظِيْمَةُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَيُدْعٰى صَاحِبُهَا الشَّرِيْفُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى))

(روح المعانی، سورۃ یٰسین)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید میں ایک سورت ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے ''عظیمہ'' کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کے حافظ اور تلاوت کرنے والی کو رب تعالیٰ کے ہاں ''شریف'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یٰسین کے معانی:

لفظ ''یٰسین'' اس سورت مبارکہ کی پہلی آیت ہے۔ اس کے معانی اور مفاہیم میں مفسرین کرام کے کئی اقوال ہیں۔ ہم چند مشہور معانی کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔

ا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے علماء کی رائے ہے کہ یٰسین اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اگر مفسرین کی اس رائے کو تسلیم کیا جائے تو کسی شخص کا نام صرف یٰسین رکھنا جائز نہیں ہو گا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص اسماء میں سے ہے اور ایسے اسماء کا اطلاق مخلوق پر کرنا جائز نہیں ہے۔ جس طرح رحمان، خالق اور اللہ وغیرہ کسی انسان کے نام نہیں رکھے جاسکتے اسی طرح صرف یاسین بھی کسی انسان کا نام نہیں رکھا جاسکتا۔ (معارف القرآن سورۃ یٰسین)

اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء اور نام ایسے بھی ہیں جو کسی حد تک مخلوق کے لیے بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ مثلاً رؤف، رحیم، مالک وغیرہ اور اگر یاسین کو اللہ تعالیٰ کے اسماء مختصہ میں شمار نہ کیا جائے تو اس کا اطلاق آدمی پر بھی ہوسکتا ہے۔ مگر پھر اس کے معانی کو ملحوظ رکھنا ہوگا کہ جب اس کے نام کو اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کیا جائے تو اس کا اطلاق اس طرح ہوگا جس طرح اس کی شان کے لائق ہے۔ اور اگر اس کا اطلاق انسان پر کیا جائے تو اس کی مناسبت انسان کی حالت کے ساتھ ہوگی۔ جیسے ''رؤف'' کا نام اللہ تعالیٰ اور بندے، دونوں کے لیے مستعمل ہے مگر دونوں جگہ مفہوم مختلف ہوگا۔ جب صفت رافت کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مہربان اور صاحب فیضان ہے اور جب یہ لفظ کسی انسان کے لیے استعمال کیا جائے تو وہاں رافت سے مراد درد دل اور شفقت ہوگا جو کسی خستہ حال انسان کو دیکھ کر دل میں پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ شخص ضرورت مند کی حاجت برآری بھی کرتا ہے۔ دل میں درد پیدا ہونا، اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کا تعلق مادیت سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات تمام مادی تصورات سے پاک ہے۔ (معالم العرفان سورۃ یٰسین)

۲۔ بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ یٰسین...... ''یا'' اور ''سین'' دو حروف کا مرکب ہے اور اس کا معنی ''اے انسان'' ہے اور اس سے مراد انسان کامل جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرامی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو "یٰسین" کے بابرکت نام سے خطاب فرمایا ہے۔ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی طے کی لغت میں اس کا یہی معنیٰ ہے۔ (تفسیر المراغی، سورۃ یٰسین)

امام سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ حبشہ کی زبان میں یاسین کا معنیٰ "اے انسان" ہے۔ (تفسیر ابن کثیر سورۃ یٰسین)

۳۔ بعض اہل علم کی رائے ہے کہ "یاسین" قرآن مجید کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔

(روح المعانی، سورۃ یٰسین)

۴۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ "یاسین" اس بابرکت سورت کا نام ہے۔

(زاد المسیر؛ روح المعانی)

۵۔ بعض علماء تفسیر کا بیان ہے کہ: اِنَّ یٰسِیْنَ بِمَجْمُوْعِهٖ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَائِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ یعنی لفظ یٰسین رحمت کائنات ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے آپ کا ایک اسم ہے۔ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حروف کے رموز واسرار کی حقیقت پہچاننے والے محمد ﷺ کا نام "یاسین" رکھنے میں بہت بڑا راز اور بھید ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ الحمد للہ میں نے جامع مسجد داؤدی میں مسلسل تین دن عصر سے مغرب تک مجلس وعظ میں اس کلمہ شریف "یاسین" کے بارے میں گفتگو کی ہے۔

(تفسیر روح المعانی، سورۃ یٰسین)

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے شاید اسی لیے آپ ﷺ کے بارے میں کہا:

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

۶۔ بعض علماء تفسیر کا خیال ہے کہ لفظ یٰسین، یا سیّد البشر کا مخفف ہے اور ظاہر ہے کہ سیّد البشر نبی اکرم ﷺ کا لقب ہے۔ جس کا معنیٰ ہے۔ "اے نوع انسانی کے سردار" اور نوع انسانی کی سرداری اور سیادت کا شرف عظیم، صرف اور صرف ہمارے ہادی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے۔ جیسا کہ خود آپ ﷺ نے اپنی زبان حق ترجمان سے فرمایا:

((اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ))

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب تفضیل نبینا علی جمیع الخلائق)

"قیامت کے دن میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی۔"

دوسری حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

((اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَلَا فَخْرَ))

(جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ بنی اسرائیل)

"قیامت کے دن میں نسل انسانی کا سردار ہوں گا اور (یہ میرے رب کی مہربانی ہے) میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ یہ بات بھی میں غرور سے نہیں کہتا اور اس دن تمام انبیاء حتیٰ کہ ابوالبشر آدم علیہ السلام بھی میرے جھنڈے تلے ہوں گے مگر میں اس پر بھی تکبر نہیں کرتا اور سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور مجھے اس پر بھی کوئی غرور نہیں ہے۔"

آپ پیغمبر رحمت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی عاجزی، انکساری، تواضع اور کسر نفسی کا اندازہ فرمائیں کہ آپ اپنی عظمت وشان کے بیان والے ہر جملے کے بعد فرماتے ہیں کہ "لَا فَخْرَ" کہ یہ میرے رب کی مہربانی اور رحمت ہے کہ اس نے مجھے اس عہدہ جلیلہ اور منصب عظیمہ پر فائز فرمایا ہے مگر میں اس پر کوئی غرور اور تکبر نہیں کرتا۔ آپ ذرا تصور فرمائیں کہ قیامت کے دن کیا خوبصورت اور خوش کن منظر ہوگا۔ کہ انسان اول جناب آدم علیہ السلام سے لے کر وقوع قیامت تک تمام اولین وآخرین جمع ہوں گے اور ہمارے پیغمبر اکرم ﷺ پوری کائنات انسانی کی قیادت وسیادت فرمائیں گے۔ اور اس وقت ساری مخلوق جان لے گی کہ آپ ہی "یٰسین" یعنی سید البشر، سید ولد آدم اور امام کائنات ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی شاعر نے نبی مکرم ﷺ کے القاب کا ذکر کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے:

القاب کیسے کیسے خدا نے کیے عطا
حضرت رسول پاک کو قرآں میں جا بجا
طٰہٰ کہیں پکارا، یٰسٓ کہیں کہا
حٰمٓ اور نٓ کہیں والشمس والضحیٰ

آپ ﷺ کی قیادت:

جب نبی معظم، سرورِ دو عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی قیادت سیادت، سرداری، رہبری اور سید البشر ہونے کی بات شروع ہو ہی گئی ہے۔ تو اس امر کا بیان خالی از دلچسپی اور خارج از موضوع نہ ہوگا کہ قیامت کے دن جب دخول جنت کا مرحلہ آئے گا اور نیک بخت وسعادت مندوں کو جنت میں لے جانے کی بابرکت گھڑی آئے گی تو اس وقت بھی اہل جنت کی سرداری اور قیادت کا شرف امام المرسلین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہی نصیب ہوگا اور آپ ہی جنتیوں کے قافلہ کی قیادت فرماتے ہوئے جنت کا دروازہ کھلوائیں گے۔ اور آپ کی اجازت وحکم کے بغیر جنت کا دروازہ نہ کھولا جائے گا۔ آپ ﷺ کے اس شرف ومجد اور عزت وعظمت کا تذکرہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے ہی سماعت فرمائیے! خادم رسول جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کائنات ﷺ نے فرمایا:

((آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ أُمِرْتُ أَنْ لَّا أَفْتَحَ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ))

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قول النبی انا اول الناس......)

''میں قیامت کے دن (اہل جنت کی قیادت کرتے ہوئے) جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے کھولنے کا مطالبہ کروں گا۔ تو جنت کا محافظ عرض کرے گا۔ کہ آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا میرا نام محمد ﷺ ہے تو فرشتہ عرض کرے گا۔ مجھے آپ ہی کے بارے میں حکم دیا گیا تھا کہ جب تک آپ تشریف نہ لائیں، اس وقت تک کسی کے لیے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برادر اکبر مولانا عبدالرحمان راسخ رحمۃ اللہ علیہ غالباً اسی حدیث کا ترجمہ جب پنجابی اشعار میں سناتے تو مجمع جھوم جایا کرتا تھا۔ آپ بھی سنیے اور دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے محبوب پیغمبر کی قیادت میں جنت کا داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین

کوئی نبی ہالے قدم نہ اٹھاوے
میرا پیر پہلاں بہشتاں نوں جاوے
اوہ جا کے جاں جنت دا کنڈا ہلاوے
تے دربان جنت دا عرضاں سناوے
مینوں میرے مولا ایہہ حکم فرمایا
نہ کھولیں جنہاں چر محمد نہ آیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے دربان کا جواب سن کر جو فرمائیں گے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں محمد، میں محمد، آمنہ دا جایا
جلدی جنت دروازہ کھولو میں امت نال لیایا

تاثیر سورۃ یٰسین:

جیسا کہ یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ سورت یاسین کا ایک نام "مدافعہ" یعنی اپنے قاری کا دفاع کرنے والی اور اسے ہر مصیبت اور تکلیف سے بچانے والی ہے۔ قدرتی طور پر اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں یہ تاثیر اور اثر رکھا ہے کہ جو شخص کسی آڑے اور دشمن کے حملہ کے وقت اس کی تلاوت شروع کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس عظیم البرکت سورت کی تلاوت کے اثر سے اس کی مشکل آسان فرما دیتا ہے اور اس کے دشمنوں اور مخالفوں کو اندھا اور نابینا کر دیتا ہے کہ انہیں اپنا ہدف نظر ہی نہیں آتا۔

جب ہم رسول اکرم، سرور عالم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور حیات طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مصیبت اور پریشانی کی گھڑی میں اسی سورت کی تلاوت فرماتے اور اس سورت کی مقدس اور بابرکت آیات کی قرأت کرتے ہی اللہ تعالیٰ آپ کی مصیبت اور پریشانی دور فرما دیتا۔ آپ ذرا توجہ فرمائیں تو میں سورت یٰسین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تاثیر عرض کرنے والا ہوں۔

سرورِ کون ومکاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کا مکی دور ہے، مشرکین مکہ آپ کی دعوت کے پھیلتے اور بڑھتے ہوئے اثرات سے پریشان اور حیران ہیں۔ آخر کار آپ کی جلاوطنی، قید اور قتل میں سے کسی کا ایک امر کا فیصلہ کرنے کے لیے سرداران مکہ دارالندوہ میں جمع ہوتے ہیں۔ کافی غور وخوض اور مختلف تجاویز پر بحث مباحثہ کے بعد متفقہ طور پر آپ کو قتل کرنے کی سازش تیار کر لی جاتی ہے۔ اور آپ کو قتل کرنے کے عزم اور ارادہ سے گیارہ سردار، یک صد جنگجو اور مسلح جوانوں کے ہمراہ آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیتے ہیں۔ تاریک رات ہے۔ کفار مکہ گھات لگا کر آپ ﷺ کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ کہ آپ سو جائیں۔ تو یہ لوگ آپ پر حملہ آور ہو کر آپ کی زندگی کا خاتمہ کر دیں۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝﴾ (۸/الانفال:۳۰)

''وہ وقت یاد کرو جب کفار مکہ آپ کے خلاف سازش کر رہے تھے۔ تاکہ آپ کو قید کر دیں۔ یا قتل کر دیں۔ یا (مکہ سے) نکال دیں (یعنی جلاوطن کر دیں) اور وہ لوگ (آپ کے خلاف) تدبیر کر رہے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ (آپ کو بچانے کی) تدبیر کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔''

یعنی کفار مکہ نے نبی اکرم ﷺ کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔ کائنات کے تمام انسانوں کے منصوبے خاک میں مل سکتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تبدیل نہیں ہو سکتا۔ آپ یہ سن کر مسرور ہوں گے کہ رب العزت نے آپ ﷺ کی حفاظت وصیانت کے لیے ''سورت یٰسین'' کو سبب بنایا۔

مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کے گھر مبارک کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ ہاتھوں میں ننگی اور تیز تلواریں تھیں۔ انہیں پورا یقین اور کامل وثوق تھا۔ کہ ان کی ناپاک سازش ضرور کامیاب ہو گی اور آج کی رات کے بعد انہیں محمد ﷺ کا وجود نظر نہیں آئے گا۔ یہاں تک کہ ابوجہل ظالم نے بڑے متکبرانہ اور مغرورانہ انداز میں اپنے رفقاء کے سامنے آپ ﷺ کی دعوت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذاق اُڑایا۔

واقعہ کی تفصیل میں جائے بغیر عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کے قتل کا ناپاک منصوبہ بنائے سرداران مکہ اور ان کے حواری آپ ﷺ کے سونے کا انتظار کر رہے تھے، ادھر رب جلیل کے حکم سے آپ ﷺ نے جناب علی رضی اللہ عنہ کو سبز حضرمی چادر اوڑھاتے ہوئے اپنے بستر پر لیٹ جانے اور آرام کرنے کا مشورہ دیا اور فرمایا تم مطمئن رہو۔ تمہیں ان کے ہاتھوں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔

جناب علی رضی اللہ عنہ کو بستر پر لٹانے، اہل مکہ کی امانتیں اُن کے کے حوالے کرنے اور چند ہدایات دینے کے بعد رسول رحمت ﷺ نے حکم الٰہی سے اپنے ایک ہاتھ کی مٹھی میں سنگریزوں والی مٹی پکڑی اور سورت یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے باہر کے دروازے کا رخ کیا۔ آپ کی زبان مبارک سے نکل رہا تھا۔

﴿یٰسٓ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ② اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ③ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ④ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ⑤ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ⑥ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ⑦ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ⑧ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ⑨﴾

(۳۶/یٰسین: ۱ تا ۹)

''یاسین (اے انسان کامل) حکمت والے قرآن کی قسم۔ بلاشبہ آپ (ہمارے بھیجے ہوئے) رسولوں میں سے ہیں۔ سیدھے راستے پر ہیں۔ قرآن مجید کو اللہ عزیز ورحیم نے نازل فرمایا ہے تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے آباؤاجداد کو (طویل عرصہ سے) نہیں ڈرایا گیا۔ اس لیے وہ غافل ہیں۔ بے شک یہ بات لازم ہوچکی ہے کہ اُن میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں اس لیے ان کے سراوپر کو، اٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنادی ہے اور ان کے پیچھے بھی ایک دیوار ہے پس ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے پس وہ نہیں دیکھ سکتے۔“

آپ ﷺ یہ آیات پڑھتے جاتے تھے اور مٹھی مبارک سے مٹی ان کے سروں پر ڈالتے جاتے تھے۔ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کے سر پر آپ ﷺ نے خاک نہ ڈالی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے واقعتاً ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیے، وقتی طور پر ان کی آنکھوں سے بینائی سلب کر لی، انہیں اندھا کر دیا اور وہ آپ ﷺ کو قریب سے گزرتے ہوئے نہ دیکھ سکے۔ سبحان اللہ۔ (سیرت النبی ابن ہشام مترجم، جلد ا، رسول اکرم کی ہجرت)

ہجرت مدینہ کا پورا واقعہ بیان کرنا اس وقت میرا مقصود نہیں بلکہ میں تو صرف سورت یٰسین کی تاثیر عرض کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی مقدس سورت کی تلاوت کی برکت سے ہمارے ہادی اور رہنما جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو دشمنوں کی سازشوں، پروگراموں اور ناپاک منصوبوں سے نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ مخالفین اسلام کے سروں پر خاک ڈلوائی اور انہیں اندھا کر دیا۔

ہم سب کو چاہیے کہ ہم اس عظیم البرکت سورت کو زبانی یاد کریں۔ اس کے معانی اور مطالب کو سمجھنے کی کوشش کریں اور کثرت سے اس کی تلاوت کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے عقائد و اعمال کی اصلاح فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۲

قرآن حکیم اور رسالت محمدی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿یٰسٓ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ② اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ③﴾

(۳۶/یٰسین:۱ تا ۳)

''اے انسان کامل! مجھے حکمت والے قرآن کی قسم! بلاشبہ آپ (ہمارے بھیجے ہوئے) رسولوں میں سے ہیں۔''

تمام تعریفات وتحمیدات، اللہ رب العزت کے لیے ہیں۔ جس نے کُن سے پوری کائنات کو تخلیق فرمایا: وہ ہر چیز کا خالق، مالک، رازق اور حاکم ہے۔ وہ اپنی صفات، ذات اور افعال میں وحدہٗ لاشریک اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے۔ اس نے انسان کی رشد وہدایت کے لیے انبیاء اور رسولوں کا سلسلہ جاری فرمایا اور انہیں اپنی طرف سے بطور نصب العین، نظریہ حیات اور دستور زندگی، کتابیں اور صحیفے عطا فرمائے، اور سب سے آخر میں امام الانبیاء، سید الاتقیاء، شافع روز جزا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ انہیں قرآن کریم کی شکل میں بے مثل و بے مثال اور لاریب و باکمال کتاب ہدایت عطا فرمائی۔ جس کا پڑھنا کار ثواب اور اس پر عمل کرنا باعث نجات ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے حساب حمد وثنا اور تعریف وتسبیح کے بعد اَن لاگت، لاتعداد، بے شمار، درود وسلام، نبی اکرم، رسول معظم، امام اعظم، سرور عالم، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدس ومطہر پر جنہوں نے ہر قسم کی تکلیفیں، اذیتیں، پریشانیاں، صدمات اور غم برداشت کر کے لوگوں کو ''توحید'' کا درس دیا۔ اللہ تعالیٰ کی رضوان وسلامتی نازل ہو، ان پاک باز وجاں نثار اور باوفا وفدا کار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جنہوں نے اپنے خون جگر سے شجر اسلام کی آبیاری کی اور دین حق کی نشر واشاعت اور تبلیغ وترویج کے لیے بے انتہا قربانیاں پیش کیں اور رب تعالیٰ کی رحمت اور فضل نازل ہو، ان صلحاء امت، علماء اسلام، محدثین کرام اور ائمہ عظام رحمۃ اللہ علیہم پر جنہوں نے قرآن وحدیث کی طلب اور تحصیل کے لیے بے انداز دشواریوں اور صعوبتوں کے دریا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبور کر کے دین کا علم حاصل کیا اور پھر اسے کتب احادیث کی شکل میں مدون فرما کر قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی قبریں وسیع و فراخ فرمائے اور انہیں اپنی رحمت سے کروٹ کروٹ جنت نصیب عطا فرمائے۔ آمین

حروف مقطعات:

اس سورت عظیمہ کی پہلی آیت مبارکہ "یٰسٓ" ہے۔ مفسرین کرام کی اصطلاح میں ان حروف کو "حروف مقطعات" کہا جاتا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے الگ الگ پڑھے جانے والے حروف۔ چونکہ ان حروف کو "یا" اور "سین" علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھا جاتا ہے۔ شاید اسی لیے انہیں "حروف مقطعات" کہا جاتا ہے۔ حروف مقطعات کے بارے میں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ عربی زبان کے حروف ہجا کی تعداد انتیس ہے اور قرآن کریم کی انتیس سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات لائے گئے ہیں۔ ان انتیس سورتوں میں سے ایک سورت "یٰسٓ" ہے۔

حروف مقطعات کے معانی اور مفاہیم کے بارے میں علماء تفسیر کے متعدد اقوال ہیں جن میں سے چند مشہور اقوال یہ ہیں۔

☆ حروف مقطعات، حروف ہجا کے نام ہیں۔

☆ حروف مقطعات، سورتوں کے نام ہیں۔

☆ حروف مقطعات سامع کو ہوشیار کرنے کے لیے لائے گئے ہیں۔

☆ حروف مقطعات، اختصار کے طور پر بعض مرکبات کی طرف اشارہ ہیں، جیسے عربی شعر کا مصرعہ ہے۔ قُلْتُ لَهَا قِفِيْ فَقَالَتْ قَافْ میں نے اسے کہا کہ رک جا! تو اس نے کہا رک گئے۔ اس میں قاف، وَقَفْتُ کا اختصار ہے (اسی طرح یٰسٓ "یَا اِنْسَانُ" کا اختصار ہے۔

☆ حروف مقطعات، اقوام کے آجال اور مدت کی طرف اشارہ ہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے یہودی وفد کے سامنے۔ الٓمٓ اَلْبَقَرَہ پڑھی تو انہوں نے حساب کر کے بتایا کہ ہم ایسے دین میں کیوں داخل ہوں، جس کی مدت صرف اکہتر (۷۱) سال ہے۔ پھر آپ نے الٓمٓصٓ، الٓرٰ اور الٓمٓرٰ پڑھا تو یہودی کہنے لگے کہ آپ نے یہ، معاملہ مشتبہ کر دیا ہے۔ لہٰذا ہم کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ حروف مقطعات، قرآن حکیم کے نام ہیں۔

☆ حروف مقطعات، اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔

☆ حروف مقطعات، اللہ تعالیٰ کی قسم ہیں۔

☆ حروف مقطعات، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان راز ہیں۔

☆ حروف مقطعات، اسماء حُسنیٰ کے بسیط حروف کی طرف اشارہ ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ البقرہ؛ تفہیمات بیضاوی، ص: ۵۷ تا ۶۲)

☆ امام بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حروف مقطعات کے بارے میں راجح قول یہ ہے کہ یہ حروف ہجا کے نام ہیں۔ (تفسیر بیضاوی)

حروف مقطعات کی وجہ:

قرآن حکیم کی بعض سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات کے ذکر کرنے کی وجہ سامعین کی ہوشیاری اور بیداری ہے۔ نیز یہ مخالفین قرآن اور دشمنان اسلام کے لیے کھلا چیلنج اور تحدّی ہے کہ اے مشرکین عرب! یہ قرآن کریم حروف ہجا سے ہی بنایا گیا ہے۔ اگر تم اسے کلام الٰہی نہیں مانتے تو اپنے تمام اہل علم وادب، صاحبان فکر ونظر، مدعیان فصاحت وبلاغت اور نکتہ ور دانشوروں کو جمع کر کے ''حروف ہجا'' سے اس کی مثال بنا کر پیش کرو:

﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝﴾ (۲/البقرۃ:۲۴)

''اگر تم یہ کام نہیں کر سکے اور ہر گز نہیں کر سکو گے۔ تو اس (قرآن پر ایمان لا کر) اس آگ سے بچ جاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ جو (قرآن) کا انکار کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

اے کفار عرب! غور کرو کہ ایسا شخص ''محمد ﷺ'' جو کہ کسی درسگاہ میں داخل نہیں ہوا، جس نے کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیے۔ جو حرف ہجا کے تکلفات سے نا آشنا ہے۔ اس کا ایسا بے مثل کلام پیش کرنا، معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اگر یہ کلام، اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے۔ جیسا کہ تم خیال کرتے ہو۔ تو تم علم ودانش، فکر وفہم، فصاحت وبلاغت اور زبان دانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دعووں کے باوجود، ان حروف کو جوڑ کر ایسا کلام کیوں نہیں بنا سکتے؟ تمہارا اس قرآن عزیز کی نظیر اور مثال پیش کرنے سے عاجز آ جانا، اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ یہ قرآن مجید خالق کائنات کا کلام ہے۔ اور کَلَامُ الْمُلُوْكِ، مُلُوْكُ الْكَلَامِ بادشاہوں کا کلام۔ کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ کے مطابق قرآن مجید کائنات ہست و بود کے تمام کلاموں سے افضل، اعلیٰ، برتر، بہتر بے مثال، بے نظیر اور لاریب ہے۔ بقول شاعر ؎

جمالِ حسن قرآں نورِ جاں ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں ملتی جہاں میں ڈھونڈ کر دیکھا
بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

مختصر یہ کہ اللہ رب العزت نے اس سورت مبارکہ کا آغاز حروف مقطعات سے کرتے ہوئے فرمایا: یٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾

تفسیر جلالین میں ہے کہ حروف مقطعات کے بارے میں زیادہ بہتر یہی ہے کہ۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ۔ کہہ دیا جائے یعنی ان حروف کی مراد کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس سے جو مراد ہے ہمارا اس پر کامل ایمان اور پورا یقین ہے۔

آپ ﷺ کی دلجوئی:

آپ اس امر سے آگاہی حاصل کر چکے ہیں کہ سورت یاسین ہمارے رہبر و رہنما محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ یہ نبی کریم کی مکی زندگی کا وسطی یا آخری دور تھا اس دور میں رسول رحمت ﷺ اور آپ کے فداکار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے انتہا ظلم و ستم کیا جاتا اور رسول پاک ﷺ کو دین حق سے باز رکھنے کے لیے مذاق، استہزاء اور تمسخر کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ آپ کی ذات والا صفات پر ان الفاظ میں تنقید کی جاتی:

﴿وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾﴾
(۴۳/زخرف:۳۱)

”اور ان کافروں نے کہا کہ یہ قرآن (محمد ﷺ کی بجائے) ان دونوں بستیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(طائف اور مکے) میں سے کسی بڑے آدمی پر نازل کیوں نہیں کیا گیا۔"

کبھی آپ کو قلبی اور ذہنی اذیت میں مبتلا کرنے کے لیے یوں کہا جاتا۔

﴿وَقَالُوا يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِى نُزِّلَ عَلَيْهِ ٱلذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝﴾

(۱۵/الحجر:۶)

"اور کفار کہتے ہیں کہ اے وہ شخص (محمد ﷺ) جس پر نصیحت (والی کتاب) نازل کی گئی۔ تُو تو دیوانہ ہے۔"

اور بسا اوقات عوام کی نظروں میں آپ کی حیثیت کو گرانے اور لوگوں کو آپ سے دور رکھنے کے لیے یہ حربہ آزمایا جاتا:

﴿وَقَالَ ٱلْكَٰفِرُونَ هَٰذَا سَٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝﴾ (۳۸/ص:۴)

"اور کافر کہتے ہیں کہ یہ (محمد ﷺ) جھوٹا جادوگر ہے۔"

اور کئی بار نبی اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت کا انکار کرنے کے لیے مشرکین مکہ یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں:

﴿وَيَقُولُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَسْتَ مُرْسَلًا﴾ (۱۳/الرعد:۴۳)

"اور کافر کہتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں ہو۔"

آپ حالات کی سنگینی اور کافروں کے طریق اذیت کا اندازہ فرمائیں کہ رسول اکرم ﷺ کو کوئی کہتا "جادوگر" ہے کوئی بکواس کرتا۔ یہ "پاگل" ہے۔ کسی کی زبان پر۔ "یہ مجنوں اور دیوانہ" ہے۔ آخر سب مل کر نعرہ لگاتے ہیں۔ اے محمد! تو اللہ کا رسول نہیں ہے۔

آپ تصور فرمائیں کہ رسول امین ﷺ کے دل نازک پر کیا گزرتی ہوگی۔ آپ فرماتے ہوں گے کہ اے میرے اللہ! میں ان مکہ والوں کو تیری توحید کا درس دیتا ہوں تو یہ مجھے پاگل کہتے ہیں۔ تیرا قرآن سناتا ہوں تو یہ مجھے جادوگر کہتے ہیں۔ آخرت کی بات کرتا ہوں تو دیوانہ گردانتے ہیں اور رسالت کی تبلیغ کرتا ہوں تو مجنوں بتاتے ہیں۔ اور آخر کار۔ آوازے کستے ہیں تو رسول نہیں ہے۔ تو رسول نہیں ہے۔ تو رسول نہیں ہے۔

ان نامساعد، اذیت ناک، تکلیف دہ اور پریشان کن حالات میں ایک دن رحمت حق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جوش میں آتی ہے۔ حکم ہوتا ہے۔ یَا جِبْرِیْلُ! جبریل عرض کرتے ہیں لَبَّیْكَ یَا رَبِّ جَلِیْل! فرمایا، جاؤ۔ پریشان ہے میرا محمد نبیل ﷺ۔ اے اللہ! کیا پیغام لے کر جاؤں۔ حکم ہوا میرے محبوب نبی ﷺ کے زخمی دل پر مرہم کے لیے سورت یاسین کا تحفہ لے جاؤ اور میرے حبیب سے کہہ دو۔ اے اولاد آدم کے سردار! اگر یہ ظالم و کافر، فاسق و فاجر اور مشرک و مجرم تیری رسالت و نبوت کو نہیں مانتے تو کیا ہوا؟۔ میں کائنات کا رب، آسمان و زمین کا مالک اور ہر چیز کا خالق قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ''تم میرا رسول'' ہو۔ سبحان اللہ۔ ارشاد ہوا:

﴿ یٰسٓ ۚ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۙ ② اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ ③ ﴾

(۳۶/یٰسین: ۱۔۳)

''اے سید البشر! مجھے حکمت والے قرآن کی قسم بے شک آپ میرے بھیجے ہوئے رسولوں میں سے ایک ہیں۔''

اے محبوب! جب میں تیرا پروردگار، قرآن کی قسم کھا کر تیری رسالت کی گواہی دے رہا ہوں۔ تو ان کافروں اور مشرکوں کے انکار سے رنجیدہ خاطر ہونے کی کیا ضرورت ہے؟۔

قسم کے احکام:

اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیقات کی عظمت جتلانے کے لیے کئی چیزوں کی قسم کھائی ہے۔ مثلاً قرآن عزیز میں فجر۔ عصر۔ دس راتوں۔ سورج۔ چاند۔ ستاروں اور دیگر...... کئی اشیاء کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ مگر اہل اسلام کو صرف اللہ کی قسم کھانے کا پابند فرمایا ہے۔

ہمارے ہاں عام رواج ہے لوگ کہہ دیتے ہیں مجھے میرے دودھ اور بیٹے کی قسم۔ یا مجھے اپنی ماں کی قسم۔ باپ کی قسم بھائی کی قسم۔ یا بعض جاہل اور بے علم غیر اللہ کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں۔ اس طرح کی تمام قسمیں شریعت مطہرہ میں ناجائز، منع اور حرام ہیں۔

مشہور صحابی رسول سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَاءِكُمْ وَلَا بِاُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْاَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰهِ اِلَّا وَاَنْتُمْ صَادِقُوْنَ))

(سنن ابی داود، کتاب الایمان والنذور، باب الحلف بالانداد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اپنے باپوں اور ماؤں کی قسمیں نہ کھاؤ اور غیر اللہ کی قسمیں بھی نہ کھاؤ۔ اور اللہ کی قسم بھی اسی صورت کھاؤ جب تم سچے ہو۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کے مسئلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَاءِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ)) (صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب لاتحلفو بآباءکم)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے باپوں کی قسمیں کھانے سے منع کیا ہے۔ جو شخص قسم کھانا چاہتا ہے اسے صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھانی چاہیے یا پھر خاموشی اختیار کرے۔''

غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا سخت گناہ، شرک اور کفر کی بات ہے۔ نبی معظم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ))

(جامع ترمذی، کتاب الایمان والنذور، باب ماجاء فی کراھیۃ الحلف بغیر اللہ)

''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کا ارتکاب کیا۔''

بعض لوگوں کا تکیہ کلام ہوتا ہے۔ مجھے داتا صاحب کی قسم، مجھے فلاں سرکار کی قسم، مجھے گیارہویں والے پیر کی قسم وغیرہ۔ حدیث شریف کے مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جو غیر اللہ کے نام کی قسم کھاتا ہے اس کے کلمے کا اعتبار ختم ہوجاتا ہے۔ ایسے الفاظ منہ سے نکالنے والے کو دوبارہ کلمہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صحابی رسول جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) (صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب لَا يُحْلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى...)

''جس آدمی نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں یوں کہا کہ مجھے لات اور عزیٰ کی قسم،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا چاہیے یعنی دوبارہ اقرار توحید کرنا چاہیے۔''

آپ جانتے ہیں کہ لات وعزیٰ زمانہ جاہلیت کے دو معبود تھے۔ جن کی پرستش اور پوجا کی جاتی تھی۔ اور ان کے بارے میں لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ رب تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ چونکہ ہر چیز کا خالق، مالک، حاکم اور اولیٰ ہے۔ وہ جس چیز کی چاہے قسم کھا سکتا ہے۔ مگر ''امت محمدیہ'' کے ہر فرد کو پابند کر دیا گیا ہے۔ کہ اولاً تو حتی المقدور قسم کھانے سے پرہیز اور اجتناب کرے اور اگر لازمی اور ضروری موقع پر قسم کھانے کی نوبت آ جائے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھائے، کسی اور کے نام کی قسم نہ کھائے۔

قرآن سے بے رغبتی:

کس قدر ظلم اور ستم ظریفی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن کریم اس لیے نازل فرمایا تھا کہ ہم اسے پڑھیں۔ اسے سمجھیں، اس پر عمل کریں۔ اس کے اوامر ونواہی کو پہچانیں اور اپنی زندگیوں کو قرآنی احکام کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں مگر ہمارا یہ حال ہے کہ ہم نے اس پر ریشمی غلاف چڑھا کر اسے الماری میں چھت کے قریب رکھا ہوا ہے تاکہ گھر کے کسی فرد کا ہاتھ اس تک نہ پہنچ سکے اور اسے قرآن حکیم پڑھنے کی سعادت نصیب نہ ہو جائے۔ اور جب ہمارے ہاں کوئی جھگڑا ہو جاتا ہے تو قسم کھانے کے لیے ہم اسے وہاں سے اتارتے ہیں اور اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد پھر اسے جھاڑ پھونک کر اسی جگہ رکھ دیتے ہیں۔ یا پھر ہمارے معاشرے کے مولویوں اور پیروں نے قرآنی آیات سے تعویذ گنڈے کا کام شروع کر رکھا ہے۔ وہ کاغذوں اور پلیٹوں پر لکھ کر قوم کو قرآنی آیات پلا رہے ہیں۔ اور اپنے ہدیے، تحائف اور عطیات کھرے کر رہے ہیں۔

قرآن کریم سے تیسرا کام ہم یہ لیتے ہیں کہ کوئی فوت ہو جائے تو تیسرے، ساتویں، دسویں، چالیسویں دن اور پھر ہر سال اس کی وفات کے دن مسجد اور مدرسے کے طالب علموں کو جمع کر کے ان سے قیمتاً قرآن مجید پڑھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنے فوت ہونے والے بزرگ کا حق ادا کر دیا ہے حالانکہ ایصال ثواب کا یہ طریقہ ہادیٔ کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت نہیں ہے۔ اسی طرح ہمارے جلسے، محافل، مجالس اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتماعات منعقد ہوتے ہیں تو آغاز میں قاری صاحب سے چند آیات کی تلاوت سن کر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے قرآن کریم کے ساتھ لگاؤ، تعلق، ربط اور محبت کا حق ادا کر دیا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد انسانیت کی فلاح، عقائد و اعمال کی درستگی، آخرت کی فکر پیدا کرنا، برے اعمال سے اجتناب کا سبق دینا اور اچھے اعمال کی رغبت دلانا ہے۔ قرآن مجید کے ساتھ ہمارے اسی نامناسب رویے سے متاثر ہو کر مولانا ماہر القادری نے ''قرآن کی فریاد'' کے نام سے ایک انتہائی درد انگیز نظم لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں — آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں — دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جُز دان حریر وریشم کے — اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے — خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح طوطا مینا کو — کچھ بول سکھا جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں — اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول وقسم لینے کے لیے — تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے — ہاتھوں میں اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں — آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسے میں — پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدہ کے دعوے — قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں — ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں — کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں، — مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآن کریم کے معانی و مطالب کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے احکام کے مطابق زندگی بسر کریں۔ اس سے ہماری دنیا بھی سنور جائے گی قبر بھی روشن ہوگی اور آخرت میں بھی کامیابی ہمارا مقدر ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت والا قرآن:

سورت یاسین کی زیر بحث آیت مبارکہ میں قرآن کریم کی ایک صفت بیان کی گئی ہے کہ یہ کوئی عام کتاب نہیں بلکہ ''کتاب حکیم'' ہے۔ یعنی یہ کتاب از اول تا آخر دانائی اور حکمت سے پُر ہے۔ اور ایسی محکم، مستحکم اور مضبوط کتاب ہے کہ کسی گوشہ سے بھی باطل اس پر حملہ آور نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کی ہر بات پختہ اور مبنی بر حکمت ہے۔ یہ رب العزت کا کلام ہے۔ جو وحی کے ذریعے رسول محترم ﷺ پر نازل فرمایا گیا۔ اور یہ کلام حصول علم کے انسانی ذرائع سے بلند تر ہے۔ اس کا پروگرام قطعی اور یقینی ہے۔ اور اس میں شک، تردّد اور ریب والی کوئی بات نہیں ہے۔ نیز قرآن کریم میں کوئی بھی بات خلاف واقعہ نہیں ہے۔ سورت بقرہ کی ابتدا میں قرآن کریم کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ﴾

''یہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔''

قرآن مجید میں اس کتاب ہدایت کے کئی صفاتی نام ذکر کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نام ''حکیم'' بھی ہے۔ دوسرے چند نام درج ذیل ہیں:

- فُرْقَان
- ذِكْر
- تَذْكِرة
- نُوْر
- حَقّ
- شِفَاء
- بُرْهَان
- هُدًى
- كِتَاب
- هَادِيْ
- قَوْلٌ فَصْلٌ
- حَبْلُ الله
- رَحْمَة
- نِعْمَة
- بَيَان
- بَشِيْر
- نَذِيْر
- بَصَائِر
- كَرِيْم
- مُبَارِك
- عَزِيْز وغیرہ

قرآن کریم ہر لحاظ سے دنیا کی تمام کتابوں سے افضل، اعلیٰ، برتر اور بلند تر کتاب ہے اس کی نگرانی، نگہداشت اور حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ۝﴾ (۱۵/الحجر:۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بلاشبہ ہم نے ہی اس ذکر (قرآن مجید) کو نازل فرمایا اور بلاشبہ ہم خود ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگرانی کا نتیجہ ہے کہ سینکڑوں سال گزرنے کے باوجود اس باعظمت کتاب کی کسی سورت، کسی پارے، کسی آیت، کسی جملے، کسی لفظ، کسی حرف، زبر، زیر اور پیش میں کوئی شخص تبدیلی نہیں کر سکا۔ بلکہ قرآن مجید کے دشمنوں کو کسی شد، مد اور جزم میں تغیر کی جسارت نہیں ہو سکی۔ یہ کتاب جس طرح نازل ہوئی تھی۔ اسی طرح محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گی۔ ان شاء اللہ۔

تاریخ انسانی کے بعض ادوار میں اس عظیم الشان کتاب کو ختم کرنے اور مٹانے کی سازشیں ہوئیں مگر یہ اس لاریب کتاب کا بہت بڑا اعجاز ہے کہ ؎

مٹ گئے، مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

سابقہ کتب سماوی تورات، انجیل، زبور وغیرہ کی حفاظت کی ذمہ داری امتوں کو سونپی گئی۔ مگر وہ اس ذمہ داری کو نبھا نہ سکیں یعنی وہ اِن کتب کی حفاظت کا فریضہ سرانجام نہ دے سکیں کہ آج دنیا کے کسی خطے اور گوشے میں یہ کتابیں اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں۔ مگر قرآن کریم کا محافظ چونکہ رب کائنات ہے اس لیے دنیا کی کوئی طاقت اس میں تبدیلی نہیں کر سکتی۔ قرآن مجید آج نہ صرف کائنات کے ہر حصے میں کتابی شکل کے اندر موجود ہے بلکہ یہ لاکھوں، کروڑوں مسلمانوں کے سینوں اور دلوں میں بھی محفوظ ہے۔

یہ مرتبہ بلند ملا جسے مل گیا

تاثیر قرآن مجید:

سورت یاسین میں سب سے پہلے قرآن مجید کی عظمت، شان اور بزرگی کا مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ اور لوگوں کو اس عظیم البرکت کتاب کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ قرآن مجید ایسی پرتاثیر کتاب ہے کہ تاریخ اسلام کی کئی نامور شخصیات کو قرآنی آیات کی تلاوت کی سماعت کی بدولت ہی قبول اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ ان پاکباز اشخاص میں سے ایک ہیں۔ جنہیں تلاوت قرآن کی تاثیر سے مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ یمن کے ایک گوشے میں ان کا طاقت ور قبیلہ ''دوس'' آباد تھا۔ حضرت طفیل اس قبیلے کے سردار اور تجارت پیشہ انسان تھے۔ تجارتی معاملات کے لیے اکثر مکہ مکرمہ آتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ جناب طفیل بن عمرو مکہ مکرمہ میں اس وقت آئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ اور آپ کی دعوت کو پھیلنے سے روکنے کے لیے کفار کی سازشیں عروج پر تھیں۔ قریش مکہ نے ایک ایسا وفد تشکیل دے رکھا تھا۔ جو مکہ میں آنے والے ہر نو وارد کے پاس جاتا اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے، آپ کی بات سننے اور آپ کے پاس بیٹھنے سے منع کرتا تھا۔ چنانچہ جناب طفیل رضی اللہ عنہ کی آمد پر یہ وفد ان کے پاس بھی آیا اور انہیں سمجھاتے ہوئے کہا:

''آپ ہمارے شہر میں مہمان آئے ہیں۔ اس لیے از راہ خیر خواہی ہم آپ کے پاس آپ کو ایک بات بتانے آئے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارے شہر میں ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جس نے ہمارے ہاں سخت اختلاف پیدا کر رکھا ہے۔ اس نے ہمارا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔ اور ہمیں بہت پریشان کیے ہوئے ہے۔ اس کی زبان میں ایسا جادو، گفتگو میں ایسی مٹھاس اور دلائل میں ایسی پختگی ہے کہ جو بھی اس کی بات سن لیتا ہے۔ وہ بھائی، باپ، ماں، بیوی، بچوں اور خاندان کو تو چھوڑنا گوارا کر لیتا ہے۔ مگر اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتا لہٰذا آپ کو ہمارا مخلصانہ، دوستانہ اور خیر خواہانہ مشورہ ہے کہ آپ قیام مکہ کے دو ن اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہرگز ملاقات نہ کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا جادو آپ پر بھی چل جائے اور آپ اپنے آباؤ اجداد کے دین کا انکار کر کے کہیں نئے دین کو اختیار نہ کر لیں۔''

غرض کفار مکہ نے بڑے ناصحانہ انداز میں انہیں سمجھایا اور تمام نشیب و فراز سے آگاہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے منع کر دیا۔ روایات میں آتا ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی پر ان کی گفتگو اور تلقین کا ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے اپنے کانوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روئی ٹھونس لی کہ کہیں راہ چلتے ہی میرے کانوں میں محمد ﷺ کی آواز نہ پڑ جائے۔ مگر جب قسمت میں قبول اسلام کی سعادت لکھی جا چکی ہو تو دنیا کی کوئی تدبیر و ترکیب اسے دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتی۔ اتفاق سے ایک دن جناب طفیل رضی اللہ عنہ کانوں میں روئی ٹھونسے ہوئے مسجد حرام کے قریب سے گزرے تو نبی رحمت ﷺ کو نماز میں مصروف دیکھا اور نبی کریم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے قرآن حکیم کی چند آیات کانوں سے ٹکرائیں تو دل ہی دل میں کہنے لگے کہ:

''میں بھی کیسا وہمی انسان ہوں؟ میں خود شاعر دادیب ہوں، عربی زبان کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ کلام کے محاسن ومعائب سے خوب اچھی طرح واقف ہوں۔ لہٰذا مجھے اس شخص (محمد ﷺ) کا کلام سننا چاہیے۔ اگر اس میں کوئی خوبی نظر آئے تو اس کے اعتراف واقرار میں بخل نہیں کرنا چاہیے۔ اور اگر وہ کلام قابل التفات نہ ہو تو مجھے کون سی چیز اس کی طرف کھینچ کرلے جاسکتی ہے۔''

قلب وذہن سے یہ فیصلہ کرنے کے بعد کانوں سے روئی نکال پھینکی اور پوری توجہ، انہماک اور استغراق سے رسول دو جہاں ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن حکیم کی سماعت کرنے لگے۔ اب کیا تھا؟ رسول مکرم ﷺ کی زبان ہو...... رب کا قرآن ہو اور سننے والا...... عربی دان اور ماہر لسان ہو...... تو دل پر اثر کیوں نہ ہو؟ جب تک آپ ﷺ نماز میں مصروف رہے۔ طفیل غور سے قرآنی آیات سنتے رہے۔ ادھر آپ ﷺ نے نماز مکمل کی، ادھر طفیل کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ کیونکہ:

سنا جس کسی نے کلام محمد ۔۔۔ ہوا جان ودل سے غلام محمد ﷺ
ہوا ہے نہ ہوگا میسر کسی کو ۔۔۔ بلند اس قدر ہے مقام محمد ﷺ
سر اور دل جھومتے ہیں خوشی سے ۔۔۔ لبوں پہ جب آتا ہے نام محمد ﷺ
ہے قرآں میں موجود فرماں خدا کا ۔۔۔ کلام خدا ہے کلام محمد ﷺ

نبی کریم ﷺ بعد از تکمیل نماز اپنے دولت کدہ کی طرف روانہ ہوئے تو طفیل بھی بے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار آپ کے پیچھے چل پڑے۔ کاشانۂ اقدس پر حاضر ہو کر قریش کی ساری گفتگو اور کانوں میں روئی ٹھونسنے کی بات سنانے کے بعد عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے تعلیمات اسلام سے آگاہ فرمایئے، سرورِ کائنات ﷺ نے قرآن حکیم کی چند اور آیات انہیں سنائیں تو طفیل حیران رہ گئے اور بے ساختہ پکار اٹھے۔ اللہ کی قسم! میں نے آج تک اس سے بہتر کلام نہیں سنا اور نہ ہی اسلام سے بہتر کوئی عادلانہ مذہب دیکھا ہے۔ میں بطیب خاطر، بخوشی اور شرح صدر سے اسلام قبول کرتا ہوں:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

(سیر الصحابہ، ص: ۲۱۰، ج ۲)

ابوالفرج اصفہانی نے ابن کلبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے سورت اخلاص اور معوذتین کی تلاوت فرمائی۔

(سیرت ابوہریرہ، از طالب ہاشمی، ص: ۴۴)

یہ ہے "حکمت والا" قرآن۔ جس کی حکمت بھری آیات سن کر بڑے سے بڑے مخالفین بھی حلقہ بگوش اسلام ہونے پر مجبور ہو گئے۔ اگر میں چند اور ایسے سعادت مند افراد کا تذکرہ کروں جو قرآنی آیات کی سماعت کی بدولت مسلمان ہوئے تو بات خاصی طوالت اختیار کر جائے گی۔ اشارتاً عرض کروں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، جناب جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور سینکڑوں دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہیں قبول اسلام کی سعادت نصیب ہوئی تو قرآن کریم کی حکمت بھری آیات کی سماعت سے نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے دلوں کو قرآن حکیم کی تلاوت سے آباد کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین

اسی حکمت والے قرآن کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰسٓ ۝١ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝٢ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝٣﴾

(۳۶/یٰسین: ۱ تا ۳)

"اے سید البشر ﷺ! مجھے حکمت والے قرآن کی قسم! بلاشبہ آپ (ہمارے بھیجے ہوئے) رسولوں میں سے ہیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری بدنصیبی:

جو لوگ قرآن حکیم کی آیات کے ترجمے اور مفہوم سے واقف ہوتے ہیں۔ وہ قرآن کریم کی چند آیات سنتے ہی متاثر ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے لیے ہدایت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ مگر ہم ہیں کہ سارا قرآن بھی سن جائیں تو ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور ہمارے قلوب واذہان پر اس کی قرأت، سماعت اور تلاوت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ہم قرآن کریم کے معانی اور مطالب سے ناواقف، ناآشنا اور نابلد ہیں۔

یہ قرآن کریم، ہماری طرف ہمارے خالق و مالک کا پیغام ہے۔ ہمیں اس امر پر دل سے غور کرنا چاہیے کہ بحیثیت مسلمان ہم نے رب العزت کے اس پیغام کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ کیا یہ قرآن مجید صرف مسجدوں کے مولویوں اور مدارس کے طالب علموں کے لیے نازل کیا گیا ہے؟ اگر مسلمان اس پیغام الٰہی کو نہیں سمجھیں گے تو کیا یہودی اور عیسائی اسے سمجھیں اور اس پر عمل کریں گے؟ کیا میں آپ سے پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ آپ میں سے کتنے ہیں جنہوں نے اپنے خالق و مالک اور رازق و حاکم کے اس پیغام کو شروع سے آخر تک ایک مرتبہ با ترجمہ سمجھ کر پڑھا ہو؟ کیونکہ پیغام تو سمجھنے کے لیے ہوتا ہے۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ ہم میں سے کسی کے والد صاحب کا اسے خط آئے اور بیٹا اسے پڑھنے کی زحمت نہ کرے بلکہ چوم چاٹ کر الماری میں رکھ دے پھر جب باپ بیٹے کی ملاقات ہو اور باپ کو پتا چلے کہ میرے بیٹے نے میرے خط کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی بلکہ اسے کھول کر بھی نہیں دیکھا تو آپ خود اندازہ فرمالیں کہ اس باپ کے تاثرات بیٹے کے متعلق کیا ہوں گے؟ کل قیامت کے دن جب ہم دربارِ الٰہی میں پیش ہوں گے اور وہاں ہمارا مالک ہم سے پوچھے گا کہ کیا تم نے میرے پیغام اور چٹھی کو سمجھ کر اس پر عمل کیا تو پھر ہمارا جواب کیا ہوگا۔؟ جبکہ قرآن حکیم تو یہ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ بارگاہ الٰہی میں شکوہ کریں گے کہ اے اللہ! میری امت نے ہدایت و رہنمائی کے اس پیغام برحق کو بالکل نظر انداز کر دیا اور انہوں نے اپنے اماموں، بزرگوں، وڈیروں، سرکاروں اور مولویوں کی کتابوں کو سینے سے لگا لیا مگر تیرے قرآن حکیم کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے اسے پس پشت ڈال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔قرآنی آیت ہے:

﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا﴾

(۲۵/الفرقان:۳۰)

”اور رسول اللہ ﷺ عرض کریں گے۔اے میرے رب! بلاشبہ میری قوم نے اس قرآن کو نظرانداز کر دیا۔“

نام کے مسلمان:

آج ہم محض نام کے مسلمان ہیں کیونکہ ہمیں حبیب خدا، جناب محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید سے صرف زبانی محبت اور پیار ہے۔عملی طور پر نہ ہم مسلمان ہیں اور نہ ہمیں مسلمان کہلانے کا حق ہے۔شاعر مشرق نے شاید اسی لیے فرمایا تھا کہ:

شور ہے، ہو گئے دنیا سے مسلمان نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

جو لوگ صحیح معنوں میں مسلمان تھے، ان کا تعلق قرآن حکیم کے ساتھ کیسا تھا؟ آیئے! قرآن مجید ہی سے پوچھتے ہیں۔قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ ایک مسلمان و مومن کا میرے ساتھ رابطہ کیسا ہونا چاہیے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ (۸/الانفال:۲)

”سچے ایماندار تو صرف وہی ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو یہ (قرآنی آیات) ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ مومنین کاملین کے قرآن کریم کے ساتھ تعلق کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی گئی:

﴿ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴾

(۵/المآئدۃ:۸۳)

''اور جب وہ (قرآن مجید) سنتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا تو، تُو دیکھتا ہے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک رہی ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔ (قرآن سن کر) وہ کہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے ہیں تو ہمیں (اسلام اور قرآن کی) گواہی دینے والوں میں درج فرمالے۔''

ہم میں سے کون ہے کہ قرآن کریم کی آیات سن کر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہوں؟ اور اُس کا دِل ڈر جاتا ہو؟ یہ سعادت انہیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جنہیں قرآن کے ترجمے اور مفہوم سے واقفیت ہو اور وہ سمجھ رہے ہوں کہ ان کا رب ان سے کلام فرما رہا ہے اور انہیں کیا پیغام سنا رہا ہے۔

قرآن سن کر رونا:

جن لوگوں کو پیغامِ الٰہی کے معانی و مطالب پر پوری دسترس حاصل ہوتی ہے ان میں چند بزرگوں کا حال سنیے کہ ان پر قرآن کریم کی تلاوت کا کیا اثر ہوتا تھا؟ صحابیِ رسول، جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب قرآن حکیم کی یہ آیات مقدسات نازل ہوئیں:

﴿ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۙ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۙ﴿۶۰﴾ ﴾

(۵۳/النجم:۵۹،۶۰)

''کیا تم اس بات سے تعجب کر رہے ہو؟ اور ہنس رہے ہو اور روتے نہیں ہو؟''

اور نبی کریم ﷺ نے اصحاب صفہ کو یہ آیات سنائیں تو وہ اتنا روئے کہ ان کے آنسو رخساروں پر بہہ پڑے۔ نبی کریم ﷺ نے جب ان کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہو گئے۔ جب دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصحاب صفہ کو روتے ہوئے دیکھا تو تمام صحابہ کرام بے ساختہ رو پڑے۔

(حیاۃ الصحابہ، ص:۲۹، ج۲)

جناب عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر کی امامت کروا رہے تھے۔ آپ نے سورت فاتحہ کے بعد سورت یوسف کی تلاوت شروع فرمائی۔ جب تلاوت کرتے کرتے اس آیت کریمہ پر پہنچے:

﴿وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝﴾ (۱۲/یوسف:۸۴)

''اور شدت غم سے جناب یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو گئیں پس وہ اپنے غم کو ضبط کیے ہوئے تھے۔''

تو کوشش کی باوجود ضبط نہ کر سکے اور اتنا روئے کہ آگے قرأت نہ کر سکے اور رکوع کر دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جناب عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آپ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے اور میں آخری صف میں کھڑا تھا۔ سورت یوسف کی تلاوت کرتے کرتے جب آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ جناب یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے غم کی شکایت صرف اللہ تعالیٰ سے کرتا ہوں۔ (۱۲/یوسف:۸۶)

تو شدت خوف سے اتنا روئے کہ آپ کا سانس رک گیا اور آپ تلاوت جاری نہ رکھ سکے۔ (حیاۃ الصحابہ، ص:۳۰۷، ج۲)

یہ تو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال تھا۔ خود رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن حکیم کی تلاوت وسماعت کا اتنا اثر ہوتا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب امڈ آتا۔ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ۔

((قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِقْرَءْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَءُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَءْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَاءَ حَتّٰى بَلَغْتُ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا، قَالَ اَمْسِكْ فَاِذَا عَيْنَانِ تَذْرِفَانِ))

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب فکیف اذا جئنا......)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قرآن مجید سناؤ، میں نے عرض کی ''آقا'' کیا میں آپ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن کریم تو خود آپ کی ذات (ستودہ صفات) پر نازل کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں کسی دوسرے سے قرآن مجید سننا پسند کرتا ہوں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں نے آپ ﷺ کے سامنے (قرآن حکیم) سے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کر دی حتیٰ کہ جب پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچا۔ ''پس کیا حال ہوگا ان لوگوں کا اس وقت (قیامت کے دن) جب ہم ہر امت پر ایک گواہ لائیں گے۔'' اور اے پیغمبر ﷺ! ہم آپ کو ان لوگوں پر (یعنی اس امت پر) گواہ بنا کر کھڑا کریں گے۔ یہ آیت سن کر رسول رحمت ﷺ نے فرمایا رک جاؤ۔ میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔''

آپ نے غور فرمایا کہ خود رسول مکرم ﷺ بھی قرآنی آیات سن کر رو پڑتے تھے۔ آج کی شدید ضرورت ہے کہ ہم میں سے ہر شخص قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کی کوشش کرے اور پیغام الٰہی کو سمجھ کر اس پر عمل کرے اور اپنے عقیدے کو قرآن وسنت کے مطابق بنائے۔ قرآن وسنت کو اپنے عقیدے اور عمل کے مطابق بنانے کی کوشش نہ کرے بلکہ اپنا عقیدہ اور عمل قرآن وسنت کے مطابق بنائے۔ اسی میں دنیا کی کامیابی اور اسی میں آخرت کی نجات ہے۔ بقول اقبال ؏

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

''اگر تم مسلمان بن کر زندگی گزارنا چاہتے ہو تو قرآن کے بغیر ایسا ممکن نہیں ہے۔''

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

رسالت محمدی:

قرآن حکیم کی عظمت، رفعت، حکمت اور فضیلت بیان فرمانے کے بعد سورت یاسین کی تیسری آیت میں اللہ کریم نے رسول دو جہاں، امام رسولاں، شافع عاصیاں جناب محمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصطفیٰ ﷺ کی نبوت ورسالت کا تذکرہ فرمایا اور کہا:

﴿ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ ﴾

''اے میرے حبیب! بلاشبہ آپ میرے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔''

زمین پر کوئی تیری رسالت کی شہادت دے یا نہ دے، میں تیرا اور ساری کائنات کا رب قسم اٹھا کر کہتا ہوں ''آپ میرے رسول برحق ہیں۔'' فرش پر تیری نبوت کا کوئی اقرار کرے یا نہ کرے۔ میں عرش پر اعلان کرتا ہوں۔ ﴿ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ ﴾ اے میرے حبیب! بلاشبہ آپ میرے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔

ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رشد و رہنمائی اور ہدایت کے لیے انبیاء اور رسل کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ مختلف ادوار میں مختلف خطوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف انبیاء اور رسل تشریف لاتے رہے۔ اور لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانے کا فرض سرانجام دیتے رہے۔ قرآن کریم میں ذکر ہے کہ اکثر رسولوں کو ان کی قوموں نے تبلیغ توحید کی پاداش میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا اور متعدد انبیاء کرام کو محض اسی وجہ سے قتل بھی کر دیا گیا۔ تا آنکہ سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی اور عمارت رسالت کی آخری اینٹ نبی اکرم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ بھٹکی ہوئی انسانیت کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لیے تشریف لائے تو سابقہ انبیاء کی طرح آپ کی دعوت، مشن اور تبلیغ کو روکنے کے لیے بھی تمام ہتھکنڈے استعمال کیے گئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی رسالت ونبوت کو مشکوک اور غلط ثابت کرنے کے لیے مشرکین عرب نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اس کے لیے ہر جائز وناجائز حربہ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے رسول رحمت ﷺ کی رسالت کو ثابت کرنے کے لیے قرآن کریم کی کئی آیات نازل فرمائیں۔ سورت یاسین کی مذکورۃ الصدر آیت مبارکہ انہی آیات مبارکہ میں سے ایک ہے۔ آپ ﷺ کی رسالت کو ثابت کرنے کے لیے دوسری جگہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ۝ ﴾ (۳۵/فاطر:۲۴)

''اور کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔''

قرآن کریم کے چودھویں پارے میں اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ﴾
(۱۶/النحل:۳۶)

''اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (جس نے لوگوں کو بتایا کہ) صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔''

قرآن حکیم فرماتا ہے کہ انہی رسولوں میں سے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اقوام کی اصلاح اور امتوں کو ڈرانے کے لیے مبعوث کیا۔ ایک جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے:

﴿ هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴾ (۵۳/النجم:۵۶)

''یہ (محمد ﷺ) اگلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والے ہیں۔''

اس موضوع پر قرآن حکیم کی کئی آیات شاہد ہیں کہ آپ ﷺ، اللہ تعالیٰ کے رسول برحق، پیغمبرِ اکرم اور نبی محترم ہیں۔

رسالت محمدی کی ابدیت اور عالمگیریت:

یوں تو نبی پاک جناب محمد رسول اللہ ﷺ سابقہ انبیاء و رسل کی طرح اللہ رب العالمین کے نبی اور رسول ہیں مگر آپ اور سابقہ انبیاء میں یہ فرق ہے کہ پہلے انبیاء کسی خاص قوم، قبیلے، ملک اور علاقے کے لوگوں کی طرف، خاص وقت کے لیے مبعوث کیے گئے مگر ہمارے راہبر و رہنما جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو پوری انسانیت کی طرف اور قیامت تک کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا۔ یعنی آپ کی نبوت و رسالت کسی خاص قوم، علاقے، قبیلے خطے اور زمانے کے لیے نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ کی رسالت عالم گیر، ابدی اور تمام نوع انسانی کے لیے ہے۔ رسالتِ محمدی ﷺ کی اسی عالمگیریت اور ابدیت کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾ (۳۴/السبا:۲۸)

''اور (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ مگر اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔''

اور دوسری جگہ رسول کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنی رسالت کی عمومیت، ابدیت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمگیریت کا اعلان اِن الفاظ میں کریں کہ:

﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ﰳالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴾

(۷/ الاعراف:۱۵۸)

''(اے محمد ﷺ) آپ فرمایئے کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ وہ اللہ جو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ جو نبی اُمی ہے جو خود اللہ تعالیٰ پر، اس کے کلمات واحکام پر ایمان لایا ہے اور تم اس کی پیروی کرو تاکہ ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔''

یعنی آپ ﷺ کو ہر انسان، عام وخاص، امیر وغریب، شاہ گدا، سرخ وگندمی، عربی وعجمی، رومی وحبشی، مال دار وتنگدست، سیاہ وسفید، بڑے اور چھوٹے کے لیے رہنما، مقتدا، پیشوا اور مطاع بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ جس طرح اس رسول امین کے بھیجنے والے کی الوہیت عالمگیر ہے اسی طرح اس رسول مکرم کی نبوت، رسالت اور رحمت بھی عالمگیر ہے۔ جن کا خالق و مالک خدا ہے ان کا رہبر ورہنما محمد مصطفیٰ ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴾ (۲۱/ الانبیاء:۱۰۷)

''اور ہم نے تو آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

اسی رحمۃ للعالمین پیغمبر کی رسالت کا تذکرہ کرتے ہوئے سورت یٰسٓ میں فرمایا:

﴿یٰسٓ ۚ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝﴾

''اے سید البشر! مجھے قرآن حکیم کی قسم ہے۔ بلاشبہ آپ میرے رسولوں میں سے ہیں۔''

وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس عظیم المرتبت رسول کا فرماں بردار بنائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۳

صراط مستقیم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

﴿یٰسٓ ۝۱ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝۲ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝۳ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۴﴾ (۳۶/یٰسین: ۱ تا ۴)

”یٰسین۔ حکمت والے قرآن کی قسم۔ بلاشبہ آپ رسولوں میں سے ہیں (اور) سیدھے راستے پر ہیں۔“

ہر قسم کی تعریفات، تسبیحات، تحمیدات وتمجیدات، خالق کائنات اللہ احکم الحاکمین کے لیے ہیں جو وحدہٗ لاشریک اور حیّ وقیوم ہے۔ اور اَن گنت، لاتعداد، اور بے شمار درود وسلام نبی اکرم، رسول معظم، سرور عالم، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جنہیں رب السماوات والارض نے تمام بنی نوع انسان کے لیے نبی اور رسول بنا کر مبعوث فرمایا اور رحمۃ للعالمین کے خوبصورت اور بے مثال لقب سے سرفراز فرمایا۔

کفار کا اعتراض اور اس کا جواب:

رسول کائنات جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب کفار مکہ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کا مسئلہ بیان فرمایا اور لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت، پرستش اور پوجا سے منع کر کے ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا۔ نیز انہیں اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کی تلقین کی تو مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ پر دو طرح طرح کے اعتراضات کیے۔ ان میں ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ آپ نے ہمارے سامنے ایک نیا مذہب، نیا عقیدہ اور نیا راستہ پیش کیا ہے۔ جبکہ ہمارے آباء واجداد اور بزرگ اس عقیدے پر کاربند نہ تھے۔ پس ہمیں تو اپنے بزرگوں اور باپ دادا کا راستہ ہی عزیز اور محبوب ہے۔ ہم آپ کے کہنے پر اپنے آبائی مذہب کو نہیں چھوڑ سکتے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

﴿وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوۡ کَانَ اٰبَآؤُھُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ شَیۡـًٔا وَّ لَا یَھۡتَدُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾

(۲/البقرۃ:۱۷۰)

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو، اس کی جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ تو وہ کہتے ہیں۔ بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا؟ کیا (وہ باپ دادا کی ہی پیروی کریں گے) اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ سمجھ نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔"

انہوں نے یہ بھی کہا کہ اے محمد ﷺ! تم نے باپ دادا کے مذہب کا انکار کر کے نیا اور غلط راستہ اختیار کر لیا ہے۔ کیا اب ہمیں بھی گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟ تو رب تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے اس اعتراض کے جواب میں ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۙ﴿۳﴾ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ؕ﴿۴﴾ ﴾

"اے میرے پیغمبر ﷺ۔ بلاشبہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔"

صراطِ مستقیم کی دعا:

قرآن کریم کی سورت فاتحہ جسے اُمُّ الکتاب، اُمُّ القرآن اور سبع مثانی بھی کہا گیا ہے۔ وہ بابرکت اور عظیم المرتبت سورت ہے جسے ہر نمازی، ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتا ہے اور اس میں اپنے رب سے اس کی تعریف، ثناء اور بزرگی بیان کرنے کے بعد بصد ادب واحترام عرض کرتا ہے:

﴿ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۶﴾ ﴾

"اے میرے رب! ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔"

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا صَلٰوۃَ لِمَنۡ لَّمۡ یَقۡرَءۡ بِفَاتِحَۃِ الۡکِتَابِ))

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القراءۃ للامام والماموم......)

"جو شخص نماز میں سورت فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے اس فرمان مبارک سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں ہر نمازی کے لیے سورت فاتحہ کی قراءت لازمی اور ضروری ہے۔ وہ نماز فرض ہو، نفل ہو یا سنت ہو۔ چاہے نماز فجر ہو، عصر ہو، مغرب ہو، عشاء ہو، وتر ہو، تہجد ہو، تراویح ہو، جمعہ ہو، اشراق ہو یا نماز جنازہ ہو۔ نمازی چاہے اکیلا ہو، امام ہو یا مقتدی ہو، نماز چاہے جہری ہو یا سری۔ جب تک نمازی اپنی نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ کی قرأت نہیں کرے گا اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ نماز گھر میں پڑھی جائے، محلہ کی مسجد میں ادا کی جائے۔ یا جامع مسجد میں پڑھی جائے۔ نماز خواہ کوفے میں ادا ہو یا بغداد میں۔ چاہے مکہ میں پڑھی جائے یا مدینہ میں۔ جسے ہم نماز کہتے ہیں اس میں سورت فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔

بعض مذہبی پیشوا لوگوں کو صراط مستقیم کی دعا سے روکنے کے لیے انہیں امام کی اقتداء میں سورت فاتحہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''تمہاری طرف سے امام کی سورت فاتحہ ہی کافی ہے۔'' بھائیو! قابل غور بات یہ ہے کہ جب ہم امام کی اقتداء میں ثناء اپنی پڑھتے ہیں، تکبیرات کہتے ہیں، رکوع کی تسبیحات پڑھتے ہیں، بعد الرکوع دعا پڑھتے ہیں، سجدہ کی دعا پڑھتے ہیں، تشہد اپنا پڑھتے ہیں، سلام پھیرتے ہیں، تو سورت فاتحہ کیوں نہیں پڑھتے؟ جب ان تمام امور میں ہم امام کی اقتداء میں ہونے کے باوجود اس کے پیچھے سب کچھ پڑھتے ہیں۔ تو سورت فاتحہ کیوں نہیں پڑھتے؟ اُمید ہے کہ آپ آج سے ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھیں گے اور اپنے اللہ سے صراط مستقیم پر استقامت کی دُعا کیا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے مکالمہ:

اب آیئے رسول کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کی طرف اور پوچھیے آپ ﷺ سے کہ کیا مقتدی کو امام کی اقتداء میں سورت فاتحہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ حدیث کی عبارت اور ترجمہ پر غور کریں۔ اور رسول کریم ﷺ کی سنت مطہرہ کے مطابق نماز پڑھنے کی کوشش فرمائیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَءْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيلَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ اِنَّا نَكُوْنُ وَرَاءَ الْاِمَامِ فَقَالَ اِقْرَءْ بِهَا فِي

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِيْ مَا سَئَلَ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ وَإِذَا قَالَ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ وَإِذَا قَالَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قَالَ مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِيْ فَإِذَا قَالَ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ هٰذَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَئَلَ فَإِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَئَلَ))

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ)

''جس نے نماز میں ام القرآن (سورت فاتحہ) نہیں پڑھی تو اس کی نماز مکمل نہیں ہوئی۔ بلکہ ناقص رہی۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اسے آہستہ پڑھ لیا کرو۔'' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نماز کو میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کر لیا ہے۔ اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے۔ پس جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے، میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب نمازی۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔ جب نمازی۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور کبھی فرماتا ہے کہ میرے بندے نے اپنے سب کام میرے سپرد کر دیے اور نمازی جب۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ معاملہ میرے اور میرے بندے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان ہے اور میرا بندہ جو مانگے اسے ملے گا۔ پھر جب نمازی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب کچھ میرے بندے کے لیے ہے اور میرا بندہ مجھ سے جو سوال کرے گا وہ سب کچھ اسے عطا کیا جائے گا۔

آپ نے غور فرمایا کہ نمازی جب سورہ فاتحہ پڑھتا ہے تو اللہ رحیم و کریم اُسے ہر آیت کے جواب سے نوازتا ہے۔ اب جو شخص سورت فاتحہ پڑھتا ہی نہیں ہے۔ نہ اس کی نماز ہوتی ہے اور نہ اسے اپنے رب سے ہم کلامی اور مکالمے کی سعادت نصیب ہوتی ہے اور وہ نماز کی حرکات و سکنات کے باوجود سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کی وجہ سے نماز کے ثواب اور اپنے رب کی مناجات سے محروم رہتا ہے۔

مقتدی اور امام:

یہ امر حیران کن اور تعجب انگیز ہے کہ ہمارے ہاں مقتدی ساری عمر امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اور جب مقتدی فوت ہو جاتا ہے اور امام اس کی میت پر نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اب مقتدیوں کے ساتھ امام بھی سورت فاتحہ نہیں پڑھتا۔ زندگی میں امام صاحب فرماتے تھے کہ مقتدیوں کو پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ اکیلے امام کی سورت فاتحہ ہی تمام مقتدیوں کے لیے کافی ہے۔ اب جنازہ کی نماز میں نہ امام نے فاتحہ پڑھی اور نہ ہی مقتدیوں نے۔ بتایا جائے کہ اب کس کی فاتحہ کسے کفایت کرے گی۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سورت فاتحہ کے بغیر کوئی نماز، نماز کہلا ہی نہیں سکتی۔ کتب احادیث میں دوسری نمازوں کی طرح نماز جنازہ میں بھی سورت فاتحہ پڑھنے کا ذکر و حکم موجود ہے۔ جس طرح دوسری کوئی نماز سورت فاتحہ کے بغیر مقبول و منظور نہیں۔ اسی طرح نماز جنازہ بھی سورت فاتحہ کے بغیر تمام و مکمل نہیں۔ حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

((صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ))

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قراءۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے (با آواز بلند) سورت فاتحہ کی قرأت کی اور فرمایا (میں نے بلند آواز سے سورت فاتحہ اس لیے پڑھی ہے) تاکہ تم جان لو کہ جنازہ میں اس کا پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔''

جامع ترمذی شریف میں جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں:

((مِنَ السُّنَّةِ الْقِرَاءَةُ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))

''کہ نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

((اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَرَءَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))

''بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھتے تھے۔''

(جامع ترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی القراءۃ علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب)

ان روایات سے نماز جنازہ میں سورت فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ واضح ہو جاتا ہے۔ اب بھی اگر کوئی جنازہ میں سورت فاتحہ نہ پڑھے اور مقتدیوں کو بھی اس سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روکنے کی کوشش کرے تو آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ وہ محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا مخالف رسول۔

صراط مستقیم کی اہمیت:

نماز میں سورت فاتحہ پڑھنے کے ذکر میں بات قدرے طوالت اختیار کر گئی۔ عرض یہ کر رہا تھا کہ نمازی اپنی نماز کی ہر رکعت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تعریف، ثنا اور حمد کرنے کے بعد بصد عجز وانکسار اس سے صراط مستقیم پر چلنے کی دردمندانہ درخواست اور دعا کرتا ہے۔ آپ سورت فاتحہ کے الفاظ اور ترجمہ پر غور کریں، تو احساس ہوگا کہ صراط مستقیم کی کتنی اہمیت اور عظمت ہے۔ مسلمان آدمی اپنا کاروبار، دکان اور دوسری تمام مصروفیات چھوڑ کر مسجد میں حاضر ہوتا ہے۔ طہارت و پاکیزگی حاصل کرنے کے بعد رب العزت کے حضور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ یا۔ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ (آخر تک) پڑھنے کے بعد اپنے خالق کی حمد وثنا میں یوں رطب اللسان ہوتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵ ﴾ (۱/ الفاتحہ: ۱تا۵)

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ بہت ہی مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ جزا کے دن کا مالک ہے۔ (اے ہمارے رب!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

یعنی نمازی اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی بیان کرنے کے بعد، اس کے مسلسل انعامات کا اعتراف واقرار کرتے ہوئے، اپنی عبدیت اور ناتوانی کا اعلان کر کے، اپنے رب کے حضور دست بستہ عرض کرتا ہے۔ مولا! میں کمزور ہوں، میرا نفس مجھے فریب میں اور شیطان مجھے گمراہی میں مبتلا کرنے کی ازحد کوشش کر رہا ہے۔ میں تجھ سے تیری رحمت کا طلب گار ہوں، میری دستگیری فرما، مجھ پر اپنا لطف و کرم فرما اور اس کی عملی صورت یہ ہے کہ:

﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷ ﴾ (۱/ الفاتحہ: ۶،۷)

''ہم سب کو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما، ان کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔''

مسلمان و مومن آدمی دعا کے اس مقام پر پہنچ کر صرف اپنی ذات کے لیے نہیں بلکہ پوری امت محمدیہ کے لیے ہدایت کی درخواست کرتے ہوئے عرض کرتا ہے۔ اِهْدِنَا۔ اے میرے رب! میں تیرا بندہ تجھ سے امت مسلمہ کے ہر فرد کے لیے ہدایت اور صراط مستقیم کا طلب گار ہوں۔

بعض غیر مسلم اور کئی جاہل و بے عمل مسلمان، نمازیوں کا مذاق اُڑاتے ہوئے اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نمازی حضرات ساری عمر اپنے رب سے ''صراط مستقیم'' کی دعا کرتے رہتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں عمر بھر سیدھا راستہ نصیب ہی نہیں ہوتا۔ یہ انتہائی نامعقول اور فضول اعتراض ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ﴿ اِهْدِنَا ﴾ کا لفظ کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ اس کا معنی صرف دکھانا ہی نہیں بلکہ چلانا، منزل مقصود پر پہنچانا اور ثابت قدم رکھنا بھی اس کا معنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اسی لیے شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ ''چلا ہم کو سیدھے راستے پر۔'' بعض علماء تفسیر نے اس کا معنیٰ وَفِّقْنَا وَثَبِّتْنَا کیا ہے کہ اے اللہ! ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور اس پر ثابت قدمی نصیب فرما۔ تو ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝﴾ کا معنی یہ ہوا کہ اے پروردگار عالم! ہمیں سیدھا راستہ دکھا، اس پر چلا اور استقامت عطا فرما۔ آمین

صراط مستقیم کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا نام ہی صراط مستقیم ہے۔ یہی وہ راہ حق ہے جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، صلحاء امت، بزرگان ملت، محدثین عظام اور مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم گامزن رہے اور لوگوں کو اسی کی تبلیغ، وعظ اور نصیحت کرتے رہے۔ شرک، بدعت اور مخالفت رسول کا راستہ کبھی جادۂ حق اور صراط مستقیم نہیں ہوسکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان نے صراط مستقیم کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی:

((تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ))

(رواہ مالک فی الموطا۔ مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جنہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔''

بعض لوگوں نے اپنی عقل وفکر کے مطابق صراط مستقیم کو چار خانوں میں تقسیم کر رکھا ہے اور یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ چاروں مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور اگر کوئی شخص ان چاروں میں سے کسی ایک کو اختیار نہیں کرتا تو وہ صراط مستقیم سے ہٹا ہوا اور گمراہ ہے۔ جب کہ یہ دعویٰ بلا دلیل اور خلاف حقیقت ہے۔ کیونکہ ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا نہیں بلکہ کتاب وسنت سے تمسک کرنے اور اسی کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور اسی کا نام جادۂ حق اور صراط مستقیم ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ کی احادیث کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے چار ٹیڑھے راستوں کو چھوڑنے اور ایک ہی راستے کو اپنانے کا حکم دیا ہے۔ مشہور صحابی جناب جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ فَخَطَّ خَطًّا وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَمِينِهِ وَخَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَسَارِهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ فِي الْخَطِّ الْأَوْسَطِ فَقَالَ هٰذَا سَبِيلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ)) (٦/ الانعام: ١٥٣)

(سنن ابن ماجہ، باب اتباع سنۃ رسول اللہ ﷺ)

”ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور اُس کے دائیں، بائیں دو، دو لکیریں کھینچیں، پھر درمیان والی لکیر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ”بلاشبہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے۔ پس تم اسی کی اتباع کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرو، ورنہ وہ راستے تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے جدا کر دیں گے۔“

اس حدیث پاک سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قرآن وسنت کے راستے کو چھوڑ کر چاروں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے سے امت اختلاف وانتشار کا شکار ہوگی۔ قوم کو افتراق سے بچانے اور متفق ومتحد رکھنے کا ایک ہی راستہ اور طریقہ ہے اور وہ ہے: ”قرآن وحدیث کی اتباع۔“

اسلام اور صراط مستقیم:

صراط مستقیم اسلام ہی کا دوسرا نام ہے۔ جو آدمی قرآن وسنت پر عمل کرتا ہے وہ صراط مستقیم پر ہے۔ اور جو شخص اسلام پر نہیں چل رہا وہ صراط مستقیم سے بھٹک گیا اور گمراہ ہو گیا۔ گویا اسلام ور صراط مستقیم دو مترادف الفاظ ہیں، اسلام کا نام صراط مستقیم اور صراط مستقیم کا نام اسلام ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور صراط مستقیم کے مفہوم کو ایک مثال کے ذریعے یوں واضح فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ضَرَبَ مَثَلًا صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا وَعَلٰى كَنَفَيِ الصِّرَاطِ سُوْرَانِ فِيهِمَا أَبْوَابٌ مُّفَتَّحَةٌ وَعَلَى الْأَبْوَابِ سُتُورٌ -وَدَاعٍ يَّدْعُوا عَلٰى رَأْسِ الصِّرَاطِ يَقُولُ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ ادْخُلُوا الصِّرَاطَ جَمِيْعًا وَلَا تَتَفَرَّجُوْا وَدَاعٍ يَّدْعُوا مِنْ فَوْقِهٖ وَاللّٰهُ يَدْعُوٓا إِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ط وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ -وَفِي رِوَايَةٍ- وَالصِّرَاطُ الْإِسْلَامُ وَالسُّوْرَانِ حُدُوْدُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْأَبْوَابُ الْمُفَتَّحَةُ مَحَارِمُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَذٰلِكَ الدَّاعِيْ عَلٰى رَاْسِ الصِّرَاطِ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) (مسند احمد، الفتح الربانی، کتاب الایمان والاسلام)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ وہ ایک سیدھا راستہ ہے اور اس راستے کے دونوں جانب دو دیواریں ہیں جن میں کھلے ہوئے دروازے ہیں۔ ان دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں اور راستے کے سرے پر ایک پکارنے والا پکار رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے اے لوگو! اس راستے میں سب اکٹھے داخل ہو جاؤ اور اِدھر اُدھر نہ مڑو اور راستہ کے اوپر ایک پکارنے والا پکار رہا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ہے جو سلامتی کے گھر کی طرف بلا رہا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی رہنمائی فرماتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ راستے سے مراد اسلام اور دیواروں سے مراد اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور راستے کے سرے پر پکارنے والا "اللہ تعالیٰ کی کتاب" ہے اور کھلے دروازوں سے مراد اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔"

اس حدیث مبارکہ سے وضاحت ہو گئی کہ صراط مستقیم سے مراد اسلام ہی ہے اور صراط مستقیم صرف ایک ہے۔ اس لیے اسلام بھی ایک ہے۔ اسلام کو چار یا پانچ خانوں میں تقسیم کرنے کا کوئی وجود و ثبوت نہیں ہے۔ اس اسلام اور صراط مستقیم سے جو ادھر اُدھر نکل گیا یعنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدھے راستے کو چھوڑ کر ٹیڑھے راستوں کو اختیار کر لیا، اس نے رحمان کی بجائے شیطان کی پیروی کی اور شیطان نے اپنے پیروکاروں کو کئی فرقوں، گروہوں اور جتھوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

تہتر فرقے:

بڑے دکھ، تکلیف اور افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمان کئی فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ اور ہر فرقہ کے لوگ خود کو سچا اور دوسروں کو جھوٹا گردانتے ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے کو اسلام کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں۔ جس پیغمبر اعظم ﷺ نے کافروں کو اپنے اخلاق سے مسلمان بنایا۔ آج اسی نبی کے امتی مسلمانوں کو کافر بنانے پر تلے ہوئے ہیں، ایک فرقے کے لوگ دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور دوسرے فرقے کے لوگ مخالف فریق پر مشرک اور بدعتی ہونے کا فتویٰ لگا کر اپنے دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں۔ اور فرقہ بندی، گروہ بندی اور جتھہ بندی کو قائم رکھنے اور اسے دوام بخشنے کے لیے تمام فرقے آپ ﷺ کی حدیث کا سہارا لیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، سب جہنمی ہوں گے مگر ایک گروہ جنتی ہوگا۔ اب ہر فرقہ اپنے آپ کو جنتی اور دوسروں کو جہنمی قرار دیتا ہے اور امت کو فرقہ بندی میں تقسیم کرنے کے لیے اس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ کہ امت میں فرقے ضرور ہونے چاہییں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔

اس حدیث کا مفہوم قطعاً یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ کا حکم ہے کہ میری امت ضرور تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو۔ بلکہ آپ ﷺ نے تو افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بہتر (۷۲) فرقے تھے جب کہ میری امت فرقہ واریت میں ان سے بھی آگے بڑھ جائے گی اور یہ تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ حدیث کے الفاظ پر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ اس حدیث میں آپ ﷺ نے فرقہ بندی کی مذمت فرمائی ہے اور دخول جنت کے مستحقین کا عقیدہ اور عمل بیان فرمایا ہے۔ جناب عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ مَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّهٗ عَلَانِیَةً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّصْنَعُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذَالِكَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ))

(جامع ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی افتراق ھذہ الامۃ)

''میری اُمت پر بنی اسرائیل کے زمانے جیسا زمانہ آئے گا اور دونوں زمانوں کے حالات میں ایسی مطابقت اور مماثلت ہوگی جیسی دو جوتوں میں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں کوئی اعلانیہ اپنی ماں کے پاس آیا ہوگا تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسا کرے گا۔ اور بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوئے جب کہ میری امت تہتر (۷۳) گروہوں میں تقسیم ہوگی۔ یہ تمام فرقے جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے مگر ایک گروہ بچالیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہیں (جو آگ سے بچالیے جائیں گے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جو اس راہ پر چلیں گے) جس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

مذہبی نسبتیں:

آپ خود غور فرمائیں کہ سرورِ دو عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فدا کار و جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس راہ پر چلتے تھے؟ ان کا مسلک اور منہج کیا تھا۔؟ ظاہر بات ہے کہ وہ حنفی تھے نہ شافعی۔ مالکی تھے نہ حنبلی۔ نقشبندی تھے نہ پنج پیری۔ جعفری تھے نہ علوی۔ چشتی تھے نہ سہروردی۔ قادری تھے نہ جیلانی۔ بلکہ وہ تو خالص قرآن وسنت پر عمل کرتے تھے۔ اور اسی کو جادۂ حق اور صراط مستقیم سمجھتے تھے۔ مذکورہ الصدر حدیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک آنے والے ایسے ہی خوش نصیبوں کو جہنم سے آزادی کا مژدہ جاں فزا سنایا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح صرف اور صرف کتاب وسنت پر عمل کریں گے۔ اور تیسری کسی چیز کو مذہب کا درجہ نہیں دے گے، ہر چیز کو ٹھکرائیں گے۔ مگر قرآن وسنت کو سینے سے لگائیں گے۔ ہر بات کا انکار کریں گے۔ مگر قرآن وحدیث سے سرمو انحرف نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں گے۔

آج امت مسلمہ جن گروہوں، گروپوں، فرقوں، دھڑے بندیوں اور خانوں میں تقسیم ہوچکی ہے۔ آپ ﷺ کے عہدِ مبارک، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دَور اور زمانہ خیر القرون یعنی اسلام کی پہلی چار صدیوں میں ان کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اور لوگ خالص قرآن وحدیث کے مطابق زندگی گزارتے تھے۔ ان میں فرقہ بندی، گروہ بندی اور تفریق وتقسیم کا نام ونشان نہ تھا۔ برصغیر کے نامور محدث حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ احمد بن الشیخ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مذہبی نسبتوں کی تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((اَنَّ اَهْلَ الْمِائَةِ الرَّابِعَةِ لَمْ يَكُوْنُوْا مُجْتَمِعِيْنَ عَلَى التَّقْلِيْدِ الْخَالِصِ عَلٰى مَذْهَبٍ وَّاحِدٍ وَالتَّفَقُّهِ لَهٗ وَالْحِكَايَةِ لِقَوْلِهٖ))

(حجۃ اللہ البالغۃ المبحث السابع، باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ وبعدھا)

’’بلاشبہ چوتھی صدی ہجری (اور اس سے پہلے) کے لوگ ایک مذہب کی خاص تقلید اور اس کی فقہ پر عمل کرنے اور اسے نقل کرنے پر متفق نہیں ہوئے تھے۔‘‘

اس سے واضح ہے کہ آج کی فرقہ وارانہ مذہبی نسبتیں بعد کی پیداوار اور ایجاد بندہ ہیں۔ ان سے اجتناب، پرہیز اور کنارہ کشی کرکے ہی امت مسلمہ کا قرآن وسنت پر اتحاد واتفاق ہوسکتا ہے۔ اور یہی اہل حدیث کی دعوت، مسلک اور مشن ہے۔ اِسی پر نبی اکرم ﷺ، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین وتبع تابعین، صلحائے امت، ائمہ دین، اولیائے کرام، محدثین عظام اور علماء اسلام رحمۃ اللہ علیہم عمل پیرا رہے ہیں۔ یہی راہ نجات، سبیل رسول اور صراط مستقیم ہے، اس کی مخالفت سراسر گمراہی اور ضلال مبین ہے۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ۔ ’’پس حق کے بعد کیا رہ گیا۔ بجز گمراہی کے۔‘‘

(سورۃ یونس آیت:۳۲)

اصحاب حدیث:

قرآن وحدیث کو ہی راہ نجات، سبیل رسول، جادۂ حق اور صراط مستقیم جاننے، سمجھنے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماننے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں۔ جو کسی ایک فقہی مکتب فکر سے وابستہ ہونے کی بجائے کتاب وسنت کے چشمہ صافی سے سیراب ہوتے اور اسی خالص اسلام کی لوگوں کو دعوت دیتے اور قرآن وسنت کو مسلک حق اور دین حق گردانتے رہے ہیں۔ ایسے خوش بخت، سعادت مند اور صحیح العقیدہ افراد کو اہل حدیث، اہل الاثر اور سلفی کہا جاتا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ چوتھی صدی ہجری سے قبل ایسے لوگوں کی موجودگی اور ان کا عقیدہ اور عمل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((وَكَانَ مِنْ خَبَرِ الْخَاصَّةِ اَنَّهٗ كَانَ اَهْلُ الْحَدِيْثِ مِنْهُمْ يَشْتَغِلُوْنَ بِالْحَدِيْثِ فَيَخْلُصُ اِلَيْهِمْ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰثَارِ الصَّحَابَةِ مَا لَا يَحْتَاجُوْنَ مَعَهٗ اِلٰى شَيْءٍ اٰخَرَ فِي الْمَسْئَلَةِ)) (حجۃ البالغہ المبحث السابع، باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ وبعدھا)

''اور خواص کی یہ حالت تھی کہ وہ اہل حدیث تھے، حدیث میں انہماک رکھتے تھے۔ ان کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار اس قدر موجود تھے کہ انہیں کسی مسئلہ میں کسی دوسری چیز کی ضرورت ہی نہیں تھی۔''

قرآن وسنت کو ہی عین اسلام، سبیل رسول، صراط مستقیم اور طریق قویم سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والی ''جماعت حقہ'' کی ہر دور میں موجودگی، ان کی تعداد میں اضافہ اور کامیابی کی خوشخبری اور بشارت سرور دو جہاں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان حق ترجمان سے یوں بیان فرمائی ہے کہ:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيْ هُمْ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ))

(جامع ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی اہل الشام)

''میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ (حق پر اور) امداد الٰہی کی مستحق رہے گی۔ ان کو رسوا کرنے والا قیامت تک انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ امام ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ جماعت اصحاب الحدیث کی جماعت ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت الٰہی اور صراطِ مستقیم:

قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت الٰہی کو بھی صراطِ مستقیم کہا گیا ہے۔ کیونکہ توحید کی ضد شرک ہے اور شرک کا مرتکب شخص کسی صورت بھی جادۂ حق پر گامزن نہیں ہو سکتا۔ اسی سورۃ یٰسٓ میں آگے آئے گا کہ قیامت کے دن مجرمین اور کافرین کو صالحین اور متقین سے الگ کر دیا جائے گا اور مجرم لوگ عذاب الٰہی کو دیکھ کر واویلا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کافرین ومشرکین اور مجرمین وضالین سے فرمائے گا کہ آج چیخنے، چلانے اور منہ بسورنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ دنیا میں ہم نے تمہیں اپنے انبیاء، اولیاء، صلحاء، اتقیاء اور علماء کے ذریعے تاکیدی حکم دیا تھا کہ صرف میری ہی عبادت کو اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، مگر تم نے ''صراطِ مستقیم'' سے روگردانی کر کے شیطان کو اپنا معبود بنالیا اور صراطِ مستقیم یعنی میری عبادت سے انکار وانحراف کیا۔ اس لیے آج تمہیں جہنم کے دردناک عذاب میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔ الفاظ قرآنی اور ان کے ترجمے پر غور کریں تو بات واضح ہو جائے گی:

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾﴾ (۳۶/یٰسٓ: ۵۹ تا ۶۱)

''اور (حکم ہوگا) اے مجرموں! آج (صالحین سے) الگ ہو جاؤ۔ اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔''

سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم کے سامنے اللہ تعالیٰ کی توحید، شرک کی مذمت اور عبادت الٰہی کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٣٥﴾ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٣٦﴾﴾ (۱۹/مریم: ۳۵، ۳۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ تعالیٰ کے لیے زیبا نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو اسے حکم دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے اور تمہارا پروردگار بھی وہی ہے۔ لہٰذا تم اُسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔''

ان آیات بینات میں یہ بات وضاحت سے بیان فرما دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا انکاری اور مشرک صراط مستقیم پر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ صراط مستقیم پر گامزن صرف اِن لوگوں کو سمجھا جائے گا جو اپنے خالق و مالک کے عبادت گزار، فرماں بردار، اطاعت شعار اور عقیدہ توحید میں پختہ اور کامل ہوں گے۔

انبیاء کرام اور صراط مستقیم:

قرآن عزیز میں انبیاء کرام کے عقائد و اعمال کو بھی صراط مستقیم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کفار مکہ کا دعویٰ تھا کہ ہم دین ابراہیمی کے پیروکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام موحد کامل تھے، صراط مستقیم پر تھے اور شرک سے بیزار تھے۔ جد الانبیاء، امام الموحدین جناب ابراہیم علیہ السلام کے صراط مستقیم پر گامزن ہونے کا ذکر قرآن کریم میں یوں کیا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ۝١٢٠ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ ٱجْتَبَىٰهُ وَهَدَىٰهُ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝١٢١﴾ (۱۶/ النحل: ۱۲۰، ۱۲۱)

''بے شک ابراہیم علیہ السلام ایک امت (اور) اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار (اور) یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے۔ اللہ رب العزت نے انہیں چن لیا تھا اور ان کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائی تھی۔''

اس آیت کریمہ میں جناب ابراہیم علیہ السلام کی ذات اقدس کے لیے ''امت'' کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے۔ عربی زبان میں لفظ ''اُمت'' متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے۔ ان میں چند مشہور اور اہم معانی حسب ذیل ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ وہ انسان جو تمام خوبیوں کا جامع ہو۔ ۲۔ امام، مقتدا اور پیشوا۔
۳۔ حق وصداقت کا علمبردار۔ ۴۔ وہ شخص جو دنیا بھر سے الگ تھلگ ہو۔
۵۔ ایسی قوم جس کی طرف کوئی رسول مبعوث فرمایا گیا ہو۔

ان تمام خوبیوں کے اعتبار سے جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ''اُمت'' کہا جا سکتا ہے۔آپ تمام خوبیوں کے مرقع اور تمام اوصاف سے مرصع تھے۔آپ کی امامت و پیشوائی کی گواہی خود قرآن کریم نے دی ہے۔اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ (بلاشبہ میں تجھے تمام انسانوں کا امام بنانے والا ہوں) جناب ابراہیم علیہ السلام اگرچہ جسماً فرد واحد تھے مگر اپنے اوصاف وخصائص، عزم وحوصلہ، کارہائے نمایاں، عظیم قربانیوں اور بے مثال کردار کے اعتبار سے کسی قوم اور اُمت سے کم نہ تھے۔اسی وجہ سے مذکورۃ الصدر آیت مبارکہ میں آپ کو ''اُمت'' کہا گیا ہے اور آپ کے راستہ حق کو ''صراط مستقیم'' فرمایا گیا ہے۔

قرآن حکیم کے ساتویں پارے میں اٹھارہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء مبارکہ ذکر فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ تمام انبیاء صراط مستقیم پر گامزن تھے۔قرآنی آیات پڑھیے اور صراط مستقیم کی اصلیت کا اندازہ فرمائیے۔

﴿وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾﴾ (۶/الانعام: ۸۳ تا ۸۷)

''اور یہ ہماری دلیل وحجت تھی جو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا فرمائی۔ہم جس کے چاہیں درجات بلند کرتے ہیں۔بلاشبہ آپ کا رب حکمت والا ہے اور ہم نے انہیں اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام عطا فرمائے، ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ہر ایک کو ہدایت دی اور ان سے پہلے نوح علیہ السلام کو ہدایت عطا فرمائی اور ان کی اولاد میں سے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو ہدایت عطا فرمائی اور نیکیاں کرنے والوں کو ہم اسی طرح جزا عطاء فرماتے ہیں۔ اور ہم نے زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کو ہدایت دی۔ اور ہم نے زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کو ہدایت دی۔ یہ سب صالحین میں سے تھے۔ اور ہم نے اسماعیل علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام اور یونس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کو ہدایت دی اور ان سب کو ہم نے جہان والوں پر فضیلت عطا فرمائی اور ہم نے ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو ہدایت نصیب فرمائی اور ہم نے ان سب کو چن لیا اور سب کی ''صراط مستقیم'' کی طرف رہنمائی فرمائی۔''

صحابہ کرام اور صراط مستقیم:

قرآن کریم میں یہ بات بالوضاحت والصراحت بیان فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے خصوصی فضل و کرم اور رحمت و نعمت سے ''صراط مستقیم'' پر گامزن فرمایا اور وہ اس طریق قویم پر بڑی استقامت، جوانمردی، استقلال اور عزیمت سے عمل پیرا رہے جس کی وجہ سے رب تعالیٰ نے انہیں اپنی رضامندی جیسی نعمت سے سرفراز فرمایا اور ان کی زندگی ہی میں ان کے لیے قرآن حکیم کی آیات میں جنت کی بشارتیں نازل فرمائیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ﴿۱۸﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ﴿۲۰﴾ ﴾ (۴۸/الفتح:۱۸تا۲۰)

''یقیناً اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے راضی ہو گیا۔ جب وہ اس درخت کے نیچے آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بیعت کر رہے تھے۔ پس ظاہر کر دیا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا۔ پس اس نے ان پر اطمینان نازل فرمایا اور بطور انعام انہیں قریبی فتح عطا فرمائی اور وہ بہت سی غنیمتیں حاصل کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ غالب، حکمت والا ہے۔ (اے نبی کے صحابہ رضی اللہ عنہم) اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پس اس نے تمہیں یہ (صلح حدیبیہ) جلدی دے دی ہے اور اس میں لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا۔ اور تا کہ یہ مومنوں کے لیے نشانی ہو جائے اور تمہیں "صراط مستقیم" پر ثابت قدمی سے گامزن رکھے۔"

اس آیت مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوری تندہی اور ثابت قدمی سے صراط مستقیم پر گامزن تھے اور قرآن کریم میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام افراد کو ان پاک باز وجاں نثار صحابہ کرام کی طرح صراط مستقیم کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾ صِبْغَةَ اللَّهِ ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ﴿١٣٨﴾﴾ (۲/البقرۃ:۱۳۷،۱۳۸)

"پس اگر لوگ اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم (صحابہ) ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا گئے۔ اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو وہ مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔ پس ان کے مقابلے میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہو گا اور وہ سب کچھ سننے والا، جاننے والا ہے۔ (اصل رنگ تو) اللہ تعالیٰ (کے دین) کا رنگ ہے اور اللہ تعالیٰ کے رنگ سے کس کا رنگ خوبصورت (ہو سکتا) ہے؟ اور ہم تو اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔"

یہودیوں کے ہاں یہ رسم تھی کہ جب کوئی ان کے دین میں داخل ہوتا تو اسے رنگ دار پانی سے غسل دیتے تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی عیسائیوں نے بھی یہی طریقہ اختیار کر لیا اور ان کے ہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے زرد رنگ کے پانی سے غسل دیتے جسے "اصطباغ" کہا جاتا ہے۔ یہ عمل کرنے کے بعد وہ سمجھتے تھے کہ اب اس پر یہودیت اور عیسائیت کا رنگ چڑھ گیا ہے۔ اللہ رب العزت نے جواباً فرمایا کہ رنگ چڑھانا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کریم کے دین کا رنگ چڑھاؤ۔ دین حق اور صراط مستقیم کا رنگ ایسا پائیدار اور مستقل رنگ ہے جو نہ پانی سے دھلتا ہے، نہ دھوپ سے اڑتا ہے اور نہ وقت گزرنے پر پھیکا پڑتا ہے۔

صراط مستقیم کے بنیادی اصول:

قرآن حکیم کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ صراط مستقیم سے مراد اللہ تعالیٰ کا سیدھا اور صاف راستہ ہے جسے ''اسلام'' کہا جاتا ہے اور اس صراط مستقیم کے تین بنیادی اصول ہیں۔

عقیدہ توحید:

صراط مستقیم کا پہلا بنیادی اور اہم اصول اللہ تعالیٰ کی توحید کو اختیار کرنا اور صرف اسی کی عبادت کرنا ہے۔ کیونکہ کفر وشرک کا راستہ کسی صورت بھی صراط مستقیم نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝﴾ (۶/ الانعام: ۱۶۱ تا ۱۶۳)

''(اے پیغمبر ﷺ) فرما دیجیے۔ بے شک میرے رب نے صراط مستقیم کی طرف میری رہنمائی فرمائی ہے۔ (وہ صراط مستقیم) مستحکم دین ہے جو ایک رب کی طرف متوجہ ہونے والے ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے اور وہ (ابراہیم علیہ السلام) مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ آپ فرمائیے! بلاشبہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں (اپنے زمانے میں) سب سے پہلا مسلمان ہوں۔''

ان آیات بینات میں واضح کر دیا گیا کہ صراط مستقیم کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اس راہ حق کا راہی جناب ابراہیم علیہ السلام کی طرح خدائے واحد کا پرستار اور توحید الٰہی کا فداکار ہوتا ہے اور توحید ربانی کے لیے خاندان، قوم، والدین، برادری، اعزہ واقرباء، وطن اور اولاد سب کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی توحید میں ذرا بھر بھی کمزوری اور لچک کو قبول و برداشت نہیں کرتا اور برملا اعلان کر دیتا ہے کہ میں سب کچھ قربان کر سکتا ہوں مگر توحید خداوندی پر آنچ گوارا نہیں کر سکتا۔ آج کے مسلمان کا اگر عقیدہ توحید پختہ اور ایمان درست ہو جائے تو پھر نار بھی گلزار بن سکتی ہے۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

یہی بات سورۃ یٰسٓ کی آیت نمبر ۶۱ میں یوں بیان فرمائی گئی ہے:

﴿وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ ۣؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝۶۱﴾

''کہ میری ہی عبادت کرو، یہی صراط مستقیم ہے۔''

اعتصام بحبل اللہ:

صراط مستقیم کا دوسرا بنیادی اصول، اللہ تعالیٰ کے دین حق کی رسی، یعنی قرآن وسنت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور افتراق وانتشار میں مبتلا نہ ہونا ہے۔ قرآن مجید میں فرمان رب العالمین ہے:

﴿وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۱۰۱﴾

(۳/آل عمران: ۱۰۳)

''جس نے اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کر لیا پس اسے ضرور ''صراط مستقیم'' تک پہنچایا جائے گا۔''

قرآن مجید میں اعتصام بحبل اللہ کی مزید وضاحت یوں کی گئی ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠﴾ (۳/آل عمران: ۱۰۳)

''تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ۔''

یعنی قرآن وسنت پر مضبوطی اور پابندی سے عمل پیرا ہو جاؤ اور حبل اللہ المتین۔ اللہ تعالیٰ کی اس مضبوط رسی کو چھوڑ کر فرقہ بندی اور اختلاف وانتشار کا شکار نہ ہو جاؤ۔

یہ بات پوری طرح ذہن نشین کرنے اور کامل یقین کرنے کی ہے کہ آج امت مسلمہ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتفاق واتحاد صرف اور صرف حبل اللہ یعنی قرآن وحدیث پر ہی ہوسکتا ہے کسی فقیہ کی فقہ، کسی مجتہد کے اجتہاد، کسی امام کی امامت، کسی خطیب کی خطابت، کسی بڑے کی بڑائی اور عالم کی علمیت پر اتفاق نہیں ہوسکتا۔ اتحاد واتفاق کا جو اصول قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے وہ یہی ہے کہ:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (۴/النساء:۵۹)

''پس اگر تمہارے درمیان کسی معاملے پر تنازعہ (اختلاف وجھگڑا) ہوجائے تو اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ (کے فرمان) کی طرف لوٹا دو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ (تمہارے لیے) انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔''

اس آیت میں امت محمدیہ کو حکم دیا گیا کہ اگر تمہارے درمیان کوئی اختلاف ہوجائے تو اسے اللہ تعالیٰ اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی طرف لوٹا دو۔ یعنی اس اختلاف کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لو۔ جو بات قرآن وسنت کے مطابق ہو اسے قبول کرلو اور جو بات قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو اسے ترک کردو۔ یہی اسلام، دین حق اور ''صراط مستقیم'' ہے۔

ہم بھی لوگوں کو اسی امر کی دعوت دیتے ہیں کہ کسی ایک امام یا فقیہ کی جامد تقلید کرنے اور اس کے ہر حکم اور فتویٰ کو حرف آخر سمجھنے کی بجائے ہر امام، ہر عالم، ہر فقیہ، ہر مجتہد، ہر خطیب، ہر واعظ، ہر مولوی، ہر پیر، ہر بڑے اور چھوٹے کی بات کو قرآن وسنت پر پیش کرو۔ جس کی بات قرآن وسنت کے مطابق ہو اسے سینے سے لگالو اور اس پر عمل کرو اور جس کی بات قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو اسے چھوڑ دو۔

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول وقرار

ہم یہ بات علی الاعلان اور برملا کہتے ہیں اور اس کا اظہار اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں کہ:

ما اہلحدیثیم دغا را نشناسیم
برقول نبی ﷺ چو وچرا نشناسیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتباع رسول:

صراط مستقیم کا تیسرا بنیادی اصول ''اتباع رسول'' یعنی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور فرمانبرداری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں رسول مکرم ﷺ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ اس امر کا اعلان کریں:

﴿وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۶۱﴾ (۴۳/ الزخرف:۶۱)

''اور میری اتباع کرو یہی صراط مستقیم ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری ہی رضاء الٰہی کے حصول، جنت کے دخول، گناہوں کی بخشش اور جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱﴾ (۳/ آل عمران:۳۱)

''آپ فرما دیجیے (اے لوگو!) اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع اور فرمانبرداری کرو (پھر) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے (تمام) گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، مہربان ہے۔''

رسول محترم ﷺ کی اتباع کو ہی صراط مستقیم قرار دیتے ہوئے پچیسویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۵۲ۙ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝۵۳ۧ﴾

(۴۲/ الشوریٰ:۵۲،۵۳)

''اور بے شک آپ تو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ وہی اللہ تعالیٰ اُس ہر چیز کا مالک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ خبردار! تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیطان کا اعلان:

ابوالبشر جناب آدم علیہ السلام کو ایک سجدہ نہ کرنے کی پاداش، تکبر وغرور کی سزا اور انکار وسرکشی کے جواب میں شیطان لعین کو راندۂ درگاہ کر دیا گیا تو اس نے رب العالمین سے ''قبروں سے اٹھائے جانے'' کے دن تک کی مہلت طلب کی۔ جو اسے دے دی گئی۔ تو اس نے دربارِ الٰہی میں اعلان کیا تھا کہ میں اولادِ آدم کو صراطِ مستقیم سے دور ہٹانے اور راہِ راست سے بھٹکانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔ آدم کی ذریّت کو ہر طرف سے گھیرے میں لے لوں گا۔ انہیں شکوک وشبہات میں مبتلا کروں گا۔ ان کی نیکی کے راستے میں رکاوٹیں ڈالوں گا اور میری کوششوں کے باوجود اگر یہ لوگ کوئی نیکی کا کام کر بیٹھیں گے تو ریاکاری، دکھلاوے اور نمود ونمائش کا زہر گھول کر ان کے اعمال کو ضائع اور برباد کروا دوں گا۔ غرضیکہ بنی نوع انسان کو جادۂ حق سے دور کرنے اور گمراہی وضلالت میں مبتلا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کروں گا اور صراطِ مستقیم پر گھات لگائے بیٹھا رہوں گا اور کسی کو اس راہ پر چلنے نہ دوں گا۔

قرآن مجید، شیطان کے اس اعلان کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:

﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآىِٕلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِیْنَ ﴿١٧﴾﴾ (۷/ الاعراف: ۱۶، ۱۷)

''شیطان نے کہا کہ جیسا تو نے مجھے گمراہ قرار دیا ہے میں بھی ان لوگوں (کو گمراہ کرنے) کے لیے تیرے صراطِ مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا۔ پھر میں ان کے پاس ضرور آؤں گا۔ ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی دائیں جانب سے اور ان کی بائیں طرف سے (یعنی ہر طرف سے گمراہ کرنے کی کوشش کروں گا) پھر تو ان میں سے اکثر لوگوں کو شکرگزار نہیں پائے گا۔''

شیطان کے اس واضح اعلان سے معلوم ہو گیا کہ وہ اولادِ آدم کے ہر فرد کو صراطِ مستقیم سے دور ہٹانے کے لیے تمام حربے استعمال کرتا ہے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری اور فرض ہے کہ ہم اپنے اصلی، ازلی اور ابدی دشمن کو پہچاننے کی کوشش کریں اور شیطان کا راستہ صراطِ جحیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرنے کی بجائے رحمان کا راستہ یعنی ''صراط مستقیم'' اختیار کریں۔

رحمان کا فرمان:

شیطان کے اس اعلان کے جواب میں اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ جو میرے اطاعت شعار اور عبادت گزار بندے ہوں گے وہ تیرے دام فریب میں ہرگز نہیں آئیں گے ان کو گمراہ کرنے کی تیری تمام تدبیریں ضائع اور بیکار جائیں گی۔ میرے بندے میرے صراط مستقیم پر بڑی تندہی، توجہ، یکسوئی، انہماک، اور استقلال کے ساتھ گامزن رہیں گے۔ وہ شیطان کے فریبوں کو سمجھتے اور ان کے حملوں سے بچاؤ کی تدابیر سے واقف ہوں گے۔ رحمان کے اس فرمان عالی شان کو قرآن حکیم یوں ذکر فرماتا ہے:

﴿قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝﴾ (۱۵/الحجر:۴۱، ۴۲)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سیدھا راستہ (صراط مستقیم) ہے جو میری طرف آتا ہے۔ بلاشبہ میرے بندوں پر تیرا زور نہیں چلتا مگر ان پر جو گمراہوں میں سے تیری پیروی کرتے ہیں۔''

قرآن عزیز کی متعدد آیات میں شیطان کے اس باغیانہ اعلان اور رحمان کے فرمان ذی شان کا تذکرہ مختلف اسالیب میں کیا گیا ہے۔ مگر ہم نے اختصار کے پیش نظر صرف انہیں آیات پر اکتفا کیا ہے جن میں ہمارے جلی عنوان ''صراط مستقیم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دردمندانہ التجا ہے کہ وہ ہم سب کو شیطان کی چالوں سے محفوظ فرمائے اور صراط مستقیم پر کماحقہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝﴾ (۳۶/یٰسین:۱ تا ۴)

''اے سردار عرب وعجم! قرآن حکیم کی قسم۔ بلاشبہ آپ ہمارے بھیجے ہوئے رسولوں میں سے ہیں۔ (اور آپ) صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔''

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ٤

کفار کی مثال اور آثار و اعمال

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿يٰسٓ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ② اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ③ عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ④ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ⑤ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ
غٰفِلُوْنَ ⑥ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑦ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ
اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ⑧ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ
اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ⑨ وَسَوَآءٌ
عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑩ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ
الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ⑪ اِنَّا نَحْنُ
نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ
مُّبِيْنٍ ⑫﴾ (٣٦/یٰسین:١ تا ١٢)

''یٰسین۔ قسم ہے قرآن حکیم کی، بلاشبہ آپ ہمارے رسولوں میں سے ہیں۔ آپ صراط مستقیم پر ہیں۔ اسے عزیز ورحیم نے نازل فرمایا ہے۔ تاکہ آپ اس قوم کو ڈرا سکیں جن کے آباؤ اجداد کو (طویل عرصہ سے) نہیں ڈرایا گیا۔ اس لیے وہ غفلت کا شکار ہیں۔ بے شک یہ بات ان میں سے اکثر پر لازم ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بلاشبہ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار بنا دی ہے اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنا دی ہے۔ پس ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے، وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ اور ان کے لیے برابر ہے کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ تو صرف اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو ذکر (قرآن مجید)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اتباع کرتا ہے اور بغیر دیکھے رحمان سے ڈرتا ہے۔ پس ایسے شخص کو مغفرت اور اجرِ عظیم کی خوشخبری سنا دیجیے۔ بے شک ہم مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم لکھ لیتے ہیں۔ (ان اعمال کو) جو وہ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے آثار کو (جو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں) اور ہم نے ہر چیز کو لوحِ محفوظ میں شمار کر رکھا ہے۔''

اللہ رب العالمین کی بے پناہ حمد وثناء اور تعریف وتسبیح کے بعد لاتعداد، ان گنت، بے شمار وبے حساب درود وسلام امام کائنات، آفتاب عالمتاب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر، جن کی اطاعت وفرمانبرداری ذریعہ نجات اور ان کی نافرمانی وگستاخی باعث عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو پیغمبر دو جہاں ﷺ کی کامل اتباع واطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آپ اس مقدس سورت کے فضائل، اس میں بیان کردہ مضامین کی فہرست، اس کے برکات وفوائد، لفظ یٰسٓ کے معانی ومطالب، حروف مقطعات کی بحث، قرآن حکیم اور رسالت محمدی، آج کے مسلمانوں کی قرآن کریم سے بے رغبتی اور عدم توجہی، قرآن مجید کی تاثیر، آپ ﷺ کی رسالت کی ابدیت وعالمگیریت، صراط مستقیم کی وضاحت، فرقہ بندی کی مذمت اور صراط مستقیم کے بنیادی اصول...... جیسے اہم مسائل سے واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔

قرآن نازل کرنے والا:

سورت یاسین کی آیت نمبر ۵ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کے مُنَزَّل مِنَ اللہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ یہ قرآن حکیم کسی دانشور، کسی ادیب اور کسی مفکر کی تصنیف نہیں بلکہ اسے نازل فرمانے والا، اللہ رب العالمین ہے جو پوری کائنات پر غالب اور رحیم ہے۔ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ اس (قرآن حکیم) کو (اللہ) عزیز ورحیم نے نازل فرمایا ہے۔

مشرکین وکافرین عام طور پر رسول مکرم ﷺ پر قرآن حکیم کے بارے میں اعتراض کیا کرتے تھے کہ آپ ﷺ خود الفاظ گھڑ کر اور ترتیب دے کر ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اور اسے وحی الٰہی قرار دیتے ہیں۔ اللہ رب العالمین نے ان کے اس سطحی، غیر حقیقی اور غلط اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ قرآن حکیم اس ذات قدوس کی طرف سے نازل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا گیا ہے جو غالب و زبردست اور رحیم ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ کی دو صفات میں سے پہلی صفت ''عزیز'' بیان کرنے سے مقصود اس حقیقت کا اظہار ہے کہ یہ قرآن مجید کسی بے زور ناصح کی نصیحت اور غیر مؤثر واعظ کا وعظ نہیں کہ اس کے جھٹلانے اور اس کی تکذیب کرنے کے باوجود تمہارا کچھ بگاڑا نہ جاسکے۔ بلکہ یہ اس مالک کائنات کا، لاریب فرمان ہے جو سب پر غالب ہے۔ جس کے فیصلوں کو نافذ ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی اور جس کی گرفت سے بچ جانے کی کسی میں طاقت نہیں۔ اور دوسری صفت ''رحیم'' بیان کرنے کی غرض، یہ احساس دلاتا ہے کہ یہ اس ذات اقدس کی سراسر مہربانی اور رحمت ہے کہ اس نے تمہاری رشد و ہدایت کے لیے اپنے آخری رسول جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور تمہارے لیے یہ کتاب عظیم نازل فرمائی تاکہ تم ضلالتوں، گمراہیوں، گناہوں اور کفر و شرک کو چھوڑ کر راہ راست پر آجاؤ۔ جس سے تمہیں دنیا و آخرت کی کامیابیاں اور کامرانیاں حاصل ہو جائیں۔

نزولِ قرآن کا مقصد:

قرآن حکیم کے مُنَزَّل مِنَ اللّٰه، لَا ریب اور بے مثل ہونے کا ذکر فرمانے کے بعد اللہ رب العالمین نے نزول قرآن کی غرض اور مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے نبی رحمت! ہم نے یہ کتاب مبین اس لیے اتاری ہے اور آپ کو رسول و پیغمبر بنا کر اس لیے مبعوث فرمایا ہے تاکہ آپ ایسے بے پروا، غافل اور بے خبر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب، اس کی گرفت اور سزا سے ڈرائیں جن کے آباؤ اجداد کو عذاب الٰہی سے نہیں ڈرایا گیا۔ فرمان ربانی ہے:

﴿ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ۝۶ ﴾

''تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے آباؤ اجداد کو ڈرایا نہیں گیا اور وہ غفلت میں مبتلا ہیں۔''

اکثر علماء تفسیر کی رائے کے مطابق اس سے مراد بنی اسماعیل اور اہل عرب ہیں جن میں دو ہزار سال سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ بنی اسرائیل میں پے در پے اور مسلسل انبیاء تشریف لاتے رہے مگر بنی اسماعیل میں جناب اسماعیل علیہ السلام کے بعد کوئی نبی اور رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف نہیں لایا تھا۔ اور قوم عرب نے اپنی خدا داد عقل وبصیرت سے کام لینا بھی چھوڑ دیا تھا۔ ان کے گرد توحید الٰہی کے دلائل کا گلشن آراستہ تھا مگر وہ اس کی طرف متوجہ ہی نہ ہوتے تھے۔ ان کے تجارتی قافلوں کا گزر کئی ایسی اجڑی ہوئی بستیوں، علاقوں اور مقامات سے ہوتا تھا جن کے بنانے والے عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آگئے تھے اور ان کے محلات و مکانات کے کھنڈرات دیکھنے والوں کے لیے عبرت کا سامان بنے ہوئے تھے۔ مگر اہل عرب ان کھنڈرات اور تباہ شدہ بستیوں سے بے خبری کی زندگی گزار رہے تھے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے دو ترجمے ممکن ہیں:

۱۔ تاکہ آپ خبردار کریں ایک ایسی قوم کو جن کے باپ دادا خبردار نہ کیے گئے تھے اور اس وجہ سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

۲۔ آپ ڈرائیں ایک قوم کے لوگوں کو اسی بات سے جس سے ان کے باپ دادا ڈرائے گئے کیونکہ وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

پہلا مطلب اگر لیا جائے تو باپ دادا سے مراد زمانہ قریب کے باپ دادا ہوں گے، کیونکہ زمانہ بعید میں تو عرب کی سرزمین میں متعدد انبیاء آچکے تھے۔ اور دوسرا مطلب اختیار کرنے کی صورت میں مراد یہ ہوگی کہ قدیم زمانے میں جو پیغام انبیاء کے ذریعے سے اس قوم کے آباؤ اجداد کے پاس آیا تھا اس کی اب پھر تجدید کرو، کیونکہ یہ لوگ اسے فراموش کر گئے ہیں۔ اس لحاظ سے دونوں ترجموں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ معانی کے لحاظ سے دونوں اپنی جگہ درست ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ:

مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر ایک شبہ ذکر کر کے اس کا جواب بھی دیا ہے کہ:

"اس مقام پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قوم کے اسلاف میں جو زمانہ ایسا گزرا تھا جس میں کوئی خبردار کرنے والا ان کے پاس نہیں آیا، اس زمانے میں اپنی گمراہی کے وہ کس طرح ذمہ دار ہو سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی نبی دنیا میں بھیجتا ہے تو اس کی تعلیم وہدایت کے اثرات دور دور تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیلتے ہیں اور نسل در نسل چلتے رہتے ہیں۔ یہ آثار جب تک باقی رہیں اور نبی کے پیروؤں میں جب تک ایسے لوگ اٹھتے رہیں جو ہدایت کی شمع روشن کرنے والے ہوں۔ اس وقت تک زمانے کو ہدایت سے خالی نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اور جب اس نبی کی تعلیم کے اثرات مٹ جائیں یا ان میں مکمل تحریف ہو جائے تو دوسرے نبی کی بعثت ناگزیر ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے اثرات ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اور وقتاً فوقتاً ایسے لوگ اس قوم میں اٹھتے رہے تھے یا باہر سے آتے رہے تھے جو ان اثرات کو تازہ کرتے رہتے تھے۔ جب یہ اثرات مٹنے کے قریب ہو گئے اور اصل تعلیم میں بھی تحریف ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمادیا اور ایسا انتظام فرمایا کہ آپ کی ہدایت کے آثار مٹ نہ سکتے ہیں اور نہ محرف ہو سکتے ہیں۔"

(تفہیم القرآن، سورۃ یٰسین آیت:۶)

مختصر یہ کہ اہل تفسیر کی آراء کے مطابق یہاں آباؤ اجداد سے مراد اہل عرب کے قریبی زمانہ کے آباؤ واجداد ہیں جن میں کئی صدیوں سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ اگرچہ دعوت وتبلیغ اور انذار وتبشیر کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ جس کا ذکر قرآن مجید نے بھی کیا ہے:

﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝﴾ (۳۵/ فاطر:۲۴)

"کہ رحمت خداوندی نے کسی قوم وملت کو دعوت وانذار سے کسی زمانے اور کسی خطے میں محروم نہیں رکھا۔"

مگر یہ ظاہر ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا ان کے نائبین کے ذریعے پہنچنے میں وہ اثر وتاثیر نہیں جو کسی نبی یا پیغمبر کی دعوت وتعلیم میں ہوتی ہے۔ اسی لیے سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیت میں عربوں کے متعلق فرمایا گیا کہ طویل عرصہ سے ان میں کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اسی کا یہ اثر تھا کہ اہل عرب میں عام طور پر پڑھنے، پڑھانے کا کوئی معقول اور مناسب بندوبست نہیں تھا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب "امیین" مشہور تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان نہیں لائیں گے:

سورۃ یٰسین کی اگلی آیت مقدسہ میں ایسے متعصب، ضدی اور ہٹ دھرم کافروں کا ذکر کیا گیا ہے جن پر کوئی نصیحت اثر انداز نہیں ہوتی اور قبول اسلام کا شرف انہیں نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں۔ اے نبی رحمت ﷺ! جنہیں آپ ڈرانے کے لیے تشریف لائے اور جنہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے قرآن مجید فرقان حمید نازل کیا گیا ہے۔ ان میں ایسے بدقسمت و بدنصیب افراد کی تعداد بھی کافی ہے، جن کے کفر و شرک پر اڑے رہنے کی وجہ سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ کیونکہ وہ تعصب اور ہٹ دھرمی کی ایسی روش اختیار کریں گے جہاں کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوگی۔ وہ آپ کے مواعظ حسنہ سننے کے باوجود قبول حق سے انکار کریں گے۔ اس لیے عذاب شدید ان کے حق میں مقدر ہو چکا ہے۔ فرمان خداوندی ہے:

﴿ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾

”البتہ تحقیق (ان کے کفر و عناد کے باعث) ان میں سے اکثر پر یہ بات لازم ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔“

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں جب ہم نبی اکرم ﷺ کی دعوت و تبلیغ اور کفار کی مخالفت اور ضد کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسے بے شمار واقعات سامنے آتے ہیں۔ جب نبی رحمت ﷺ نے انتہائی نرمی، خوش خلقی، محبت اور الفت سے سمجھانے اور راہ راست پر لانے کی کوششیں کی مگر ان کافروں کو ایمان کی دولت اور اسلام کی نعمت نصیب نہ ہوئی۔ پھر سرور کونین ﷺ نے کفار اور مشرکین کے خلاف جنگیں لڑیں۔ متعدد معرکے ہوئے اور کئی بار آمنا سامنا ہوا اور انہیں ہر طریقے سے توحید ربانی کا قائل کرنے کی سعی کی گئی مگر ان ظالموں، کافروں اور مشرکوں نے مٹنا برداشت کر لیا۔ مگر اپنے غلط، برے اور نامناسب موقف سے ہٹنا گوارا نہ کیا اسی لیے ان ضدی، ہٹ دھرم، متشدد اور متعصب نافرمانوں کے متعلق فرمایا:

﴿ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾

”البتہ تحقیق (ان کے کفر و عناد کے باعث) ان میں سے اکثر پر یہ بات لازم ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔"

گردنوں میں طوق:

رب السماوات والارض نے مجرمین وکافرین کے تکبر، نخوت، غرور، فخر اور سرکشی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کہ ان بدنصیبوں کو ہدایت ملنا از حد مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ تو ان لوگوں کی طرح ہیں جن کے ہاتھ گردن سے باندھ دیے گئے ہوں اور ان کا سر اونچا کر دیا گیا ہو یعنی ہاتھ گردن سے جکڑ دیے گئے ہوں جس سے ان کا سر اوپر کو اٹھا ہوا ہو۔ اب نہ تو وہ کسی نیکی، اچھائی، بہتری اور خوبی کی طرف دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی بھلائی کی طرف ہاتھ بڑھا سکتے ہیں۔ ان سرکشوں کی بری حالت کا نقشہ قرآن حکیم کی سورۃ یٰسٓ کی زیر بحث آیات میں یوں کھینچا گیا ہے:

﴿ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ ۝٨ ﴾

"بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں پس ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔"

جناب عبداللہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس آیت کا مفہوم سمجھانے کے لیے اس طرح کیا کہ پہلے داڑھی کے نیچے اپنے دونوں ہاتھ رکھے اور سر کو اس طرح اوپر اٹھایا کہ وہ نیچے نہ ہو سکے۔ (تفسیر قرطبی، سورۃ یٰسٓ، آیت:٨)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان منکرین، معاندین اور مخالفین کی بھی یہی مثال ہے۔ جیسے ان کے ہاتھوں میں زنجیر اور گلے میں طوق ڈال کر انہیں گردن کے ساتھ یوں سختی سے جکڑ دیا گیا ہو کہ ان کا سر اوپر کو ہی اٹھ کر رہ گیا ہو اور وہ یوں اکڑے اور جکڑے ہوئے ہوں کہ آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہوں، نہ سر ہلا سکیں اور نہ دائیں بائیں دیکھ سکیں۔ جو شخص ایسی بری حالت میں مبتلا ہو اور اس کیفیت سے دو چار ہو وہ نہ تو صحیح اور غلط میں تمیز کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی بات کو تسلی کے ساتھ سن سکتا ہے۔ یہی حال ان ظالم اور بدبخت کفار کا ہے کہ وہ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو سنتے ہیں، نہ اس پر غور کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں رشد و ہدایت نصیب ہوتی ہے۔

شان نزول:

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باآواز بلند قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب قریش نے آپ ﷺ کو قرأت بالجہر کرتے ہوئے دیکھا تو ان پر آپ کا یہ عمل انتہائی شاق گزرا اور انہوں نے اس سے بہت تکلیف محسوس کی۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ کو پکڑنے اور مارنے کے لیے دوڑے اور قریب آکر جب انہوں نے اپنے ہاتھوں کو آپ ﷺ کو مارنے کے لیے فضا میں لہرایا اور اوپر اٹھایا۔

فَاِذَا اَيْدِيْهِمْ مَجْمُوْعَةٌ اِلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ.

"تو ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ چمٹ گئے اور وہ ایسے گھبرائے کہ انہیں نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی نظر ہی نہ آئی۔"

جب وہ ناکام و نامراد واپس لوٹے تو گردنوں سے ہاتھ جدا نہ ہوئے اور بسیار کوشش کے باوجود اپنے ہاتھوں کو گردنوں سے الگ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ فَجَاءُوْا اِلَى النَّبِيِّ فَقَالُوْا اَنْشُدُكَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَالرَّحِمَ تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اے محمد ﷺ! ہم آپ کو اللہ تعالیٰ، صلہ رحمی اور رشتہ داری کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں اس عذاب اور مصیبت سے نجات عطا فرمادے تو ہم کبھی بھی آپ کو اذیت نہیں پہنچائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کی یہ حالت اور پریشانی دیکھی تو آپ کو ترس آگیا۔ فَدَعَا النَّبِيُّ حَتّٰى ذَهَبَ ذَالِكَ عَنْهُمْ۔ تو نبی رحمت ﷺ نے اللہ رب العزت کے حضور ان کی رہائی اور گردنوں سے ہاتھوں کو علیحدگی کے لیے دعا فرمائی اور آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے ہاتھوں کو گردنوں سے الگ کر کے اس شدید اور کرب ناک حالت سے نجات عطا فرمائی۔ جب آپ ﷺ اپنی دعا کے ذریعے ان دشمنوں کو اس بری حالت سے نجات دلا چکے تو اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی۔ (روح المعانی، سورۃ یٰسٓ)

﴿يٰسٓ ۝١ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝٢ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝٣ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٤ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝٥ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَاۤؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝٦ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٧ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝٨ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَیۡدِیۡہِمۡ سَدًّا وَّ مِنۡ خَلۡفِہِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰہُمۡ فَہُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۹﴾

''یٰسین۔ قسم ہے قرآن حکیم کی، بلاشبہ آپ ﷺ ہمارے رسولوں میں سے ہیں۔ آپ صراط مستقیم پر ہیں۔ اسے عزیز ورحیم نے نازل فرمایا ہے۔ تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے آباؤ اجداد کو (طویل عرصہ سے) نہیں ڈرایا گیا۔ اس لیے وہ غفلت کا شکار ہیں۔ بے شک یہ بات ان میں سے اکثر پر لازم ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بلاشبہ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کے سر اُوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار بنا دی ہے اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنا دی ہے۔ پس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔''

آگے پیچھے دیواریں:

سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیات مقدسات میں ایمان کی دولت سے محروم رہنے والے کفار کی دوسری بدبختی اور بدنصیبی یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے آگے اور پیچھے دیواریں کھڑی کر دی ہیں اور ان کو اوپر سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ اس لیے انہیں کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ ظاہر بات ہے کہ جس شخص کے چاروں طرف دیواریں کھڑی کر دی جائیں اور اوپر سے بھی کسی خیمہ نما چیز کے ساتھ ڈھانپ دیا جائے تو اسے کسی طرف سے کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ یہی حال ان بدنصیب مجرمین اور کافرین کا ہے۔ کہ ان کی بدعمالیوں اور مسلسل سرکشیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان سے تدبر، تفکر اور اچھے برے کی تمیز اور پھر اسے قبول کرنے کی صلاحیت سلب کر لی ہے۔ اس لیے انہیں صراط مستقیم، جادۂ حق اور سیدھا راستہ نظر نہیں آتا۔ فرمان ربانی ہے۔

﴿وَ جَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ سَدًّا وَّ مِنۡ خَلۡفِہِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰہُمۡ فَہُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۹﴾﴾

''اور ہم نے ان کے آگے دیوار کھڑی کر دی ہے اور ان کے پیچھے بھی دیوار بنا دی ہے۔ پس ہم نے انہیں ڈھانپ لیا ہے یعنی ان کے آنکھوں پر پردہ ڈال دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔لہٰذا وہ (راہِ ہدایت) دیکھ نہیں سکتے۔"

بعض علماءِ تفسیر کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسین کی مذکورۃ الصدر آیت مبارکہ میں گمراہ اور نافرمان لوگوں کی مثال بیان فرمائی ہے کہ وہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں اور انہیں کوئی راستہ نظر نہیں آتا جس پر چل کر وہ منزلِ مقصود پر پہنچ سکیں۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ زندگی بھر سرگرداں رہتے ہیں اور انہیں راہِ ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔اور بعض کتبِ تفاسیر میں مذکورۃ الصدر آیت مبارکہ کے نزول کا پس منظر ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

"ایک مرتبہ ابوجہل نے قسم کھائی۔کہ لَئِنْ رَاٰی مُحَمَّدًا یُصَلِّیْ لَیَرْضَخَنَّ رَاْسَهٗ بِحَجَرٍ۔اگر میں نے محمد ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو پتھر سے آپ کا سر کچل دوں گا۔ایک دن نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔کہ اس ظالم نے آپ کو حالتِ نماز میں دیکھ لیا اور اپنی قسم پوری کرنے اور آپ ﷺ کو گزند پہنچانے کی نیت سے۔فَرَفَعَ حَجَرًا لِیَرْمِیَهٗ ایک بھاری پتھر اٹھا کر مارنے کے لیے نبی دوجہاں ﷺ کی طرف بڑھا۔جب اس بدبخت نے پتھر مارنے کے لیے ہاتھ اوپر اٹھایا۔فَاَثْبَتَ یَدُهٗ اِلٰی عُنُقِهٖ۔تو اس ظالم کا ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ لگ گیا اور پتھر ہاتھ کے ساتھ چمٹ گیا۔ابوجہل لعین نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو واپسی ہی میں سلامتی سمجھی اور واپس آ کر اپنے ساتھیوں کو۔اَخْبَرَهُمْ بِمَا رَاٰی۔اپنی داستان سنائی۔ابوجہل کی یہ باتیں سن کر ولید بن مغیرہ کو طیش آیا اور اس نے غصہ میں کہا کہ اے ابوجہل! تجھ سے کچھ نہیں ہو سکا۔اب میں جاتا ہوں اور اَنَا اَرْضَخُ رَاْسَهٗ۔میں اس (محمد ﷺ) کا سر پھوڑ کر آتا ہوں۔اب اس نے پتھر اٹھایا اور آپ ﷺ کو مارنے کے لیے دوڑا جبکہ آپ اسی طرح اطمینان وسکون اور حضورِ قلب سے نماز ادا فرما رہے تھے۔جب ولید بن مغیرہ بری نیت کے ساتھ آپ ﷺ کے نزدیک ہوا تو۔فَاَعْمَی اللّٰهُ بَصَرَهٗ فَجَعَلَ یَسْمَعُ صَوْتَهٗ وَلَا یَرَاهُ۔اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے اس کی بینائی سلب کر لی اور آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ وہ آپ ﷺ کی قراءت سن رہا تھا۔ مگر اسے آپ کی ذات گرامی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اب اس بدبخت نے بھی واپسی میں ہی عافیت سمجھی۔ جب واپس لوٹا تو۔ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى نَادَوْهُ۔ اسے اپنے ساتھی بھی نظر نہ آئے اور آواز دے کر انہیں اپنی طرف بلایا اور ان کو اپنا قصہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ: وَاللّٰهِ مَا رَءَيْتُهٗ وَلَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ اور اللہ کی قسم! میں محمد (ﷺ) کی آواز تو سن رہا تھا مگر مجھے وہ نظر نہیں آئے۔ ولید بن مغیرہ کی یہ بات سن کر ایک تیسرا کافر غصے سے بے قابو ہو کر اٹھا اور کہنے لگا: وَاللّٰهِ لَاُشَدِّخَنَّ رَأْسَهٗ۔ بخدا! میں اس کو چکنا چور کر دوں گا۔ ثُمَّ اَخَذَ الْحَجَرَ وَانْطَلَقَ۔ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور نبی دو عالم ﷺ کی طرف بڑھا۔ جب رحمت کائنات ﷺ کے قریب ہوا تو گھبرا کر الٹے پاؤں پیچھے بھاگا اور غش کھا کر منہ کے بل گر پڑا۔ ساتھیوں نے دوڑ کر سنبھالا دیا اور پوچھا۔ مَا شَانُكَ۔ تم پر کیا بیتی؟ اس نے ہانپتے اور کانپتے ہوئے کہا۔ شَانِي عَظِيْمٌ رَءَيْتُ الرَّجُلَ فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ فَاِذَا فَحْلٌ مَا رَءَيْتُ فَحْلًا اَعْظَمَ مِنْهُ حَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ۔ میری حالت بڑی عجیب ہوئی۔ جب میں ان کے قریب ہوا اور وہ مجھے نظر بھی آئے مگر اچانک بہت بڑا بیل کہ اس جیسا بیل میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ میرے سامنے آ کھڑا ہو گیا اور میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گیا۔ فَوَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى لَوْدَنَوْتُ مِنْهُ لَاَكَلَنِيْ۔ مجھے لات و عزیٰ کی قسم! اگر میں قریب جاتا تو وہ بیل مجھے کھا جاتا۔ (تفسیر قرطبی، سورۃ یٰسین: ۸، ۹)

اِدھر کفار پر یہ حالت گزری اُدھر اللہ رب العزت نے رحمت دو عالم ﷺ پر وحی نازل فرمائی:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُبْصِرُوْنَ ۝﴾

''بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی ہے اور ان کے پیچھے دیوار کھڑی کر دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ پس وہ نہیں دیکھ سکتے۔''

کافر اندھے ہو گئے:

امام الانبیاء، سید الاتقیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں، مخالفوں اور کافروں نے جب بھی آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو اللہ احکم الحاکمین نے آپ ﷺ اور آپ کے دشمنوں کے درمیان دیوار حائل کر دی اور وقتی طور پر ان کی بینائی سلب کر کے اندھا کر دیا تاکہ وہ آپ ﷺ کو دیکھ ہی نہ سکیں اور اپنے برے عزائم کی تکمیل نہ کر سکیں۔

ہجرت کی رات جب کفار کے بہادر اور جنگجو افراد کی ایک جماعت نبی اکرم ﷺ کے دروازے پر آپ ﷺ کو قتل کرنے کی غرض سے جمع ہوئی اور انہوں نے سرور کائنات ﷺ کو قتل کرنے کی تمام تیاریاں مکمل کر لیں۔ اِدھر انہوں نے آپ کے قتل کا انتظام کر لیا اُدھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت کا بندوبست فرما لیا۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝﴾ (۸/الانفال:۳۰)

''اور (اے پیغمبر) وہ وقت یاد کرو جب کفار تمہارے خلاف سازشیں کر رہے تھے۔ تاکہ تمہیں قید کر دیں یا قتل کر دیں یا (مکہ سے) نکال دیں۔ اور وہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔''

عقیدہ اور نظریہ کی یہ بات ذہن میں بٹھانے اور قلب میں جگہ دینے کے قابل ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب ہے۔ اسی کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ جسے بچانا چاہتا ہے، کوئی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور جسے پکڑنا چاہتا ہے، کوئی اسے بچا نہیں سکتا۔ ہمارے یہاں بعض غلو پسند اور جاہلوں نے بات مشہور کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو پکڑ لے تو فلاں ہستی اسے چھڑا سکتی ہے۔ مگر اس ہستی کے پکڑے ہوئے کو اللہ تعالیٰ بھی نہیں چھڑا سکتا۔ یہ بات قرآن وحدیث کے سراسر خلاف، رب تعالیٰ کی توہین اور الٰہ العالمین کے اختیارات اور اس کی قدرت کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔

مختصر یہ کہ کفار مکہ نے آپ ﷺ کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا مگر ربّ کائنات نے ان کی بینائی کو سلب کر لیا۔ جس کی تفصیل سیرت ابن ہشام میں یوں بیان کی گئی ہے۔ کہ کفار کا ایک زبردست گروہ آپ ﷺ کے دروازے پر ہجرت کی رات جمع ہو گیا۔ جن میں ابو جہل بھی شامل تھا۔ ابو جہل نے انتہائی تکبر، فخر، نخوت، غرور اور سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور آپ ﷺ کی تعلیمات اور ارشادات کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا:

”محمد ﷺ کا دعویٰ ہے کہ اگر تم اس کے احکام کی پیروی کرو تو عرب وعجم کے بادشاہ بن جاؤ گے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لیے اردن کے باغوں جیسے باغ ہوں گے۔ اور اگر تم نے یہ نہ کیا تو تمہیں قتل اور ذبح کرنا، جائز ہو جائے گا۔ اور جب تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لیے آگ ہوگی۔ جس میں تم جلائے جاؤ گے۔“

ابو جہل جب نبی کریم ﷺ کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ گستاخانہ گفتگو کر رہا تھا تو آپ ﷺ اس کی باتیں سماعت فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حکم ہوا کہ مٹھی بھر خاک لو اور سورت یٰسٓ کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرتے ہوئے ان کی طرف پھینک دو۔ یہ خاک ان کی طرف پھینکنا تمہارا کام ہے اور ان سب کی آنکھوں کی بینائی سلب کر لینا تمہارے رب کا کام ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مٹھی بھر خاک لی اور دروازے پر لا کر ابو جہل کو مخاطب کر کے کہا: نَعَمْ۔ اَنَا اَقُوْلُ۔ اَنْتَ اَحَدُھُمْ۔

”ہاں۔ میں یہ باتیں کہتا ہوں (کہ جو میرا فرمانبردار ہوگا وہ جنت میں جائے گا اور جو میرا نافرمان ہوگا وہ جہنم کی آگ میں پھینکا جائے گا) اور تم جہنم میں جانے والوں میں سے ایک ہو۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ یہ فرما رہے تھے اور سورت یٰسین کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب آپ تلاوت کرتے کرتے ان آیات تک پہنچے کہ:

﴿ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝ ﴾

''بلاشبہ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کے سر اُوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنا دی ہے۔ پس ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے وہ کچھ (بھی) نہیں دیکھ سکتے۔''

تو واقعتاً ان کافروں کی آنکھوں پر پردے ڈالے جا چکے تھے۔ کہ آپ ﷺ ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے درمیان سے نکل گئے۔ مگر فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ وہ آپ ﷺ کو دیکھ بھی نہ سکے۔

بے ایمان رہیں گے:

اگلی آیت مبارکہ میں کافرین، مشرکین، ظالمین، معاندین اور اسلام کے مخالفین اور اپنے غلط نظریات پر ڈٹے رہنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے نبی رحمت ﷺ کو بتایا گیا ہے کہ ان منکرین اسلام کے کفر کا مرض لاعلاج ہو چکا ہے۔ ان ظالموں نے اپنی صلاحیتوں کا اپنے ہاتھوں سے گلا گھونٹ دیا ہے۔ نور حق کو دیکھنے والی آنکھ پھوڑ ڈالی ہے۔ اور حق کی آواز سننے والے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی ہیں۔ اب ان ضدی اور ہٹ دھرم لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا یا نہ دینا، انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانا نہ ڈرانا اور انہیں حق کی آواز سنانا یا نہ سنانا برابر ہے۔ کیونکہ ان کی نافرمانیوں، سرکشیوں، ظالمانہ کاروائیوں، توحید دشمنیوں، آپ کی شان اقدس میں گستاخیوں اور قرآن حکیم کی آیات کے انکار کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہریں لگ چکی ہیں۔ ان کے قلوب سیاہ ہو چکے ہیں۔ اب نور وعرفان کی بارش ان کے دلوں کی غلاظت اور نجاست کو دھو نہیں سکتی۔ فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ ﴾

"(اے پیغمبر ﷺ) ان کے لیے یکساں ہے کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔"

کیونکہ ایسے لوگوں کے گلے میں غلط نظریات اور باطل رسوم کے طوق پڑے ہوئے ہیں۔ نفسانی خواہشات کی دیواریں ان کے آگے کھڑی ہیں اور پیچھے سے مادی عیش وعشرت کی رکاوٹ ہے۔ لہٰذا انہیں ان طوقوں اور دیواروں میں گھرے ہونے کی وجہ سے نہ اصل منزل کی فکر ہے اور نہ ہی اس منزل تک رسائی کا کوئی راستہ نظر آتا ہے۔ کفار ومشرکین کی اسی حالت کا تذکرہ سورت بقرہ میں بھی کیا گیا ہے۔ آیت قرآنی ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۷ ﴾ (۲/ البقرۃ:۶، ۷)

"بلاشبہ جنہوں نے کفر اختیار کرلیا ہے۔ ان کے لیے یکساں ہے کہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور اُن کے کانوں پر مہر لگادی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

ایک اعتراض کا جواب:

سورت یٰسین کی زیر بحث آیات اور سورت بقرہ کی مذکورۃ الصدر آیات سے بعض لوگ یہ اعتراض کشید کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ انہیں ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہے۔ ان کے کانوں اور دلوں پر مہریں لگ چکی ہیں۔ ان کے دلوں پر پردے پڑ چکے ہیں تو اب ان بے چاروں کا کیا قصور ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے خود انہیں ایمان لانے سے باز رکھا ہے اور ان کے آگے اور پیچھے دیواریں کھڑی کردی ہیں اور اوپر سے ڈھانپ دیا ہے تو پھر ان سے صراط مستقیم پر چلنے کی امید کیسے کی جاسکتی ہے اور انہیں سزا سے دوچار کیسے کیا جاسکتا ہے؟ بظاہر یہ اعتراض بڑا معقول نظر آتا ہے اور جبر وقدر کی حقیقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے آشنا لوگ ایسی باتیں کر کے انسان کو مجبور محض ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ابتداء ہی میں کسی کے راستے میں مذکورہ رکاوٹیں کھڑی نہیں کر دیتا بلکہ اسباب وذرائع مہیا کر کے اور ہدایت وگمراہی کے اصول واضح کر کے انسان کو اختیار دیتا ہے کہ وہ ہدایت اور گمراہی میں سے جو راستہ چاہے اختیار کر لے۔ سورت کہف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ (۱۸/ الکھف:۲۹)

''جس کا جی چاہے وہ ایمان قبول کر لے اور جس کا جی چاہے وہ کفر کا راستہ اختیار کر لے۔'' ؏

مانو نہ مانو، جانِ جہاں اختیار ہے
ہم نیک وبد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

ہدایت کے اسباب:

اسباب ہدایت میں اولین سبب ''عقل'' ہے۔ عقل کے بعد دوسرے اسباب ہدایت عقل کے خدام یعنی سماعت، بصارت، سونگھنا، ٹٹولنا اور ذائقہ وغیرہ حواس ہیں۔ جو تمام معلومات جمع کر کے عقل کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر عقل ان کے درمیان فیصلہ کرتی ہے کہ کس چیز کو اختیار کرنا ہے اور کس چیز کو ترک کرنا ہے۔ ہدایت کے دیگر اسباب میں سے آپ ﷺ کی بعثت ونبوت، آپ کی تعلیمات وارشادات، قرآن حکیم کا نزول، امام الانبیاء کے معجزات اور روشن دلائل ہیں۔ جو تمام کے تمام بدرجہ کمال واضح کر دیے گئے ہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص ہدایت کا راستہ اختیار نہیں کرتا تو اس کے کفر، شرک، ضد اور تعصب کی بنا پر اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ پھر اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اس کی آنکھیں دیکھتی تو ہیں مگر عبرت قبول نہیں کرتیں۔ دِل حرکت تو کرتا ہے مگر حق کو جذب نہیں کرتا اور کان سنتے تو ہیں مگر سچائی اثر نہیں کرتی۔ کافروں کی اسی حالت کا مذکورہ آیات میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ کہ یہ محرومیاں نتیجہ ہیں اس مسلسل نافرمانیوں کا اور طبعی اثر ہے ان کی ضد، تعصب اور ہٹ دھرمی کا۔ اس بات کو قرآن مجید کی آیات میں بالصراحت بیان فرمایا گیا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ ﴾ (۴/النساء:۱۵۵)

''بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔''

قرآن حکیم کے آخری پارے میں فرمایا گیا:

﴿ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۴ ﴾ (۸۳/المطففین:۱۴)

''ہرگز نہیں، بلکہ ان کے اعمال (کرتوتوں) کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے۔''

اسی امر کی مزید وضاحت مشہور صحابی جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف میں کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ ذَنْبًا كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِيْ قَلْبِهٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ زَادَتْ حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهٗ فَذَالِكُمُ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ))

(جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ ویل للمطففین)

''جب مومن سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان پڑ جاتا ہے۔ پس اگر وہ توبہ کر لے اور اپنے رب سے بخشش طلب کر لے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ (توبہ نہ کرے) پھر گناہ کر لے تو نشان زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سارے دل پر چھا جاتا ہے۔ پس یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے کہ ''ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کے دلوں پر زنگ ہے یہ بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کیا کرتے تھے۔''

ان قرآنی آیات اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں اور واضح ہو گیا کہ کفار کے دلوں کی مہریں، آنکھوں پر پردے اور آگے پیچھے دیواریں، یہ نتیجہ ہیں ان کے کفر، شرک، معصیت، سرکشی اور نافرمانی کا۔ اگر سرور عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے، روشن معجزات اور واضح دلائل و براہین سے حق اور ایمان و گمراہی کی راہوں کی تفصیل بیان نہ کرتے۔ پھر تو یہ اعتراض وارد ہو سکتا تھا۔ مگر جب کتاب الٰہی کی روشنی نے حق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و باطل کو واضح اور ممتاز کر دیا ہے اور رسول پاک ﷺ نے تبلیغ کا پورا حق ادا کر دیا ہے۔ اپنے معجزات اور دلائل سے غلط فہمی کا شائبہ تک نہیں چھوڑا۔ اب بھی اگر کوئی بدنصیب باطل کو چھوڑ کر ہدایت قبول کرنے پر آمادہ نہ ہو اور ہدایت کی بجائے گمراہی کے ساتھ چمٹا رہے تو اس کے لیے قرآن کی زبان میں یہی کہا جا سکتا ہے۔

﴿ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٠ ﴾

"(اے پیغمبر ﷺ) ان کے لیے یکساں ہے کہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ہدایت کے راستے پر استقامت و استقلال عطا فرمائے۔ آمین

قرآن کی اتباع اور رحمان کا ڈر:

اللہ رب العالمین نے نبی اکرم، رسول معظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کا خبردار کرنا اور ڈرانا انہی لوگوں کے لیے مفید اور سودمند ہو سکتا ہے جن میں حق کی پذیرائی کی استعداد اور نصیحت کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ جو شخص نصیحت کو اچھا نہیں سمجھتا بلکہ ناصحین و مبلغین کا مذاق اڑاتا ہے اور اس کے دل میں راہ راست کو پانے اور صراط مستقیم پر چلنے کی تڑپ اور جذبہ ہی موجود نہیں ہے اس کے لیے آپ کی نصیحت کارگر اور نفع بخش نہیں ہوگی۔ بلکہ آپ کی نصیحت صرف اسے ہی فائدہ پہنچائے گی جو شخص تلاش حق کا جذبہ رکھتا ہو اور برائی کو ترک کرنے اور اچھائی کو اپنانے کی خواہش اور کوشش کرے، قرآن حکیم کی آیات پر غور کرے، فرامین رسول اللہ ﷺ کو اپنے دل میں جگہ دے، اسلامی احکام کی اتباع کا جذبہ صادقہ رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے اس سے ڈرتا رہتا ہو۔ اتباع رسول، اس کا مقصد حیات اور خوف خدا اس کا وطیرہ ہو تو ایسے لوگوں کے کانوں تک یہ آواز پہنچا دیجیے۔ کہ رب العزت انہیں بخشش کا مژدہ جانفزا سنا رہا ہے اور ان کے لیے اجر عظیم کا اعلان فرما رہا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَّ اَجۡرٍ کَرِیۡمٍ ﴿۱۱﴾

''آپ تو صرف اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو ذکر (قرآن حکیم) کی اتباع کرتا ہے اور رحمان سے بغیر دیکھے ڈرتا ہے۔ ایسے شخص کو مغفرت اور بہترین اجر کی خوشخبری سنا دیجیے۔''

اَن دیکھی چیزوں پر کامل یقین کرنے کو ''ایمان بالغیب'' کہا جاتا ہے۔ مثلاً رب العالمین کو کسی نے نہیں دیکھا، جنت دوزخ کو بھی کسی نے نہیں دیکھا، فرشتوں کو بھی کسی نے نہیں دیکھا اور بعد میں آنے والوں نے تو اپنے انبیاء کرام کو بھی نہیں دیکھا۔ ان تمام اور ان جیسی دیگر اشیاء پر ایمان لانا ہی ایمان بالغیب ہے۔ ہمارا کامل یقین اور پختہ عقیدہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق، مالک اور رازق ہے اور وہ قیامت کے دن ہمارا محاسبہ بھی کرے گا۔ فرمایا: جن کا یہ عقیدہ ہو، انہیں مغفرت کی خبر سنا دیجیے۔ کہ اللہ رحیم و کریم ایسے لوگوں کی چھوٹی موٹی غلطیاں معاف فرما دے گا۔ عزت والا بدلہ اور بہترین جزا بھی عطا فرمائے گا اور اپنی رحمت کاملہ سے انہیں جنت بھی نصیب فرما دے گا۔ خالق کائنات کے دربار عالی شان میں بصد عجز و انکسار دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔ آمین

مُردوں کا زندہ کرنا:

سرور کائنات ﷺ جب مشرکین عرب کے سامنے خالق کائنات کا تعارف پیش فرماتے ہوئے انہیں بتاتے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات قدوس و مختار ہے۔ جو انسانوں کو موت اور وقوع قیامت کے بعد دوبارہ زندگی عطا کر کے ان سے ان کے اعمال کا حساب لے گا۔ اور انسانوں کو ان کے اعمال و افعال کی جزا اور بدلہ دیا جائے گا۔ تو مشرکین مکہ آپ ﷺ کی اس بات کا مذاق اڑاتے اور کہا کرتے کہ: ''جب ہڈیاں بوسیدہ ہو کر راکھ بن جائیں گی تو اس راکھ کو دوبارہ کون زندہ کرے گا۔'' اللہ تعالیٰ نے سورت یٰسٓ کے پہلے رکوع کی آخری آیت مبارکہ میں مشرکین کے اس اعتراض اور مذاق کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَ نَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَ اٰثَارَہُمۡ ؕ وَ کُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۲﴾ ﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”بے شک مُردوں کو ہم ہی زندہ کریں گے اور ہم ان کے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو لکھ لیتے ہیں اور ان کے پیچھے چھوڑے ہوئے آثار بھی لکھ لیے جاتے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے لوح محفوظ میں شمار کر رکھا ہے۔“

اس سے واضح ہو گیا کہ زندگی اور موت کا اختیار صرف اللہ رب العالمین کے پاس ہے۔ وہی زندگی عطا فرمانے والا، وہی موت سے دوچار کرنے والا اور وہی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے والا ہے۔ اسی بات کو قرآن حکیم کے پہلے پارے میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٨﴾ ﴾ (۲/البقرۃ:۲۸)

”تم اللہ تعالیٰ کا انکار کیسے کر سکتے ہو؟ حالانکہ تم مردے تھے تو اس نے تمہیں زندگی عطا فرمائی، پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ پھر تم سب اسی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

اے مشرکین و کافرین! یہ تمہاری سخت غلط فہمی ہے کہ تم یہ گمان کرتے ہو کہ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی نہیں ہے اور مرنے کے بعد تمہیں زندہ نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ تم سے باز پرس ہوگی۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم مُردوں کو ضرور زندہ کریں گے اور انہیں نیک اور برے اعمال کی جزا و سزا ضرور دی جائے گی۔

سچی بات یہ ہے کہ انسان اگر اپنی پیدائش اور تخلیق پر ہی غور کرے تو رب تعالیٰ کے انکار اور اس کی نافرمانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم کے اٹھارویں پارے میں انسانوں کو اسی بات کی طرف متوجہ کر کے اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کرنے کا سبق دیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿١٤﴾ ﴾ (۲۳/مومنون:۱۲تا۱۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور البتہ تحقیق ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے پانی کی بوند بنا کر ایک محفوظ مقام میں رکھا۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنا دیا۔ پھر ہم نے لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنا دیا۔ پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں پیدا کر دیں۔ پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنا دیا۔ پھر ہم نے (روح پھونک کر) اسے دوسری مخلوق بنا دیا۔ پس اللہ تعالیٰ بڑا ہی بابرکت ہے جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔''

پنجابی شاعر نے غالباً انہیں آیات کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ۔

مٹی کو لوں پانی بنیوں، پھر جوک تے جوکوں بوٹی
وقت معیّن وچ شکم مائی دے تیری بن گئی شکل جنوٹی
بچہ بن کے جگ تے آئیوں پھر بھنّی پھرے لنگوٹی
شیر جواناں پھر بڈھڑا ہوئیوں نہ ٹر سکیں بن سوٹی
جو سکھیا سب بھل گیا تینوں تیری ٹک گئی گردن موٹی
دنیا تے ضائع کر لئی عارف رب عقبیٰ کرے نہ کھوٹی

سورت یٰسین کی زیر بحث آیات میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے اختیارات اور قدرت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ﴾

''کہ مردوں کو زندگی بخشنے کا اختیار صرف ہمارے ہی پاس ہے۔''

اعمال اور آثار:

انسان کو اس کے اچھے یا برے اعمال کی جزا اور سزا کا فیصلہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حرکات وسکنات اور اعمال وافعال بلکہ آثار ونشانات کو محفوظ رکھنے کا بندوبست کر رکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ:

﴿ وَنَكۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَاٰثَارَهُمۡ ﴾

''ہم ان کے آگے بھیجے ہوئے اعمال لکھ رہے ہیں اور ان کے پیچھے چھوڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے آثار ونشانات بھی ضبطِ تحریر میں لا رہے ہیں۔"

اگرچہ اللہ تعالیٰ کو ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو علیم وخبیر ہے۔ مگر انسان کو اس کے اعمال کا صحیح صحیح نقشہ دکھانے کے لیے اس کی ہر حرکت، ہر عمل، ہر قول اور ہر بات کو تحریری شکل میں محفوظ کیا جارہا ہے۔ تا کہ کل قیامت کے دن جب اس کا نامۂ اعمال اس کے سامنے پیش کیا جائے تو اس کے پاس انکار کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے اور ہر انسان کی ڈائری لکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ جنہیں قرآن کی زبان میں "کِرَامًا كَاتِبِيْنَ" کہا جاتا ہے۔ جو ہر انسان کے شب وروز، لیل ونہار، صبح وشام اور دن رات کی ہر حرکت کو احاطۂ تحریر میں لا رہے ہیں۔ اور قیامت کے دن جب نامۂ اعمال اور انسان کی زندگی بھر کی تاریخ اور ڈائری اس کے سامنے کھولی جائے گی تو دیکھ کر پکار اٹھے گا۔ "ہائے اس تحریر کو کیا ہو گیا ہے کہ اس میں کوئی چھوٹا بڑا گناہ نہیں چھوڑا گیا جسے لکھ نہ لیا گیا ہو۔" آگے بڑھنے سے پہلے سورۃ کہف کی آیت اور اس کے ترجمہ پر ضرور غور فرمالیں:

﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝﴾ (۱۸/ الکہف:۴۹)

"اور ان کے سامنے نامۂ اعمال رکھ دیا جائے گا۔ تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اس میں لکھی ہوئی چیزوں سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے۔ صد حیف! اس کتاب کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے کسی چھوٹے گناہ کو اور بڑے گناہ کو نہیں چھوڑا مگر اسے شمار کر لیا ہے۔ اور اس دن وہ اپنے اعمال کو حاضر پائیں گے۔ اور (اے نبی ﷺ!) آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔"

سورت یاسین کی مذکورہ آیت پکار پکار کر یہی کہہ رہی ہے کہ:

﴿اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝﴾

"بے شک مُردوں کو ہم ہی زندہ کریں گے اور ہم ان کے آگے بھیجے ہوئے اعمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو لکھ لیتے ہیں اور ان کے پیچھے چھوڑے ہوئے آثار بھی لکھے جا رہے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے لوح محفوظ میں شمار کر رکھا ہے۔''

آگے بھیجے جانے والے تو نیک یا برے اعمال ہیں جو انسان دنیا میں کماتا ہے۔ اور آثار سے مراد وہ نشانات ہیں جو انسان اس دنیا میں پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ وہ معصیت کے آثار بھی ہو سکتے ہیں اور اطاعت کے نشانات بھی ہو سکتے ہیں۔ جس طرح انسان کو اس کے اعمال کی سزا اور جزا ملے گی۔ اسی طرح اس کے آثار کا بدلہ بھی اسے دیا جائے گا۔ اگر نافرمانی، گستاخی اور معصیت کے آثار چھوڑ کر مرا ہے تو ظاہر ہے اس کی سزا بھی اسے بھگتنا پڑے گی۔ امام الانبیاء، اصدق الصادقین، شفیع المذنبین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً كَانَ لَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُّنْقَصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُّنْقَصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ)) (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ......)

''جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اسے اس کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کا ثواب بھی اسے ملے گا اور وہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں ذرہ بھر بھی کمی نہ ہوگی۔ اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اسے اس کا گناہ ہوگا اور اس کے بعد جتنے لوگ وہ کام کریں گے ان سب کا گناہ بھی اسے ہوگا۔ مگر عمل کرنے والوں کے گناہ میں ذرہ بھر بھی کمی نہ ہوگی۔

نشانات قدم:

سورت یٰسین کی اس آیت کریمہ میں ذکر کردہ لفظ ''آثار'' کا ایک معنی اور مفہوم، نشانات قدم بھی ہے۔ جیسا کہ احادیث میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے۔ کہ مسلمان جب نماز کے لیے مسجد کی طرف چلتا ہے تو اس کے ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے اور نبی اکرم ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مسجد کی طرف اٹھنے والے قدموں کو ''آثار'' کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ مشہور صحابی جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

((كَانَتْ بَنُوْ سَلِمَةَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فَأَرَادُوا النَّقْلَةَ إِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اٰثَارَكُمْ تُكْتَبُ فَلَا تَنْتَقِلُوْا)) (جامع ترمذی، ابواب التفسیر، باب من سورۃ یٰسین)

''بنوسلمہ کی رہائش (مسجد نبوی سے دور) مدینہ منورہ کے کنارے میں تھی (جب مسجد نبوی کے قریب مکانات خالی ہوئے) تو بنوسلمہ کے افراد نے مسجد نبوی کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا (تاکہ آسانی سے باجماعت نماز ادا کرسکیں) تو ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: ''بے شک ہم ہی مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہم ان کے آگے بھیجے ہوئے اعمال اور نشانات قدم لکھ رہے ہیں۔'' (اس آیت کے تلاوت کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اپنے مکانات سے نقل مکانی نہ کرو کیونکہ تم (نماز کے لیے) جتنے قدم چل کر آتے ہو تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔''

بعض اہل تفسیر نے یہاں اعتراض کیا ہے کہ سورت یاسین مکی سورت ہے جبکہ بنوسلمہ کے مسجد نبوی کے قریب منتقل ہونے کی خواہش کا واقعہ مدینہ طیبہ میں پیش آیا۔ اس کا آسان اور سیدھا سا جواب یہ ہے کہ یہ آیت مقدسہ تو مکہ میں ہی نازل فرمائی گئی۔ مگر جب مدینہ منورہ میں بنوسلمہ کا واقعہ پیش آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی لوح دل پر قرآن کریم نازل کیا گیا۔ نے بطور استدلال واستشہاد اس آیت کی تلاوت فرمائی اور واضح فرمایا کہ نشانات قدم کو بھی آثار میں شمار کیا جاتا ہے۔

''آثار'' سے مراد نشانات قدم لینے کی تائید جناب ثابت رضی اللہ عنہ اور جناب انس رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔ سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔ ایک مرتبہ میں جناب انس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نماز کے لیے مسجد کی طرف جارہا تھا تو۔ فَأَسْرَعْتُ الْمَشْيَ۔ میں نے تیز تیز چلنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع کر دیا تو جناب انس رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ مجھے آہستہ آہستہ لے جانے لگے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہو گئے تو جناب انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف جا رہا تھا اور تیز قدم چل رہا تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

((اَمَا شَعُرْتَ اَنَّ الْاٰثَارَ تُكْتَبُ؟)) (تفسیر ابن کثیر سورۃ یٰسٓ آیت: ۱۲)

''کیا تمہیں پتا نہیں کہ نشانات قدم بھی لکھے جاتے ہیں۔''

اس واقعہ اور نبی مکرم کی حدیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ قدموں کے نشانات بھی آثار میں شامل ہیں اور کسی بھی نیک کام کے لیے انسان جتنے قدم چل کر جائے اس کے نقوش ہائے قدم کا حساب رکھا جاتا ہے۔ اور ان اٹھنے اور چلنے والوں قدموں کا اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کے کاموں کی طرف چل کر جانے اور یہ ثواب حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مقام افسوس ہے کہ آج مسلمان کے قدم سینما، عیاشی، فحاشی، بے حیائی اور غیر اسلامی رسوم و رواج کی طرف تو اٹھتے ہیں لیکن آج کا مسلمان اگر اپنے قدموں کو اٹھانا پسند نہیں کرتا تو نیکی کے کاموں اور مسجد کی طرف اٹھانا پسند نہیں کرتا۔ یاد کھیے! اگر ہم نیکی کے کام کی طرف قدم اٹھائیں گے تو ہمیں اجر و ثواب ملے گا اور اگر ہم برائی اور گناہ کی طرف چل کر جائیں گے تو ہمیں ان قدموں کے نشانات کے گناہ اور سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔

آثار کا ثواب:

انسان اگر اچھے آثار اور نشانات چھوڑ کر جائے تو اس کے فوت ہو جانے کے بعد بھی اس کے آثار کا اجر و ثواب اسے پہنچتا رہتا ہے۔ کتب احادیث کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی برابر ملتا رہتا ہے۔

۱۔ صدقہ جاریہ..... یعنی آدمی رفاہ عامہ کا کوئی کام کر گیا ہو۔ مسجد، مدرسہ، سرائے، ہسپتال اور پانی وغیرہ کا انتظام کر جائے تو اس کا اجر و ثواب اسے دُنیا سے رُخصت ہو جانے کے بعد بھی ملتا رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ نفع بخش علم......یعنی مرنے والا شخص تقریر وتحریر کی شکل میں علم چھوڑ گیا ہے۔قرآن وسنت کی تبلیغ کر گیا ہے۔احکام دین کی تشریحات کی خدمت بجا لاتا رہا ہے تو جب تک لوگ اس کے علم سے مستفید ہوتے رہیں گے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے مسلسل ثواب ملتا رہے گا۔

۳۔ نیک اولاد......فوت ہونے والے کی نیک اولاد جو اس کے لیے بخشش، مغفرت اور رحمت کی دعائیں کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ اس صالح اولاد کی دعاؤں کو قبول فرما کر مرنے والے کے جنت میں درجے بلند فرما دیتا ہے۔

سلسلہ کلام ختم کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ نبی معظم، رحمت عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان حق ترجمان کے وہ بابرکت الفاظ آپ کے سامنے پیش کروں۔ جو آپ نے ایصال ثواب اور آثار کے اجر کے بارے میں ارشاد فرمائے۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوا لَهُ))

(صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ)

”جب انسان کو موت آجاتی ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب اسے مسلسل پہنچتا رہتا ہے۔صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جائے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔“

آخر میں سورۃ یاسین کی زیر خطبہ آیات اور ان کا ترجمہ پھر ذہن میں لائیں تاکہ بیان کردہ مسائل، واقعات اور احکام تازہ ہو جائیں۔ارشاد خداوندی ہے:

﴿يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ
بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا
قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝﴾

(۳۶/یٰسین:۱تا۱۲)

''یٰسین ۔ قسم ہے قرآن حکیم کی، بلاشبہ آپ ﷺ ہمارے رسولوں میں سے ہیں۔ آپ صراطِ مستقیم پر ہیں۔ اسے عزیز (اور) رحیم نے نازل فرمایا ہے۔ تاکہ آپ اس قوم کو ڈرا سکیں جن کے آباؤ اجداد کو (طویل عرصہ سے) نہیں ڈرایا گیا۔ اس لیے وہ غفلت کا شکار رہیں۔ بے شک یہ بات ان میں سے اکثر پر لازم ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بلاشبہ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں۔ پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے ان کے سامنے ایک دیوار بنادی ہے اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنادی ہے۔ پس ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے، وہ کچھ (بھی) نہیں دیکھ سکتے۔ اور ان کے لیے برابر ہے آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ تو صرف اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو ذکر (قرآن مجید) کی اتباع کرتا ہے اور بغیر دیکھے رحمان سے ڈرتا ہے۔ پس ایسے شخص کو مغفرت اور اجر عظیم کی خوشخبری سنا دیجیے۔ بے شک ہم مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم لکھ لیتے ہیں۔ (ان اعمال کو) جو وہ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے آثار کو (جو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں) اور ہم نے ہر چیز کو لوحِ محفوظ میں شمار کر رکھا ہے۔''

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن حکیم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۵

اصحاب القریہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۚ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ
اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾
قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا
تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ
مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ
مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾﴾ (۳۶/یٰسٓ: ۱۳ تا ۱۹)

''اوران (کافروں) کے سامنے اس گاؤں والوں کی مثال بیان فرمایئے، جب وہاں ہمارے رسول آئے۔ جب ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا، پس ہم نے انہیں تیسرے رسول سے تقویت دی تو ان تینوں نے قوم سے کہا کہ بے شک ہمیں تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ اس بستی والوں نے کہا کہ تم تو ہماری مانند انسان ہو اور رحمان نے (تم پر) کوئی چیز نازل نہیں فرمائی۔ تم صرف جھوٹ بول رہے ہو۔ رسولوں نے فرمایا، ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم یقیناً تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ہماری ذمہ داری تو صرف پیغام پہنچانے کی ہے۔ بستی والے کہنے لگے کہ ہم تو تمہیں اپنے لیے منحوس سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں ضرور سنگسار کر دیں گے اور تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب ہوگا۔ رسولوں نے فرمایا تمہاری بدفالی (نحوست) تو تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ کیا اگر تمہیں نصیحت کی جائے (تو تم اسے نحوست سمجھتے ہو) بلکہ تم حد سے بڑھ جانے والی قوم ہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر قسم کی حمد وثنا اور تعریف وتسبیح خالق کائنات اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس نے پوری کائنات کو پیدا فرمایا اور انسانوں کی رشد و رہنمائی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمایا اور ہمارے پیغمبر، محسن اعظم اور مقتدائے اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد اَن گنت، لاتعداد، بے شمار اور بے حساب درود وسلام نبی اکرم، رسول معظم، سرور عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جنہیں اشرف الرسل اور ختم الرسل کے دل نواز خطابات سے نوازا گیا۔

سورۃ یٰسٓ کی ان آیات مقدسات میں ایک بستی والوں کی ہٹ دھرمی، ضد، تعصب اور رسولوں کی شدید مخالفت کا ذکر کیا گیا ہے اور اس بستی کی طرف بھیجے جانے والے رسولوں کے اخلاص، اخلاق اور اندازِ تبلیغ کا بھی تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ نیز قوم کی طرف سے ان رسولوں کو پہنچنے والی ایذاء اور تکلیف کا ذکر کرتے ہوئے ایک مردِ صالح اور مومن کامل کی استقامت، استقلال، جاں فروشی اور حق کے لیے قربانی کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ رب کائنات کے حضور دردمندانہ التجا ہے کہ ان آیات بینات سے سبق حاصل کر کے ہم سب کو اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

ربطِ آیات:

سورۃ یٰسٓ کی ابتداء میں قرآن کریم کی حقانیت وصداقت اور نبی مکرم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کا ذکر کیا گیا۔ پھر اس قرآن اور نبی اکرم ﷺ کے فرمان پر ایمان نہ لانے والوں کا تذکرہ کر کے ان کے اسلام قبول نہ کرنے کے اسباب وعلل کی تفصیل بتائی گئی تھی۔ پھر زندگی اور موت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اختیارات کا تذکرہ ہوا اور قیامت کے دن جزاء وسزا کا معیار بیان کرتے ہوئے انسانوں کے اعمال وآثار کے اثرات اور نتائج کو بھی ذکر فرمایا گیا۔ اب ضروری تھا کہ جو لوگ رسالت محمدی اور قرآن مجید کی صداقت پر یقین نہیں کر رہے۔ آپ ﷺ اور آپ کے مخلص رفقاء کا مذاق اڑانے کے علاوہ انہیں طرح طرح کی اذیتوں اور تکالیف میں مبتلا کر رہے ہیں۔ ان کے سامنے امم سابقہ کی کوئی مثال بیان کی جائے تاکہ وہ اس سے عبرت حاصل کر کے خود کو دنیا اور آخرت کے عذاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے محفوظ رکھ سکیں۔ یہ بھی ضروری تھا کہ اس مثال میں رسول رحمت ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تسلی وتشفی کا سامان بھی موجود ہو، تاکہ انہیں اطمینان حاصل ہو، کہ اگر کفار مکہ ہماری تکذیب وتحقیر کرتے ہیں اور ہمیں ایذائیں اور تکلیفیں پہنچاتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ اللہ کریم کے ہر رسول، ہر نبی اور ہر پیغمبر کے ساتھ لوگوں نے ایسا ہی سلوک کیا ہے۔ مذکورہ مقاصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں اس قسم کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا أَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ إِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٣﴾﴾

''اور (اے پیغمبر!) آپ ان لوگوں کے سامنے ایک بستی والوں کی مثال بیان کریں۔ جب اس بستی میں اللہ کے بھیجے ہوئے (رسول) آئے۔''

بستی کا نام:

سورت یٰسٓ کی ان آیات بینات میں جن بستی والوں کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اس بستی کا نام کیا تھا اور وہ کہاں واقع ہے؟ اس بارے میں علماء تفسیر کی آراء مختلف اور متضاد ہیں۔ ہم ان کی تفصیل میں جائے بغیر صرف خلاصہ بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس بستی کے لیے لفظ ''قریہ'' استعمال کیا ہے جس کا اطلاق چھوٹی بستیوں، گاؤں اور بڑے شہروں پر بھی ہوتا ہے۔

ا۔ تفسیر قرآن کے ماہر صحابی جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور مفسرین کا خیال ہے کہ سورت یٰسٓ کی ان آیات میں جس بستی کا ذکر کیا جارہا ہے اس بستی کا نام ''انطاکیہ'' اور اس کے حکمران کا نام ''انطخیش'' تھا۔ (تفسیر ابن کثیر سورۃ یٰسٓ)

یہ بستی سکندر اعظم کے زمانے میں آباد ہوئی، اس زمانے میں شام اور مصر وغیرہ سلطنت روما میں داخل تھے اور یہاں پر ان کے گورنر رہتے تھے۔ سکندر رومی کے بعد جب یہ بستی ویران ہوگئی تو پھر ''انٹوکس'' نامی گورنر یا بادشاہ نے اسے دوبارہ تعمیر کرایا۔

(معالم العرفان، سورۃ یٰسٓ)

''معجم البلدان'' کی تصریح کے مطابق ''انطاکیہ'' ملک شام کا معروف اور عظیم شہر ہے جو اپنی سرسبزی اور شادابی کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس کا قلعہ اور شہر پناہ کی دیوار ایک مثالی چیز سمجھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے۔اس شہر میں نصاریٰ کے عبادت خانے بے شمار اور بڑے شاندار ہیں جو سونے اور چاندی کے کام سے مزین ہیں۔ ''انطاکیہ'' ایک ساحلی شہر ہے زمانہ اسلام میں اسے فاتح شام ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فتح فرمایا۔ (معارف القرآن، سورۃ یٰسین)

۲۔ بعض علماء کرام کی رائے ہے کہ زیر بحث آیات میں جس بستی اور گاؤں کا ذکر ہو رہا ہے یہ شام کا شہر انطاکیہ نہیں ہے۔ کیونکہ انطاکیہ ان چار شہروں میں سے ایک ہے جو دین عیسوی اور نصرانیت کے مرکز سمجھے گئے ہیں۔ یعنی قدس، رومیہ، اسکندریہ اور انطاکیہ۔ نیز انطاکیہ پہلا شہر ہے جس کے باشندوں نے سب سے پہلے جناب عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو قبول کیا اور ان آیات سے انطاکیہ مراد نہ لینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ رسولوں کو جھٹلانے اور توحید کا انکار کرنے کی پاداش میں اس پوری بستی کو تباہ و برباد کر دیا گیا جب کہ تاریخی اعتبار سے شام کے شہر انطاکیہ کے بارے میں ایسا کوئی واقعہ منقول نہیں ہے کہ اس پر عذاب نازل ہوا ہو اور اس کے تمام باشندے ہلاک ہو گئے ہوں اور ان میں سے کوئی بھی محفوظ نہ رہا ہو۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ یٰسین)

۳۔ بعض اہل تفسیر کی رائے میں سورت یاسین میں ذکر کردہ اس بستی کا نام تو ''انطاکیہ'' ہی ہے جیسا کہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ اور وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے صراحت کے ساتھ منقول ہے۔ مگر یہ شام کا مشہور شہر انطاکیہ نہیں ہے بلکہ اسی نام کی کوئی اور بستی ہے جس کے باشندگان کو عذاب الٰہی کی لپیٹ میں لے کر تباہ و برباد کر دیا گیا۔
(تفسیر ابن کثیر، سورۃ یٰسین)

رسولوں کے نام:

بعض مفسرین کرام کا فرمان ہے کہ اس بستی کی طرف جو داعی بھیجے گئے وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے فرستادہ تھے، وہ بذات خود اللہ تعالیٰ کے رسول و پیغمبر نہیں تھے بلکہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے۔ چونکہ انہیں جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اس بستی میں توحید الٰہی کی اشاعت و تبلیغ کے لیے بھیجا تھا اور جناب عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اس لیے ان کا بھیجنا بالواسطہ اللہ تعالیٰ کا ہی بھیجنا تھا۔ اس لیے رب تعالیٰ نے ان کے بھیجنے کو اپنی طرف منسوب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہم نے اس بستی میں دو رسول بھیجے اور ان کی تائید کے لیے تیسرے کو بھی روانہ کردیا۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے ان قاصدوں کے نام، سمعان، ثوبان، شمعون تھے۔
(تفسیر ابن عباس، سورۃ یٰسین)

مفسرین کے دوسرے گروہ کا خیال ہے۔ کہ قرآن حکیم میں لفظ رسول اور مرسل عام طور پر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور سورت یاسین کی ان آیات طیبات میں اس بستی کی طرف بھیجے جانے والے جن اشخاص وافراد کا تذکرہ ہے وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کے رسول تھے۔ ان کے اسماء گرامی صادق، صدوق اور شلوم علیہم السلام تھے۔ اور بعض اہل علم کا خیال ہے۔ کہ ان رسولوں، داعیوں اور پیغمبروں کے نام شمعون، یوحنا اور بولصل علیہم السلام تھے۔
(تفسیر ابن کثیر، سورۃ یٰسین)

جن مفسرین کی رائے میں اس بستی کی طرف بھیجے جانے والے مبلغین سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی فرستادہ تھے۔ ان کے نزدیک یہ واقعہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ہے اور جو ان داعیوں، مبلغوں اور رسولوں کو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر مانتے ہیں ان کے نزدیک یہ واقعہ جناب عیسیٰ علیہ السلام سے قبل کا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

واقعہ کی تفصیلات:

اس مختصر تمہید کے بعد ہم تفصیل وتطویل میں جائے بغیر اصل واقعہ کی حقیقت سے آپ کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو قرآنی آیات کی روشنی میں یوں ہے کہ گزشتہ زمانے میں ایک بستی یا گاؤں کے لوگ کفر، شرک اور بت پرستی میں مبتلا تھے۔ ان تک آوازۂ توحید پہنچانے، انہیں کفر وشرک سے بچانے اور راہ راست پر لانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے دو برگزیدہ رسولوں کو ان کی طرف مبعوث فرمایا۔ جس کا ذکر سورۃ یٰسین کی اِن آیات میں کیا گیا ہے:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٣﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ﴾

"(اے پیغمبر ﷺ) آپ ان مشرکین مکہ کے سامنے بستی والوں کی مثال بیان فرمائیں جب ان کے پاس ہمارے رسول آئے۔ جب ہم نے ان کی طرف دو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسولوں کو بھیجا۔‘‘

ان دونوں برگزیدہ ہستیوں نے اس بستی کے باسیوں کو دعوت توحید دی، حق کی تلقین کی، صراط مستقیم پر چلنے کی ترغیب دی اور انہیں کفر و شرک کو چھوڑنے اور شر و فساد سے باز رہنے اور رشد و ہدایت کو قبول کرنے کا سبق دیا تو بستی والوں نے ان پیغمبروں کی بات کو قبول کرنے، حق کی حمایت کرنے اور اپنے فاسد اور غلط نظریات کو ترک کرنے کی بجائے ان مبلغین و مرشدین کی تکذیب کی، انہیں جھٹلایا اور ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جب اس بستی والوں کی یہ حالت ہوئی تو ہم نے ان پیغمبروں کی تائید و حمایت کے لیے اور ان کے مؤقف کی مضبوطی کے لیے اسی بستی میں تیسرا رسول بھیج دیا۔

اب تینوں رسولوں، نے اہل بستی کو یقین دلایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے، اس کے فرستادہ اور پیغمبر ہیں۔ اور تمہیں کفر، شرک، بت پرستی اور گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر رشد و ہدایت اور سچائی کی روشنی دکھانے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

یہاں ایک لمحے کے لیے ذرا غور فرمائیں کہ رب العالمین نے اس بستی کے رہائشیوں پر کتنا کرم فرمایا کہ ان کی رہنمائی کے لیے اور انہیں توحید و رسالت کا مسئلہ سمجھانے اور ذہن نشین کروانے کے لیے بیک وقت تین رسول مبعوث فرمائے۔ کہ کسی طرح اس گاؤں والوں کو ہدایت نصیب ہو جائے۔ یہ سیدھے راستے پر آجائیں اور دردناک عذاب سے بچ جائیں۔

اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ لوگ ان نرم مزاج، با اخلاق اور ہمدرد و خیر خواہ رسولوں کی بات کو فوراً تسلیم کر لیتے۔ ان کا کلمہ پڑھتے اور ان کے اطاعت گزار و فرمانبردار بن کر زندگی گزارنے کا عزم و عہد کرتے۔ مگر...... جن کے قلوب و اذہان میں شرک کی نجاست اور غلاظت ہو، جن دماغوں میں توحید کی خوشبو کے لیے کوئی جگہ نہ چھوڑی گئی ہو اور جن کے دلوں میں بت پرستی، جہالت، بے دینی، ہٹ دھرمی، ضد، تعصب، کفر اور شرک سے محبت بٹھادی گئی ہو۔ ان کے سامنے رب تعالیٰ کے رسول اور رسول بھی ایک نہیں، بلکہ تین مل کر بھی توحید کا مسئلہ بیان کریں تو وہ بدنصیب ماننے کی بجائے الٹا انہیں مارنے اور ختم کرنے کی کوشش کریں اور الٹے سیدھے سوالات اور اشکالات سے انہیں پریشان کرنے اور ان کی مہم کو ملیا میٹ کرنے کی سعی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں تو یہ ان لوگوں کی بدنصیبی ہی تصور کی جائے گی۔ چنانچہ یہاں بھی ایسا ہوا، جس کا نقشہ قرآن حکیم یوں کھینچتا ہے:

﴿اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝۱۴﴾

''جب ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے تو اس بستی والوں نے انہیں جھٹلایا۔ پس ہم نے انہیں ایک تیسرے رسول سے تقویت دی تو ان تینوں نے فرمایا کہ ہمیں تمہاری طرف (توحید کی تبلیغ کے لیے رسول بنا کر) بھیجا گیا ہے۔''

بستی والوں کا اعتراض:

ان تین انبیاء کی پند و موعظت سے لبریز اس گفتگو کے جواب میں ان کا مذاق اڑایا گیا اور انتہائی درشتی، سختی اور بے مروتی سے کہا گیا ''تم بھی تو ہماری طرح کے انسان ہو، تمہیں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں اور تمہارے اندر کون سی وہ عجیب بات ہے کہ تم نبی اور رسل بنا دیے گئے ہو۔ یہ تمہاری سازش، جھوٹ اور مکر و فریب ہے۔ بھلا کوئی انسان بھی رب کا نبی اور رسول ہو سکتا ہے؟ نبوت اور رسالت کے لیے تو کسی نوری کا انتخاب ہونا چاہیے تھا۔ تم تو ہماری طرح کے بشر ہو کر اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں ہو سکتے اور تم پر اللہ رحمان کی طرف سے کوئی چیز نازل نہیں کی گئی۔ تم تو محض اپنا رعب جمانے اور عزت و شہرت کے لیے رسالت و نبوت کا دعویٰ کر رہے ہو۔'' سورت یاسین میں ان معاندین، مخالفین، مشرکین اور کافرین کا اعتراض ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

﴿قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَاۤ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝۱۵﴾

''بستی والوں نے کہا کہ تم تو ہمارے جیسے بشر ہو اور رحمان نے (تم پر) کوئی چیز نہیں اتاری۔ تم تو صرف جھوٹ بول رہے ہو۔''

اس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اس بستی کے باشندے بشریت کو رسالت کے منافی سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ جو بشر ہو وہ نبی نہیں ہو سکتا اور جو نبی ہو وہ بشر نہیں ہو سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشریت اور رسالت:

قرآن حکیم کے مطالعہ اور تلاوت سے واضح ہوتا ہے کہ انبیاء ورسل کی بشریت اکثر لوگوں کے لیے ہمیشہ قبول حق میں مانع رہی ہے اور اکثر قوموں نے انبیاء کرام علیہم السلام پر پہلا اعتراض یہی کیا۔ کہ آپ تو ہماری طرح کے انسان ہیں، تمہارا قد وقامت ہماری طرح ہے، تمہارا چلنا پھرنا ہم جیسا ہے، تم ہماری طرح کھاتے پیتے ہو، ہمارے جاننے والے خاندانوں میں تمہاری پیدائش ہوئی ہے۔ اب تم نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور کہتے ہو کہ ہم پر وحی نازل ہوتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی اللہ کا نبی بھی ہو اور بشر بھی۔ آیئے آپ کو قرآن کریم کے چند مقامات سے آیات سناتے اور بتاتے ہیں کہ اکثر قوموں نے رسولوں پر یہی اعتراض کیا ہے۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ (۲۳/مومنون:۲۳)

”اور البتہ تحقیق ہم نے نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے قوم سے فرمایا۔ اے میری قوم! صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تمہارے لیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔“

سیدنا نوح علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے رسول تھے۔ آپ کو آدم ثانی کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے دور میں پانچ بڑے معبودوں کی عبادت کی جاتی تھی۔ جناب نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان باطل معبودوں کی عبادت سے روکا اور ایک رب کی عبادت کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ وہی خالق اور مالک ہے، وہی علیم اور قادر مطلق ہے، وہی نافع اور ضار ہے، وہی تمہاری ضروریات کو پورا کرنے والا اور حل المشکلات ہے۔ لہٰذا حق یہ ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہراؤ اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ تم شرک وکفر سے بچ جاؤ، اللہ کے عذاب سے ڈر جاؤ اور غور کرو کہ کل قیامت کے دن رب تعالیٰ کی عدالت میں کیا جواب دو گے۔

جناب نوح علیہ السلام کی دعوت توحید اور ان دلائل وبراہین سے لبریز گفتگو کے جواب میں قوم کے سر برآوردہ اور ذمہ دار افراد نے ایسا گھٹیا اور بے ہودہ جواب دیا کہ اس کو پڑھ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کا سر شرم سے جھک جاتا ہے اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ کیسے انسان تھے جو انسانیت کی تذلیل و تحقیر پر کمر بستہ اور بشریت کو رسالت کے منافی سمجھتے تھے۔ قوم کے ظالم سرداروں نے قوم کے لوگوں کو جناب نوح علیہ السلام کی تعلیمات سے دور رکھنے کے لیے کہا کہ اے ہماری قوم! یہ نوح علیہ السلام جو تمہیں تمہارے معبودوں یعوق، ود، سواع، یغوث اور نصر کی عبادت سے منع کرتا اور ایک اللہ کی عبادت کی تبلیغ و تلقین کرتا ہے یہ تو ہمارے جیسا ہی ایک بشر اور انسان ہے۔ بھلا ہم اپنے جیسے انسان کو کس طرح رب کا نبی اور رسول تسلیم کر لیں۔ اس کی ساری تگ و دو، کوشش اور تبلیغ تو صرف اس لیے ہے کہ یہ تم پر فضیلت اور برتری حاصل کر لے۔ اس لیے ہم کسی صورت اس کی رسالت کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اور ہاں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو منصب نبوت عطا فرمانا ہوتا تو اس کام کے لیے وہ کسی نوری فرشتے کو نازل کرتا جو اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا۔ تم سوچو کہ اللہ تعالیٰ ایک معمولی انسان کو یہ فرض کیسے تفویض کر سکتا ہے؟ قرآن حکیم جناب نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں، وڈیروں، سر برآوردہ شخصیتوں اور مذہبی رہنماؤں کے اعتراض کا یوں ذکر فرماتا ہے:

﴿فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۚ﴾ (۲۳/المومنون:۲۴)

”جناب نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ یہ شخص (نوح) تو تمہارے جیسا بشر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تمہارے اوپر فضیلت حاصل کر لے اور اگر اللہ تعالیٰ رسول بھیجنا چاہتا تو فرشتوں کو اتارتا (جو اس کے رسول ہوتے) یہ (نوح) جو بات کہتا ہے وہ ہم نے اپنے پہلے آباؤ اجداد سے نہیں سنی۔“

قرآن حکیم کی ان آیات مقدسات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ نوح علیہ السلام کی قوم نے جناب نوح علیہ السلام پر یہی اعتراض کیا تھا کہ تم بشر اور انسان ہو اور جو بشر ہو وہ رسول نہیں ہو سکتا۔ قوم نوح کی ذہنی پسماندگی کا اندازہ فرمائیں کہ کس طرح انسانیت کو ذلیل و حقیر سمجھ رہے اور بشریت کو رسالت کے منافی قرار دے رہے ہیں۔ آج کے بعض کلمہ گو انسانوں کو بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی غلطی لگ گئی ہے اور وہ بھی اس شبہ میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ ''بشر رسول نہیں ہو سکتا'' بلکہ نبوت کے لیے نوری ہونا ضروری ہے۔ بھائیو! یہ عقیدہ تو نوح علیہ السلام کی قوم کے مشرکوں، کافروں، بت پرستوں اور توحید کے دشمنوں کا تھا۔ ایسی بات کہنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا یہ تو سراسر جہالت، بے علمی، قرآنی علوم سے عدمِ واقفیت، حدیث رسول سے ناآشنائی اور مسجود ملائکہ انسان کی سراسر تحقیر و توہین ہے۔

قوم عاد کا اعتراض:

بشریت و رسالت کی بات چل نکلی ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے قرآن حکیم کا ایک اور مقام بھی تلاوت کر دوں تاکہ مسئلہ کی حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے اور بعض غلو پسندوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیاں دور ہو جائیں اور رب العزت ہمیں صحیح اور درست عقیدہ اپنانے، اسے نبھانے اور دوسروں کو سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسی سورہ مومنون میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے قوم عاد میں اپنا ایک رسول مبعوث فرمایا۔ جن کا نام نامی اسم گرامی جناب ہود علیہ السلام تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت توحید اور اپنی رسالت کا اقرار کرنے کی تلقین کی مگر قوم نے ان کی بات کو تسلیم کرنے کی بجائے انتہائی حقارت آمیز رویہ اختیار کیا اور اپنے زمانے کے پیغمبر اور نبی کے ساتھ بڑی بدتمیزی اور بدسلوکی کا معاملہ کیا اور ان کی مخالفت و مخاصمت بلکہ دشمنی پر آمادہ ہو گئے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾﴾ (۲۳/مومنون:۳۲)

''پس ہم نے اُن کے اندر اُن میں سے ایک رسول بھیجا (اس نے تعلیم دی کہ) صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تمہارے لیے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کیا تم (کفر و شرک کرتے ہوئے اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو؟''

جناب ہود علیہ السلام کی اس سیدھی، سادی اور عام فہم بات کے جواب میں ان سے اور تو کچھ نہ ہو سکا مگر انہوں نے وہی قوم نوح والا اعتراض جڑ دیا اور قوم کے مالدار، سرمایہ دار اور جاگیردار طبقے نے دوسرے لوگوں کو جناب ہود علیہ السلام کی دعوت سے متنفر کرنے کے لیے کہا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ تم جیسا بشر ہے'' اور یہ وہی کچھ کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی کچھ پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ ہود علیہ السلام اگر اللہ تعالیٰ کا رسول ہوتا تو اس کا کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا اور دیگر معمولات تم سے مختلف ہوتے اور یاد رکھو اگر تم نے اپنے جیسے انسان ہود علیہ السلام کی اطاعت وپیروی کرلی تو ضرور نقصان اٹھاؤ گے۔ قرآن مجید توحید کے ان دشمنوں کی باتوں کو نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ﴿٣٤﴾﴾ (۲۳/المومنون:۳۳،۳۴)

''اور کہا ان کی قوم میں سے اُن سرداروں نے جنہوں نے کفر کیا تھا اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا تھا اور دنیوی زندگی میں ہم نے انہیں خوشحال بنا دیا تھا۔ (اے لوگو!) نہیں ہے یہ (ہود علیہ السلام) مگر ایک بشر تم جیسا، وہی خوراک کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اس سے جو تم پیتے ہو اور اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی اطاعت کرلی تو تب نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے۔''

قوم ثمود کا اعتراض:

قرآن کریم میں قوم ثمود کا حال پڑھیے کہ انہوں نے بھی اپنے پیغمبر پر یہی اعتراض کیا کہ کیا ہم ایک بشر اور انسان کے پیروکار بن جائیں۔ آخر اس کی فضیلت، بڑھائی، بزرگی اور عزت کی کیا وجہ ہے۔ ہم اپنے جیسے بشر کو نبی اور رسول ماننے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہیں۔ قرآن مجید ثمودیوں کی جناب صالح علیہ السلام کے بارے میں گفتگو یوں نقل فرماتا ہے:

﴿كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ﴿٢٣﴾ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٢٤﴾ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿٢٥﴾﴾ (۵۴/قمر:۲۳تا۲۵)

''قوم ثمود نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے میں سے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشر کی فرماں برداری کرنے لگ جائیں؟ (اگر ہم نے بشر کی اتباع کر لی) پھر تو ہم یقیناً گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہو جائیں گے (اور انھوں نے کہا) کیا ہم سب میں سے صرف اسی پر وحی اتاری گئی ہے (نہیں) بلکہ وہ جھوٹا شیخی باز ہے۔''

آپ خود اندازہ فرمائیں کہ ان بدبختوں نے صرف اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر جناب صالح علیہ السلام کو رسول ماننے سے انکار کر دیا کہ وہ بشر ہے، اکیلا ہے۔ ہماری قوم کا ایک فرد ہے اور اس کے ساتھ کوئی بڑا گروہ اور جتھہ نہیں ہے۔ ان کے گمان میں ایسے بشر کو نبی مان لینا پرلے درجے کی گمراہی، نادانی اور دیوانگی تھی۔

تمام رسولوں پر اعتراض:

اگر اسی طرح مختلف انبیاء کی بشریت اور رسالت پر ان کی قوموں کے اعتراضات کو ترتیب وار بیان کیا جائے تو بات خاصی طوالت اختیار کر جائے گی، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم کی روشنی میں تمام رسولوں پر ہونے والے اس مشہور و معروف اعتراض کو بیان کر دیا جائے۔ تاکہ بات پوری طرح سمجھ میں آجائے اور زیادہ وقت بھی صرف نہ ہو......! قرآن حکیم کے اٹھائیسویں پارے کی سورہ تغابن میں...... رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پہلے کافروں، مشرکوں اور نافرمانوں کو دی جانے والی سزا اور عذاب کا سبب یہ تھا۔ کہ جب ہم نے ان کی طرف اپنے رسولوں، نبیوں اور پیغمبروں کو بھیجا تاکہ وہ انہیں راہ راست دکھلائیں، صراط مستقیم پر چلائیں اور انہیں گمراہی سے بچا کر جنت کا راستہ دکھلائیں تو ان قوموں کے افراد نے ان رسولوں کی اتباع، فرماں برداری اور اطاعت گزاری کرنے کی بجائے، واضح دلائل و براہین دیکھنے کے باوجود رسولوں کو جھٹلایا اور یہی اعتراض کیا کہ ''کیا بشر ہماری رہنمائی کرے گا؟'' انبیاء و رسل کے بشر اور انسان ہونے کی وجہ سے ان کی قوموں نے انہیں جھٹلایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان سرکشوں، کافروں اور بدبختوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا اور وہ تباہ و برباد کر دیے گئے۔

قرآنی آیات اور ترجمے پر غور کریں تو مسئلہ مزید واضح ہو جائے گا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝﴾

(٦٤/تغابن:٥، ٦)

''کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا۔ پس چکھ لیا انہوں نے اپنے کام یعنی کفر کا وبال اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اس (وبال اور عذاب) کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس رسول، روشن نشانیاں لے کر آتے رہے۔ پس وہ (کافر) کہنے لگے۔'' کیا بشر ہماری رہنمائی کرے گا۔'' پس انہوں نے کفر کیا اور منہ پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے بے نیاز ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بے نیاز، خوبیوں والا ہے۔''

اب تو اس بات کو سمجھنے میں کوئی کسر نہیں رہنی چاہیے کہ ہر دور کے کافروں، مشرکوں، ظالموں، نافرمانوں، سرکشوں اور خدا کے باغیوں کا انبیاء ورسل کے متعلق پختہ یقین تھا کہ۔

''جو بشر ہو وہ نبی نہیں ہوسکتا اور جو نبی ہو وہ بشر نہیں ہوسکتا۔''

رسولوں کا جواب:

اللہ رب العالمین نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء ورسل پر جب بشریت کا اعتراض کیا گیا اور نبوت ورسالت کو بشریت کے منافی قرار دیا گیا تو انبیاء کرام علیہم السلام اور رسولوں نے جواب دیا کہ ہم بشریت کا قطعاً انکار نہیں کرتے اور نہ ہی ہم نوری ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہم بھی تمہاری طرح انسان اور بشر ہی ہیں مگر ہمارے اور تمہارے درمیان فرق یہ ہے۔ کہ جو فضائل وکمالات، محاسن ومحامد اور صلاحیتیں اور استعدادیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں مرحمت فرمائی ہیں ان سے تمہیں نہیں نوازا گیا اور یہ بات بھی یاد رکھو کہ انسان کی اصلاح کوئی انسان ہی کرسکتا ہے۔ نوری نہیں کرسکتا۔ جب دنیا میں بسنے والے، زندگی گزارنے والے اور اعمال بجالانے والے بشر ہیں تو ان کے عقائد واعمال کی اصلاح اور درستی بھی کوئی بشر ہی کرسکتا ہے۔ اس لیے نبوت ورسالت کے لیے بشریت ضروری ہے۔ انبیاء ورسل کے اس جواب کو قرآنی الفاظ کا جامہ یوں پہنایا گیا ہے:

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ﴾ (۱۴/ابراہیم:۱۱)

''ان کو رسولوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرح بشر ہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا (یعنی نبوت عطا فرماتا) ہے۔''

قرآن مجید کی اس آیت سے واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء و رسل جنہیں انسانوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا گیا وہ تمام بشر اور انسان تھے اور انبیاء کی بشریت کا انکار کوئی کافر، مشرک، نافرمان، سرکش اور باغی تو کر سکتا ہے مگر کوئی مسلمان اور مومن انبیاء کی بشریت کا انکار نہیں کر سکتا۔

جہاں تک انسان ہونے کا تعلق ہے تو انسان ہونے کی حیثیت سے تمام لوگ برابر ہیں اور سب کے سب ابوالبشر جناب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ مگر جہاں تک درجے، فضیلت، رفعت، بزرگی، برتری اور احترام کا تعلق ہے۔ اس میں انبیاء انسان ہوتے ہوئے بھی تمام انسانوں سے افضل و اکمل اور اعلیٰ و اشرف ہوتے ہیں۔ اور ہمارے رہبر و رہنما، امام الانبیاء، سرکار دو جہاں، رحمت للعالمین جناب محمد رسول اللہ ﷺ تو اولین و آخرین میں سب سے احسن، اکمل، افضل، اعلیٰ، برتر، بہتر اور عظیم تر ہیں۔ کہ دنیا میں کوئی نبی، رسول اور پیغمبر بھی آپ کی شان اور عظمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از بزرگ توئی قصہ مختصر

لیکن ان کمالات و فضائل کے باوجود آپ ﷺ انسان بلکہ افضل و اکمل اور اشرف انسان ہیں اور بعض لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ کو بشر یا انسان کہنا آپ ﷺ کی توہین یا گستاخی ہے، یہ خیال سراسر غلط، غیر صحیح اور قرآن و حدیث کے منافی ہے۔

شرف انسانیت:

اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات میں انسان کو سب سے افضل برتر اور احسن بنایا ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے چار قسمیں کھانے کے بعد فرمایا۔ میں نے تمام مخلوقات میں سے انسان کو سب سے خوب صورت بنایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ التِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ ہٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫﴿۴﴾﴾ (۹۵/التین: ۱ تا ۴)

''قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔ قسم ہے طور سینا کی، اور قسم ہے اس امن والے شہر (مکہ مکرمہ) کی۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت (صورت) پر پیدا کیا ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ صوری اور معنوی حسن و کمال اور خوبصورتی واعتدال میں دنیا کی کوئی مخلوق بھی انسان کی ہمسری اور برابری کا دعویٰ نہیں کرسکتی۔ آپ غور فرمائیں تو اندازہ ہوگا کہ گراں قیمت حیوان، زور آور جانور، درندے، پرندے، ہوائی اور آبی مخلوقات سب کی سب انسان کی مطیع اور فرمانبردار بنادی گئی ہیں۔ گرانڈیل ہاتھی سے ایک ہاتھی بان جس طرح چاہے کام لیتا ہے۔ چھ سات سال کا بچہ اونٹوں کی ایک قطار کو جدھر چاہتا ہے لے کر چلا جاتا ہے۔ برق رفتار گھوڑے پر جب انسان سوار ہوتا ہے تو وہ بے انتہا طاقت ور ہونے کے باوجود انسان کی مرضی کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ عقل وفکر، سوچ بچار، اجتہاد واستنباط کی جو بے مثل قوتیں انسان کو بخشی گئی ہیں کائنات کی کسی دوسری مخلوق کو یہ صلاحیتیں ودیعت نہیں کی گئیں۔ انسان کے علم وعرفان اور معلومات ومشاہدات کا یہ حال ہے کہ نوری فرشتے بھی اسے سجدہ کرتے نظر آتے ہیں اور ''مسجود ملائک'' کا دل نواز لقب بھی انسان کو ہی نصیب ہوا ہے۔

ہر جانور اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے اپنا سر زمین پر جھکاتا ہے۔ مگر انسان کو اپنی خوراک کے لیے سر جھکانا نہیں پڑتا بلکہ اس کے ہاتھ لقمہ اٹھا کر منہ میں ڈالتے ہیں۔ غرض انسان اور بشر کے جس پہلو کو بھی دیدۂ حق سے دیکھا جائے تو بے ساختہ۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ کا نعرہ بلند ہونے لگتا ہے اور رب تعالیٰ کے اس فرمان ذی شان کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ کہ ﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۫﴿۴﴾﴾ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس آیت کی تفسیر میں بڑا دلچسپ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ:

''خلیفہ منصور عباسی کے ایک درباری کا نام عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی تھا۔ اسے اپنی بیوی سے بے پناہ محبت تھی۔ ایک رات اس نے اپنی بیوی سے از راہ محبت کہہ دیا کہ۔ اَنۡتِ طَالِقٌ اِنۡ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَّمْ تَكُوْنِي أَحْسَنَ مِنَ الْقَمَرِ۔ اگر تو چاند سے زیادہ حسین وجمیل اور خوبصورت نہ ہو تو تجھے طلاق۔ خاوند کی یہ بات سن کر بیوی اس کے قریب سے اٹھ گئی اور عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی سے پردہ کر لیا اور کہا چونکہ میں چاند سے زیادہ حسین نہیں ہوں اس لیے طلاق واقع ہو چکی ہے۔ اب ہمارا ازدواجی تعلق منقطع ہو گیا ہے۔ عیسیٰ نے بڑی مشکل اور پریشانی میں رات گزاری، صبح ہوتے ہی خلیفہ منصور عباسی کے دربار میں حاضر ہوا۔ اسے اس واقعہ کی اطلاع دی اور بڑی گھبراہٹ اور ندامت کا اظہار کیا۔"

خلیفہ نے شہر کے علماء اور فقہاء کو بلایا اور ان سے فتویٰ طلب کیا کہ کیا مذکورہ صورت میں طلاق واقع ہو چکی ہے یا نہیں؟ فَقَالَ جَمِيْعُ مَنْ حَضَرَ قَدْ طُلِّقَتْ۔ جتنے فقہاء وہاں موجود تھے سب نے متفقہ فتویٰ دیا کہ طلاق واقع ہو چکی ہے۔ لیکن ایک شخص خاموش بیٹھا رہا۔ خلیفہ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر سوال کیا۔ مَا لَكَ لَا تَتَكَلَّمُ۔ کیا بات ہے کہ آپ نے کوئی گفتگو نہیں کی اور خاموش بیٹھے ہیں۔ وہ شخص خلیفہ کا سوال سن کو بولا۔

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِيْنِ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْٓ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴ ﴾
(۹۵/التین: ۱ تا ۴)

"قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔ قسم ہے طور سینا کی، اور قسم ہے اس امن والے شہر (مکہ مکرمہ) کی۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت (صورت) پر پیدا کیا ہے۔"

اے امیر المومنین! اس فرمان الٰہی کے مطابق انسان سب چیزوں سے زیادہ حسین ہے اور کوئی شیء اس سے زیادہ حسین اور خوبصورت نہیں ہے۔ لٰہذا عورت چاند سے زیادہ حسین ہے، اس لیے اسے طلاق نہیں ہوئی ہے۔ خلیفہ منصور نے کہا اس شخص کی بات درست ہے۔ لٰہذا اے عیسیٰ! تم اپنی بیوی کے ساتھ رہ سکتے ہو اور اس عورت کو پیغام بھجوایا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی ہے اس لیے وہ اپنے خاوند کے گھر جائے۔ اس کی فرمانبرداری کرے اور نافرمانی نہ کرے۔" (تفسیر قرطبی سورۃ التین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دلچسپ واقعہ سے واضح ہو گیا۔ کہ تمام مخلوقات میں سے بشر اور انسان ہی سب سے افضل، احسن اور اشرف ہے۔ اور رب السماوات والارض نے تمام انبیاء و رسل اپنی بہترین مخلوق میں سے بھیجے ہیں۔ لہٰذا تمام پیغمبر، انبیاء اور رسول، بشر اور انسان ہیں اور انبیاء کو انسانیت اور بشریت سے خارج کرنا، ان کی عزت و عظمت نہیں بلکہ توہین اور گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انبیاء کی گستاخی سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

مشرکین مکہ کا اعتراض:

قرآن حکیم بیان فرماتا ہے۔ کہ پہلی گمراہ قوموں کی طرح مشرکین مکہ نے بھی نبی اکرم، رسول معظم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی بشریت پر اعتراض کیا اور واشگاف الفاظ میں کہا کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ ان کا زعم و گمان بھی یہی تھا کہ جس ہستی میں بشری لوازمات پائے جائیں وہ رسول نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ اپنی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے بشریت اور رسالت کو دو متضاد چیزیں تصور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ کیا ہوا کہ محمد ﷺ ہماری طرح کھاتا پیتا اور چلتا پھرتا بھی ہے اور رسالت و نبوت کا دعویدار بھی ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا رسول بنا کر بھیجنا ہوتا تو وہ کسی نوری فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا جو نہ کھاتا، نہ پیتا، نہ ہماری طرح سودا سلف خریدنے بازار جاتا، نہ اس کی بیوی، بچے ہوتے اور نہ ہی وہ دیگر انسانی لوازمات و ضروریات کا محتاج ہوتا، قرآن کریم ان مشرکین و کافرین کا اعتراض ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے:

﴿وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۙ﴾ (۲۵/فرقان:۷)

"اور اُنہوں (کفار مکہ) نے کہا کہ اس رسولؐ کا کیا ہے؟ کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہوا کہ اس کی طرف کوئی فرشتہ اتارا جاتا جو اس کے ساتھ مل کر لوگوں کو ڈراتا۔"

مشرکین مکہ کے اسی اعتراض کو قرآن حکیم کے سترہویں پارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ:

﴿وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ڰ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۱/الانبیاء:۳)

''اور ان ظالموں نے ایک خفیہ اجلاس منعقد کیا (اور کہنے لگے) کہ یہ شخص (محمد ﷺ) بھی تمہارے جیسا بشر ہی ہے۔''

آپ جانتے ہیں کہ سازشی عناصر حق کی آواز کو دبانے اور اسلام کو مٹانے کے لیے ہمیشہ خفیہ اِجلاس کرتے ہیں۔ ان میں منصوبہ بندی ہوتی ہے اور پھر اس پر عمل درآمد شروع کر دیا جاتا ہے۔ بعینہ مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ کی ذات کو گرانے، آپ کی بات کو دبانے اور آوازۂ حق کو مٹانے کے لیے ایک خفیہ میٹنگ کی جس کی کاروائی قرآن مجید یوں بیان فرماتا ہے۔ کہ انہوں نے اس مخفی اجلاس میں یہ بات چیت کی کہ یہ محمد ﷺ تو تمہارے جیسا بشر اور انسان ہے۔ ہم بشر کو رسول کیسے تسلیم کر لیں۔

اللہ تعالیٰ کا جواب:

جب آپ ﷺ پر کفار کے اعتراض نے شدت اختیار کی اور وہ خفیہ اجلاسوں کے علاوہ برسرعام اپنے اعتراض کو دہرانے اور پیش کرنے لگے جس سے آپ ﷺ رنجیدہ خاطر ہوئے تو فوراً سیّد الملائکہ جناب جبریل علیہ السلام خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ سلام قبول فرمائیے:

((اَللّٰهُ رَبُّكَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ)) ''آپ رب بھی آپ کو سلام کہتا ہے۔''

اور آپ کی تسلی، تشفی اور تسکین کے لیے فرماتا ہے کہ آپ ان کے لغو اعتراضات اور بے ہودہ بکواسات کی وجہ سے غمزدہ نہ ہوں۔ یہ آپ کے کھانے، پینے اور بازاروں میں چلنے پھرنے پر اعتراض کرتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ۔ (تفسیر الجامع لاحکام القرآن)

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ط﴾ (۲۵/الفرقان:۲۰)

''اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول مگر وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔''

اسی مفہوم کو دوسری جگہ یوں بیان فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ اور سنت یہی ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی نوع انسان کی طرف جتنے انبیاء مبعوث فرمائے گئے وہ سب اُنہیں کے ہم جنس یعنی بشر اور انسان تھے کیونکہ افہام وتفہیم اور تعلم وتعلیم کا مقصد اسی صورت پورا ہوسکتا ہے اور اے مشرکین مکہ! اگر تمہیں اب بھی اس بات پر اعتبار واعتماد نہیں ہے کہ تمام انبیاء بشر تھے تو اپنے زمانے کے اہل کتاب سے پوچھ لو۔ وہ تمہیں واضح الفاظ میں بتائیں گے کہ ''انبیاء بشر ہی ہوا کرتے ہیں'' قرآن حکیم اپنے معجزانہ اختصار سے اس بات کو یوں بیان کرتا ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (۲۱/الانبیاء:۷)

''اور (اے پیغمبر!) نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول مگر (وہ) مرد (ہی تھے) جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ پس (اے منکرین بشریت!) اہل علم سے اس بارے میں سوال کرو، اگر تم نہیں جانتے۔''

قرآن حکیم کی ان آیات واضحات اور انبیاء کرام کی قوموں کے ذکر کردہ مختصر واقعات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ ''نبوت اور بشریت'' دو متضاد چیزیں نہیں ہیں بلکہ ہر نبی کے لیے بشر ہونا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن حکیم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قبول حق میں رکاوٹ:

مشرکین، کافرین اور اسلام کے مخالفین ومعاندین کے لیے یہ بات ہمیشہ قبول حق میں رکاوٹ رہی ہے کہ کوئی بشر بھی نبی ہوسکتا ہے۔ یعنی اللہ احکم الحاکمین نے انبیاء کرام کو جو صلاحیتیں، کمالات، استعداد اور فضائل عطا فرمائے تھے۔ وہ مشرک انہیں پہچان ہی نہ سکے اور صرف بشریت کا بہانہ بنا کر انبیاء کرام کی نبوت کا انکار کر دیا۔ ان ظالموں نے یہ سوچنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی کہ چونکہ ہم بشر اور انسان ہیں اس لیے ہماری اصلاح کے لیے اگر کوئی نوری فرشتہ بھیجا جاتا تو اسے بھی انسانی شکل میں ہی بھیجا جاتا۔ کیا یہ ہمارے رب کا ہم پر احسان، فضل اور خصوصی رحمت نہیں ہے کہ اُس نے انسانوں کی راہنمائی کے لیے انسانوں میں سے نبی، پیغمبر اور رسول مبعوث فرمایا جو ہماری طرح سوتا، جاگتا، کھاتا، پیتا، اٹھتا، بیٹھتا،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلتا، پھرتا اور ہمارے اندر ہی زندگی گزار رہا ہے..... بلکہ انہوں نے انبیاء کرام کی بشریت کو قبول حق میں رکاوٹ سمجھتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیا کہ ہم بشر کو نبی اور رسول ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ جب مشرکین مکہ نے آپ ﷺ سے یہ مطالبات کیے کہ وہ۔

۱۔ زمین سے پانی کا چشمہ جاری کر دیں۔

۲۔ اپنے لیے کھجوروں اور انگوروں کا باغ پیدا کریں۔

۳۔ پھر اس باغ میں نہریں بہا دیں۔ ۴۔ یا ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا ہی گرا دیں۔

۵۔ پھر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئیں۔

۶۔ یا اپنا گھر ہی سونے چاندی کا بنالیں۔ ۷۔ یا ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جائیں۔

۸۔ اور آسمان سے ہمارے لیے کتاب لے کر آئیں۔

مشرکین کے ان مطالبات کے جواب میں رسول کائنات ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ ان امور کا انجام دینا تو میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اور یاد رکھو: ﴿ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل: ۹۳)

"میں تو صرف ایک بشر (اور) رب تعالیٰ کا رسول ہوں۔"

آپ یہ بات تو اچھی طرح جان چکے ہیں کہ وہ مشرکین و کافرین کسی بشر کو نبی ماننے کے لیے قطعاً تیار نہ تھے۔ ان کی اسی ضد، عناد، دشمنی اور بشر کی مخالفت نیز قبول حق میں رکاوٹ کا ذکر سورت بنی اسرائیل میں فرمایا گیا ہے:

﴿ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ ﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل: ۹۴)

"اور لوگوں کو ایمان لانے سے کسی چیز نے نہیں روکا۔ جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اس چیز نے کہ انہوں نے کہا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔"

انسانوں کے لیے انسان نبی:

اللہ رب العالمین نے نبوت و رسالت کے ان دشمنوں اور اسلام کے باغیوں کو بڑا واضح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ٹھوس جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر زمین پر انسانوں کی بجائے نوری مخلوق آباد ہوتی تو ہم ان کی رشد و ہدایت و راہنمائی کے لیے کسی نوری کو اپنا رسول بنا کر مبعوث فرما دیتے۔ جب زمین پر انسان آباد ہیں تو ان کی اصلاح اور رہنمائی کے لیے انسانوں میں سے ہی رسولوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ تم غور و فکر کرو کہ انسان کے پاس نوری رسول بن کر کیسے آسکتا ہے؟ جبکہ دونوں کی انواع مختلف ہیں اور ان کے درمیان کوئی مناسبت اور مماثلت ہی نہیں ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مقدس مخلوق ہیں۔ ان کا مادہ تخلیق انسان سے مختلف ہے۔ فرشتوں میں عقل ضرور ہے مگر خواہشات نہیں ہیں۔ یہ مکلّف اور احکام الٰہی کے تابع ضرور ہیں مگر نافرمانی کے جذبات سے خالی ہیں۔ ان کے برعکس انسان کو فرشتے سے زیادہ شان اور مرتبہ بخشا گیا اور اسے مسجود ملائک بنایا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ انسان کی رہنمائی کے لیے اگر کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجا جاتا تو انسان کا فرشتے سے استفادہ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی، بھلائی اور خیر خواہی کے لیے مختلف زمانوں میں انسانوں کی طرف انسانوں کو ہی رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔ تاکہ وہ صحیح طور پر پیغمبر کی ہدایت سے مستفید ہوسکیں اور عملی زندگی میں اس سے بھرپور استفادہ کرسکیں۔ قرآن حکیم نے اپنے بلیغ انداز میں اسی بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل:۹۵)

''(اے رسول!) آپ فرما دیجیے کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے (اور اس میں) سکونت اختیار کرتے تو ہم ان (کی ہدایت کے لیے) ان پر آسمان سے کوئی فرشتہ رسول بنا کر اتار دیتے۔''

قرآن حکیم کی سورت انعام میں اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اگر ہم کسی نوری فرشتے کو رسول بنا کر انسانوں کی ہدایت کے لیے دنیا میں بھیجتے تو اس کی دو صورتیں ممکن تھیں۔ پہلی یہ کہ فرشتے کو انسانی شکل میں بھیجا جاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو منکرین رسالت کا اعتراض پھر اپنی جگہ قائم رہتا کہ یہ تو ہم جیسا انسان ہے، ہم اس کی اتباع و فرماں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برداری کیوں کریں۔ دوسری صورت یہ ممکن تھی کہ فرشتہ کو اس کی اصلی شکل وصورت میں ہی بھیجا جاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو انسان اس کی نورانیت اور شکل وصورت دیکھ کر دہشت زدہ ہو جاتے اور اس سے استفادہ اور رہنمائی کی کوئی صورت نہ ہوتی۔ ان وجوہات واسباب کے باعث اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت خاصہ سے انسانوں کی اصلاح اور ہدایت کے لیے انسانوں کو ہی رسول اور پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا۔ فرمان ربانی ہے:

﴿وَقَالُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝﴾ (٦/ الانعام: ٦ تا ٨)

"اور ان لوگوں نے کہا کہ ان پر کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں ہوا؟ اور اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو پھر کام ہی تمام ہو جاتا (یعنی عذاب نازل ہو جاتا) پھر انہیں بالکل مہلت نہ ملتی، اور اگر ہم کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے تو اسے بھی انسانی شکل میں ہی بھیجتے۔ اس طرح ہم انہیں پھر اسی شبہ میں ڈال دیتے جس شبہ میں اب مبتلا ہیں۔"

مسئلہ بشریت کے ذکر میں بات طوالت اختیار کر گئی۔ بات ہو رہی تھی، بستی والوں کے اعتراض کی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے تینوں رسولوں کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ:

﴿مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝﴾ (٣٦/ یٰسین: ١٥)

"تم تو ہماری طرح کے انسان ہو اور رحمان نے کوئی چیز نازل نہیں فرمائی اور تم صریح جھوٹ بول رہے ہو۔"

رسولوں کا کام:

اس گاؤں کی طرف بھیجے جانے والے رسولوں نے حلف اٹھا کر انہیں یقین دلانے کی کوشش کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سچے اور حقیقی رسول ہیں اور تمہاری رہنمائی اور ہدایت کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ (تفسیر مظہری سورت یٰسین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّآ إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿١٦﴾﴾ (۳۶/یٰسین:۱۶)

''ان رسولوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف اس کے رسول ہیں۔''

ہمارا کام صرف دعوت حق تمہارے کانوں تک پہنچا دینا ہے، اس کے بعد تمہارا کام ہے کہ تم اس دعوت توحید کو قبول کرو یا نہ کرو، اس صراط مستقیم پر چلو یا نہ چلو، جادۂ حق اختیار کرو یا نہ کرو، کسی کو زبردستی ایمان دار بنانا ہمارے فرائض منصبی میں شامل نہیں اور کسی کو قبول اسلام پر مجبور کرنا ہمارے اختیار میں نہیں۔ ہمارا کام صرف اور صرف پیغام الٰہی سنانا ہے۔ سو وہ کام ہم نے کر دیا۔ اب تمہاری مرضی پر منحصر ہے کہ تم اس دعوت حق کو قبول کرتے ہو یا اسے ٹھکرا دیتے ہو۔ اور ہماری ذمہ داری صرف یہ ہے کہ ہم حق کا پیغام کھول کر پہنچا دیں۔ ہم تمہیں صرف یہ بتلانے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ غیر اللہ کی پرستش اور عبادت حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ نبوت ورسالت برحق ہے۔ ایمان مدار نجات ہے۔ قیامت کا آنا یقینی ہے۔ غرض ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں۔ اب اسے قبول کرو گے تو نجات پاؤ گے اور اگر جھٹلاؤ گے تو سزا کے مستحق بنو گے۔

اہل بستی کی بدشگونی:

انبیاء کرام کی اس نصیحت، وعظ، اور دعوت پر لبیک کہنے اور ان کی فرمانبرداری کرنے کی بجائے، قوم نے ان کی دعوت کا واضح الفاظ میں انکار کر دیا اور ان پاکباز ہستیوں کو منحوس قرار دیتے ہوئے کہا کہ تم تو ہمارے علاقے اور بستی کے لیے نحوست بن کر نازل ہوئے ہو۔ جب سے تم آئے ہو بارش رک گئی ہے اور ہم قحط سالی کا شکار ہو گئے ہیں۔ کبھی کوئی وبا پھوٹ پڑتی ہے اور کبھی کساد بازاری شروع ہو جاتی ہے۔ تم نے ہر گھر میں فساد برپا کر دیا ہے۔ اور لڑائی بھڑائی شروع ہو گئی ہے۔ ہاں ''تمہاری تشریف آوری'' کی برکت سے اناج اور پانی کی قلت پیدا ہو گئی ہے۔ ہمارے خیال میں ان تمام مصائب اور مشکلات کا اصل سبب تم ہو۔ تمہاری نحوست سے ہماری مسکراتی ہوئی زندگی بدل گئی ہے۔ تمہاری گستاخیوں سے ہمارے معبود اور دیوتا ہم سے ناراض ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے ہمیں پریشانیوں اور تکلیفوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ لہٰذا تمہارے لیے یہی مناسب ہے کہ تم اپنے وعظوں، تقریروں اور خطابات کا یہ سلسلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بند کردو۔ ہمارے معبودوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے سے باز آجاؤ۔ ہمیں اپنے حال پر رہنے دو، بار بار تنگ نہ کرو، ورنہ اس کا نتیجہ اچھا نہ نکلے گا۔ ہماری بستی میں تمہاری تعداد ''صرف تین'' ہے۔ اگر تم نے یہ سلسلہ دعوت وتبلیغ بند نہ کیا تو ہم تمہیں شہر کے چوک میں کھڑا کر کے تم پر پتھروں کی بارش کر دیں گے۔ جس سے تمہاری بوٹی بوٹی ہو جائے گی۔ تمہارے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور ہم تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیں گے۔

قرآن حکیم بستی والوں کی اس گستاخانہ گفتگو کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:

﴿قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ لَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۸﴾ (۳۶/یٰسین:۱۸)

''وہ (بستی والے) کہنے لگے کہ ہم تمہیں اپنے لیے منحوس سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔''

تم خود منحوس ہو:

آپ قوم کی ترشی، تلخی اور مخالفت کا اندازہ فرمائیں کہ انبیاء کے لیے کس قدر سخت اور درشت الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ اگر کوئی آج کے مبلغین جیسا ہوتا تو جواب میں پانچ، سات بڑی بڑی گالیاں نکالتا اور فوراً مرنے مارنے کے لیے تیار ہو جاتا۔ مگر ایک داعیٔ حق، مبلغ اور دعوت کا کام کرنے والے کو ان رسولوں کے کردار اور عمل سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ کیونکہ توحید کے دلائل سخت مگر لہجہ نرم رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر مبلغ اور مقرر کے ذہن میں انتشار اور فساد نہ ہو تو وہ مسائل کو بڑے مثبت اور اچھے طریقے سے قوم کو سمجھا سکتا ہے۔ تبلیغ دین کا جذبہ رکھنے والے شخص کو قوم کی اصلاح کے جذبے سے سرشار ہو کر وعظ ونصیحت کا کام کرنا چاہیے کیونکہ ہمارے پیغمبر ﷺ کا انداز تبلیغ انتہائی حکیمانہ، مدبرانہ اور مصلحانہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بقول شخصے ؎

اوہدی اک اکلڑی جان سی
اوہدا دشمن سارا جہان سی
پر سچی گل تے مٹھی زبان سی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تائیوں سارے جہان تے چھا گیا

اس بستی کی طرف بھیجے جانے والے قاصدوں یا رسولوں نے جوابًا ترش، سخت اور تلخ لہجہ اختیار کرنے کی بجائے انتہائی نرمی اور ملائمت سے فرمایا۔ ہمیں منحوس قرار دینے والی قوم! کیا تم خود اپنے اعمال پر غور نہیں کرتے کہ تمہاری بدبختی اور بدحالی تو تمہارے ساتھ ہے، تم اپنے برے کردار، نازیبا حرکات اور غیر شرعی اطوار اور کفر و شرک کی وجہ سے اس بدحالی اور فاقہ مستی کا شکار ہو۔ اس نحوست کی نسبت ہماری طرف کر کے تم نجات حاصل نہیں کر سکو گے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اگر ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں، توحید کی دعوت دیتے ہیں اور تمہارے برے اعمال پر ٹوکتے ہیں تو تم ہمیں منحوس قرار دینے لگتے ہو اور ہمیں سنگسار کرنے کی دھمکیاں دیتے ہو۔ یاد رکھو! تمہارا رویہ ہرگز معقول اور درست نہیں ہے۔ تمہیں چاہیے تھا کہ ہماری باتوں اور نصیحتوں پر غور و فکر کرتے، انہیں سوچتے اور پھر کوئی نتیجہ اخذ کرتے، مگر تمہارے طریقہ کار سے معلوم ہوتا ہے کہ غور و فکر کرنا تمہاری عادت نہیں اور تم اس معاملہ میں حد سے تجاوز کرنے والے ہو۔ سورت یٰسٓ میں ان رسولوں کے جواب کو نقل کیا گیا ہے:

﴿قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾﴾

(۳۶/یٰسٓ:۱۹)

”رسولوں نے فرمایا کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہی ہے اگر تمہیں نصیحت کی جاتی ہے (تو تم دھمکیاں دینے لگتے ہو) بلکہ تم حد سے بڑھ جانے والی قوم ہو۔“

بدشگونی کی حقیقت:

جہالت اور توہم پرستی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ زمانہ جاہلیت میں نیک و بدشگون لینے کا بڑا رواج تھا۔ وہ لوگ بہت سی اشیاء کو منحوس خیال کرتے تھے۔ اگر صبح سویرے ان میں سے کوئی چیز انہیں نظر آجاتی تو سمجھتے تھے کہ آج کا دن بڑا منحوس ہے۔ اگر سفر پر جا رہے ہوتے اور ان کے گمان میں جو چیزیں منحوس تھیں ان میں سے کوئی چیز دکھائی دے جاتی تو گھر کو واپس لوٹ آتے اور سفر کا ارادہ ترک کر دیتے۔

”تطیُّر“ کا اصل معنی پرندے کو اُڑا کر شگون پکڑنا ہے۔ مشرکین عرب میں یہ دستور تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جب کسی اہم کام کے ارادہ سے نکلنا ہوتا تو پرندے کو اڑاتے اگر وہ دائیں طرف کو اڑتا تو یقین کر لیتے کہ ان کا سفر مبارک ہے اور جس کام کے لیے جا رہے ہیں، وہ ہو جائے گا بخلاف اس کے کہ اگر پرندہ بائیں طرف کو جاتا تو وہ یہ سمجھتے کہ حالات ان کے حق میں کارساز نہیں ہیں۔ لہٰذا وہ اس کام کا ارادہ ترک کر دیتے۔ ہندوؤں میں بھی تقریباً اسی قسم کا خیال پایا جاتا ہے۔ صبح صبح گھر سے باہر کام کے لیے نکلیں، اگر کالا کتا سامنے آ گیا، کالی بلی آگے سے گزر گئی تو اس سے برا شگون لیتے ہیں کہ یہ کام نہیں ہوگا اگر کہیں اُلو یا کوا بیٹھا دیکھ لیا تو اسے بربادی اور ویرانی پر محمول کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر گھر سے نکلتے وقت عورت سامنے آ گئی تو اسے بھی کام کی تکمیل میں نحوست تصور کرتے ہیں۔ اسے نبی کریم، رسول عظیم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے شرک قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ، اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ، اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ))

(سنن ابی داود، کتاب الطب، باب فی الطیرۃ)

''شگون لینا شرک ہے، شگون لینا شرک ہے، شگون لینا شرک ہے۔''

یاد رکھیے! ہر چیز کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور شگون والا خیال باطل ہے۔ فال بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ کوئی قرآن مجید سے فال نکلتا ہے اور کوئی دیوان حافظ سے، کوئی ہیر رانجھے کی کتاب فال کے لیے استعمال کرتا ہے اور کوئی کسی دوسری کتاب کو۔ حالانکہ یہ سب فضول باتیں اور بے مقصد توجیہات ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ہر قسم کے شرک سے محفوظ رکھے۔ آمین

اس بستی کی طرف بھیجے جانے والے رسولوں کے ساتھ وہاں کے لوگوں نے کیا سلوک کیا اس کی تفصیلات ان شاء اللہ العزیز آئندہ خطبہ میں بیان کی جائیں گی۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ٦

صاحب یٰسین کی استقامت اور شہادت

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۙ۝۲۰
اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۲۱ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ
فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۲۲ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ
لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۝۲۳ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۴
اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝۲۵ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ
يَعْلَمُوْنَ ۙ۝۲۶ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝۲۷ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي قَوْمِهٖ
مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝۲۸ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً
وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۝۲۹ يٰحَسْرَةً عَلَي الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۳۰ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ
اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝۳۱ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝۳۲﴾

(٣٦/یٰسین: ٢٠ تا ٣٢)

''اور شہر کے مضافات سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا: اے میری قوم! رسولوں کی اتباع کرو۔ ان کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتے اور وہ سیدھی راہ پر ہیں۔ اور مجھے کیا حق پہنچتا ہے۔ کہ میں اس (اللہ تعالیٰ) کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور اسی کی طرف تم نے لوٹ کر جانا ہے۔ کیا میں اس کے سوا کوئی اور معبود بنا لوں؟ کہ اگر رحمان مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے ذرا فائدہ نہ پہنچا سکے گی اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے۔ (اگر میں شرک کروں) تو میں بھی اس وقت گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ میں تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں پس میری بات سن لو۔ اس (آدمی) سے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جا۔ وہ بولا کاش! میری قوم بھی جان لیتی کہ میرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رب نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل فرما دیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے اس کی قوم پر کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہمیں اتارنے کی ضرورت تھی وہ تو صرف ایک زوردار گرج تھی (جس سے) وہ اچانک بجھے ہوئے کوئلے بن گئے۔ افسوس ان بندوں پر، ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ اس کے ساتھ مذاق کرتے تھے۔ کیا انہیں علم نہیں کہ کتنی امتوں کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیا جو وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئے اور ان سب کو ہمارے سامنے حاضر کر دیا جائے گا۔''

ہر قسم کی حمد وثناء، تعریف و تسبیح، کبریائی اور بڑائی صرف اور صرف خالقِ ارض و سماء اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ جس نے انسانوں کی تخلیق کے بعد ان کی ہدایت کے لیے سلسلہ انبیاء ورسل جاری فرمایا۔ اور جن قوموں نے اپنے زمانے کے پیغمبروں، نبیوں اور رسولوں کی فرمانبرداری کی۔ انہیں کامیابی وکامرانی سے ہمکنار فرمایا۔ اور جن بدنصیبوں نے اپنے دور کے انبیاء ورسل کی نافرمانی کی انہیں دردناک اور سخت عذاب میں مبتلا کر کے تباہ وبرباد اور غرق وہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد اَن گنت، لاتعداد، بے شمار و بے حساب درود وسلام پیغمبر رحمت، ہادی کائنات، سرور دوجہاں، امام رسولاں جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات پر جنہیں قیامت تک کے انسانوں کے لیے رسول بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ جو رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین اور خاتم النبیین ہیں۔ جن کی اتباع واطاعت ہی کامیابی اور نجات کا راستہ ہے۔ اور جن کی نافرمانی تباہی، ہلاکت اور عذاب کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ التجا ہے کہ ہم سب کو رسول پاک ﷺ کا فرمانبردار، پیروکار اور اطاعت گزار بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ربط آیات:

گزشتہ خطبہ جمعۃ المبارک کہ میں ایک بستی جس کا نام بقول جمہور مفسرین ''انطاکیہ'' تھا، کی طرف تبلیغ توحید کے لیے بھیجے جانے والے تین رسولوں یا بقول بعض سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے تین حواریوں اور مبلغین کا ذکر ہوا تھا۔ ان رسولوں یا مبلغین نے اس بستی کے باشندوں (جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بت پرست و مشرک تھے) کو دعوت توحید دی۔ انہیں ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کا درس دیا اور غیروں کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی بجائے ایک رب السماوات والارض کے حضور جبین نیاز جھکانے کا سبق پڑھایا۔ اس بستی والوں نے ان مبلغین توحید یا رسولوں کے ساتھ توہین آمیز رویہ اختیار کیا۔ انہیں جھوٹا اور منحوس تک کہا اور برملا اعلان کر دیا کہ ہم کسی بشر کو رسول ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ان ظالموں کی بدسلوکی، ایذاءرسانی اور طعنہ زنی کی ایک جھلک سورۃ یٰسٓ کے دوسرے رکوع کی ابتدائی آیات کی تشریح میں آپ جان چکے ہیں۔ سورۃ یٰسٓ کی زیر خطبہ آیات طیبات میں خالق کائنات نے ان رسولوں یا مبلغوں کی دعوت سے متاثر ہو کر ایک آدمی کے قبول اسلام کی داستان، اس صالح شخص پر بستی والوں کے ظلم و ستم اور اس مومن کامل کی استقامت اور شہادت کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی کو عقیدہ توحید اختیار کرنے کی توفیق مل جانا اس کے لیے رب العالمین کی بہت بڑی رحمت اور نعمت ہے مگر اس عقیدہ پر استقامت نصیب ہونا رب کی سب سے بڑی نوازش اور عنایت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ ایک صحابی جناب سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی:

((حَدِّثْنِيْ بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهٖ))

''اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے کہ میں اُسے مضبوطی سے تھام لوں۔''

تو رسول مکرم ﷺ نے جواباً فرمایا:

((قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ))

''یہ کہہ دو کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور پھر عمر بھر اس (عقیدہ توحید) پر ثابت قدم رہو۔'' (جامع ترمذی کتاب الزہد، باب ما جاء فی حفظ اللسان)

صاحب یٰسٓ کا تعارف:

جس ولی کامل اور مرد صالح کی استقامت اور شہادت کا واقعہ ان آیات بینات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کا نام حبیب اور اس کے والد کا نام اسرائیل تھا اور وہ حبیب نجار کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرف سے معروف تھا۔ اس کے کام کی نوعیت اور کاروبار کے بارے علماء تفسیر کی آراء مختلف ہیں۔ بقول بعض وہ بڑھئی کا کام کرتا تھا، بعض فرماتے ہیں وہ قصار یعنی دھوبی تھا، بعض کا قول ہے وہ جوتیاں گانٹھنے کا کام کرتا یعنی موچی تھا اور بعض کا گمان ہے کہ وہ زمیندار تھا۔ مگر اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ وہ نجار تھا اور لکڑی کا کام کرتا تھا۔

(تفسیر ابن کثیر؛ روح المعانی، سورہ یٰسین، آیت: ۲۰)

رسولوں کے اس بستی میں تشریف لانے سے قبل یہ شخص بت تراش، بت پرست اور مشرک تھا۔ اس کی رہائش گاؤں کے دوسرے کنارے اور بستی کے آخری دروازے پر تھی اور جب انطاکیہ میں پہلے دو رسول تشریف لائے تو وہ اسی دروازے سے شہر میں داخل ہوئے اور باشندگان شہر میں سب سے پہلے اسی حبیب سے ان کی ملاقات ہوئی تھی۔ یہ شخص جذام کا مریض تھا اور عرصہ دراز سے اپنے معبودوں کے حضور شفاء کے لیے دعا کیا کرتا تھا۔ جب یہ رسول اس دروازے سے شہر میں داخل ہوئے تو انہوں نے سب سے پہلے اسی شخص کو توحید کی دعوت پیش کی۔ تو اس نے پوچھا: هَلْ مِنْ آيَةٍ؟ کیا آپ کے پاس اپنے دعویٰ کی کوئی دلیل، نشانی اور علامت ہے۔ انہوں نے کہا کیسی نشانی چاہتے ہو؟ حبیب نے کہا میں جذام کا مریض ہوں۔ کیا تم میری یہ بیماری دور کر سکتے ہو؟ رسولوں نے فرمایا:

((نَدْعُوْا رَبَّنَا الْقَادِرَ يُفَرِّجُ عَنْكَ مَا بِكَ))

"ہم اپنے رب سے دعا کریں گے۔ وہ تمہاری تکلیف کو رفع فرما دے گا۔"

یہاں ایک اہم بات سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور وہ یہ کہ تمام انبیاء اور پیغمبروں کا نظریہ اور عقیدہ یہ ہے کہ بیماری سے شفا دینے والا اور ہماری دعائیں قبول فرمانے والا صرف اللہ رب العالمین ہی ہے۔ اس کے سوا نہ تو کوئی شفا بخش سکتا ہے اور نہ ہی کوئی دعائیں قبول کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ یہی بات جد الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے یوں بیان فرمائی:

﴿رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝﴾ (۲۶/الشعرآء: ۷۷ تا ۸۰)

"رب العالمین (وہ ہے) جس نے مجھے پیدا فرمایا اور وہ میری رہنمائی فرماتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا بھی ہے۔ اور مجھے پلاتا بھی ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفاء نصیب فرماتا ہے۔''

بعض ضعیف الاعتقاد اور کمزور ایمان والے لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں کو بھی شفا دینے والا، حاجات پوری کرنے والا اور دعائیں قبول کرنے والا سمجھتے ہیں۔ انطا کیہ کی طرف بھیجے جانے والے رسولوں کی اس بات سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے اور اپنے عقائد و اعمال کی درستی اور اصلاح کرنی چاہیے۔

حبیب رحمۃ اللہ علیہ کا تعجب:

پیغمبروں کی یہ بات سن کر کہ ''ہم اپنے رب سے دعا کریں گے تو وہ تمہاری بیماری دور کر دے گا۔'' حبیب نجار بڑا حیران ہوا اور ازراہ تعجب کہنے لگا۔ اِنَّ هٰذَا لَعَجَبٌ لِّيْ۔ یہ تو میرے لیے بڑے تعجب کی بات ہے کہ میں طویل عرصہ (۷۰ سال) سے اپنے معبودوں سے دعائیں کر رہا ہوں لیکن وہ میری بیماری دور نہیں کر سکے تو تمہارا رب ایک ہی دن میں میری حالت کیسے بدل دے گا؟ رسولوں نے فرمایا (ہمارے رب اور تمہارے معبودوں میں یہی تو فرق ہے کہ)

((رَبُّنَا عَلٰى مَا يَشَاءُ قَدِيْرٌ وَهٰذِهٖ لَا تَنْفَعُ شَيْئًا وَّلَا تَضُرُّ))

''ہمارا رب ہر چیز پر قادر ہے اور جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے یہ کسی کو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔''

حبیب نجار رسولوں کی یہ پر تاثیر گفتگو اور اختیارات الٰہی کا مسئلہ سن کر فوراً مسلمان ہو گیا۔ اور ان پیغمبروں سے رب کے دربار عالی شان میں دعا کی درخواست پیش کی۔ ان انبیاء کرام نے۔ دَعَوْا رَبَّهُمْ سُبْحَانَهٗ فَكَشَفَ عَزَّوَجَلَّ مَا بِهٖ كَاَنْ لَمْ تَكُنْ بِهٖ بَاْسٌ۔ اس کی شفاء کے لیے اپنے رب سے دعا کی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے ان برگزیدہ بندوں کی دعا کو فوراً قبول فرمایا اور حبیب نجار کو ایسی تندرستی عطا فرمائی کہ بیماری کا کوئی نام ونشان باقی نہ رہا اور وہ بالکل صحت مند اور تندرست ہو گیا۔ ان انبیاء کرام کی دعا کی قبولیت، مرض سے فوری نجات اور تندرستی وصحت یابی سے اس کے ایمان میں اور مضبوطی اور پختگی آ گئی اور اس نے عہد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلیا کہ وہ جو کچھ کمائے گا اس کا نصف حصہ ہمیشہ اللہ کی راہ میں صدقہ کردیا کرے گا۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کرتا۔ ہر روز شام کو اپنی کمائی کا حساب لگاتا اور۔ تَصَدَّقَ بِنِصْفِ كَسَبِهٖ وَاَنْفَقَ النِّصْفَ الْاٰخَرَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَعَيَالِهٖ۔ اپنی دن بھر کی نصف کمائی اللہ کی راہ میں خرچ کردیتا اور باقی نصف کو اپنی ذات اور اہل وعیال پر خرچ کرتا۔ (تفسیر روح المعانی، سورۂ یٰسین)

بستی والوں کا فیصلہ:

''انطاکیہ'' میں وہ تینوں پیغمبر توحید کی دعوت اور لوگوں کو رب تعالیٰ کی طرف بلانے کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور یہ مرد صالح اپنی کٹیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ریاضت میں مصروف ومشغول رہا۔ تا آنکہ شہر کے حالات ان رسولوں کے حق میں سازگار نہ رہے اور قوم کے وڈیروں، سرداروں اور مذہبی پیشواؤں نے فیصلہ کرلیا کہ ان مبلغین کو سنگسار کردیا جائے۔ ان کا وجود ختم کردیا جائے اور ان کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔ مگر

جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے

اللہ تعالیٰ جب کسی کو بچانے کا فیصلہ کرلے تو نمرود کی آگ بھی اسے نہیں جلا سکتی بلکہ اس کے لیے امن وسلامتی کا باعث بن جاتی ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام جیسا عظیم پیغمبر نار میں گلزار سے لطف اندوز ہوتا ہے:

﴿قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾﴾ (۲۱/ الانبیاء:۶۹)

''ہم نے کہا اے آگ! ابراہیم کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجا۔''

اسی طرح ہمارے رہبر ورہنما جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ آپ کے گھر کا محاصرہ کرلیا گیا مگر رب نے بچانا چاہا تو اسی سورت یٰسین کی تلاوت کا حکم دیا اور آپ ﷺ اس بابرکت سورت کی تلاوت فرماتے جاتے تھے اور اپنے دشمنوں کے سروں پر خاک پھینکتے جاتے تھے۔ (تفصیل پہلے گزر چکی ہے) مختصر یہ کہ انطاکیہ کے باشندوں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ ہمارے شہر میں ان رسولوں کا وجود فتنے، فساد اور انتشار کا سبب ہے۔ یہ ہمارے آباؤ واجداد کے مذہب کے مخالف ہیں۔ ایک خدا کی عبادت کا درس دیتے ہیں۔ صرف اسی سے مانگنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اس لیے ان کا خاتمہ اشد ضروری ہے۔ لہٰذا انہیں قتل کرنا ہمارے لیے لازمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا ہے۔ اور اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ ایک لمحہ کے لیے سوچیے کہ ان مبلغین، واعظین اور صالحین کا قصور کیا تھا۔؟ کیا انہوں نے کسی کا کچھ بگاڑا تھا، کسی کی چوری کی تھی، کوئی ڈاکہ ڈالا، کسی کو ستایا، کسی کی حق تلفی کی، کسی کے کاروبار کو نقصان پہنچایا، کسی کا مال غصب کیا یا کسی سے کوئی لڑائی جھگڑا کیا تھا؟ قطعاً نہیں بلکہ ان کی غلطی اور قصور صرف اور صرف یہ تھا کہ وہ لوگوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم دیتے اور صرف خالق کائنات کی عبادت کا درس دیتے تھے۔ ؏

وہ کہتے تھے لوگو۔ پڑھو لَآ اِلٰہَ
خدا کے سوا کوئی داتا نہیں ہے

......اور......

خو نے نہ کردہ ایم کسے رانہ کشتہ ایم
جرم ہمیں کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

دعوت اہلحدیث:

کبھی آپ نے غور فرمایا کہ، آج ہمیں لوگ برا کیوں سمجھتے ہیں، ہر طرف سے ہم پر گالیوں کی بوچھاڑ کیوں کی جاتی ہے، ہمارے خلاف سازشیں کیوں کی جاتی ہیں اور ہماری مسجدوں میں عوام کو آنے سے کیوں روکا جاتا ہے۔؟ اس لیے کہ ہم لوگوں کو یہی درس دیتے ہیں کہ لوگو! عرش والے اِلٰہ کی عبادت کرو اور مدینے والے مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کرو، رب العالمین کے سوا الٰہ کوئی نہیں ہے اور رحمۃ للعالمین کے سوا کوئی پیشوا نہیں ہے۔ وہ اپنی خدائی میں وحدہٗ لاشریک ہے۔ اور یہ اپنی مصطفائی میں بے مثال ولاشریک ہے۔ جو رب کے سوا کسی اور کی عبادت کرے گا وہ مشرک وگنہگار ہے اور جو آپ ﷺ کے سوا کسی اور کی اطاعت کرے گا، وہ بھی خطاروسیاہ کار ہے اور ہماری دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ ؏

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
گلے میں پہن لو کُرتا محمد ﷺ کی غلامی کا

ہم اپنے سننے والوں اور پڑھنے والوں کو کسی امام کی تقلید کی طرف نہیں بلاتے۔ غیر اللہ کے سجدے کی دعوت نہیں دیتے اور قرآن وحدیث کے سوا کسی تیسری بات کی طرف لوگوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رغبت نہیں دلاتے۔ بلکہ یہی اعلان عام کرتے ہیں کہ ایک ہاتھ میں رب کا قرآن پکڑ لو، دوسرے ہاتھ میں نبی ﷺ کا فرمان تھام لو۔ یہی دو چیزیں نجات اور کامیابی کی ضمانت ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حبیب نجار کا کردار:

اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ رسولوں کے قتل اور سنگساری کی تیاریاں شروع ہوگئیں اور ایک دن شہر کے باشندوں نے ان صلحاء کرام اور انبیاء عظام کو راستہ میں روک کر سخت سست کہنا شروع کر دیا، کوئی طنز کر رہا ہے تو کوئی تشنیع کے تیر برسا رہا ہے۔ ادھر انطاکیہ کے چوک میں ان رسولوں سے جھگڑا جاری ہے ادھر حبیب نجار کو صورت حال کی خبر ہو جاتی ہے تو وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دوڑتا ہوا اس مقام تک پہنچتا ہے اور بڑی جرأت، بہادری، دلیری اور شجاعت سے انبیاء کرام کو ان ظالموں کے نرغے سے نکالنے کی کوشش کرتا اور اکیلا ہی ان تمام کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو جاتا ہے اور قوم سے مخاطب ہو کر برملا اعلان کرتا ہے۔

> ''اے میری قوم! ان رسولوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ تم کیوں ہاتھ دھو کر ان کے پیچھے پڑ گئے ہو۔ ان کا تو کوئی قصور اور گناہ نہیں۔ یہ تو تمہیں شرکیہ عقائد کو چھوڑ کر توحید کو اپنانے اور غلط راستے کو ترک کر کے سیدھا راستہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں، یہ تمہیں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید کی روشنی میں لانا چاہتے ہیں۔ یہ تمہارے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کا سلوک کر رہے ہیں اور تمہیں آخرت کے عذاب سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں بھی تمہاری قوم کا ایک فرد اور تمہارے شہر کا باشندہ ہوں۔ تمہارے لیے میرا مخلصانہ، ہمدردانہ اور خیر خواہانہ مشورہ یہ ہے کہ ان کی دعوت کو قبول کر لو، ان پر ایمان لے آؤ اور ان کی اتباع و پیروی اختیار کر لو۔ ان کی سچائی اور صداقت کی اس سے بڑھ کر دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ تمہاری بے لوث خدمت کر رہے ہیں۔ اپنی تبلیغ کا انہوں نے کبھی تم سے اجر طلب نہیں کیا۔ وہ صرف تمہیں ہی حق کی وعظ و نصیحت نہیں کرتے بلکہ خود بھی اس پر عمل پیرا ہیں جس راستے پر تمہیں چلنے کا درس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں وہ خود سختی سے اس پر کاربند ہیں۔اے میری قوم! اب بھی بات کو سمجھنے کی کوشش کرو اور انہیں ختم کرنے کی بجائے اس کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ تاکہ تم آخرت کے عذاب سے محفوظ رہ سکو۔"

اس مردِ مومن نے جس استقامت، جرأت، حوصلے اور استقلال سے توحید کے مخالفین، معاندین، معترضین، کافرین اور مشرکین کے سامنے حق بیان فرمایا۔وہ انداز بیاں، الفاظ، وہ جذبہ اور ولولہ رب کائنات کو اتنا پسند آیا کہ خالق کائنات نے حبیب نجار کے الفاظ کو قرآن کی آیات بنا کر نازل فرما دیا۔رب تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝﴾ (۳۶/یٰسین:۲۰،۲۱)

"اور شہر کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔اس نے کہا: اے میری قوم! رسولوں کی اتباع کرلو۔ان رسولوں کے پیروکار بن جاؤ جو تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتے اور وہ سیدھی راہ پر گامزن ہیں۔"

حبیب نجار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قوم کو اس زمانے کے رسولوں کی اتباع، فرمانبرداری اور اطاعت کی تلقین کی۔ الحمدللہ۔آج ہم بھی تمام انسانوں کو نبی اکرم، رسول معظم، سرور عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کی دعوت دیتے ہیں۔اور ہم بھی اس دعوت و تبلیغ کے بدلے میں قوم سے کوئی اجر اور اجرت طلب نہیں کرتے۔ہمارا مطالبہ قطعاً یہ نہیں ہے کہ اپنے بزرگوں کے نام کی نذروں کی بجائے ہمارے بڑوں کے نام کی نیازیں دیا کرو۔ہم بالکل یہ نہیں کہتے کہ اپنے اکابر کی بجائے ہمارے اکابر کی قبریں پکی بناؤ۔ہم آپ سے قطعاً یہ تقاضا نہیں کرتے کہ کسی اور کا میلہ کرنے کی بجائے استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس کروایا کرو۔بلکہ ہم صرف یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جس پیغمبر کا کلمہ پڑھ کر آپ مسلمان ہوئے ہیں۔اس ہادیٔ برحق کی اتباع اور فرمانبرداری کیا کریں۔اور دین کے معاملہ میں قرآن حکیم اور سنت رسول سے رہنمائی حاصل کیا کریں۔اسی میں دنیا کی کامیابی اور آخرت کی نجات ہے۔ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی محمد ﷺ سے وفا تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

حبیب نجار کا نعرہ توحید:

جناب حبیب نجار رحمۃ اللہ علیہ کی اس نصیحت اور وعظ کو سن کر قوم کے جذبات مزید مشتعل ہو گئے اور انھوں نے حبیب سے پوچھا کیا تم نے بھی ان رسولوں کی دعوت قبول کر لی ہے۔ اور آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کا عقیدہ اختیار کر لیا ہے۔؟ تو اس نیک اور صالح شخص نے جواباً فرمایا:

''میری کیا مجال کہ میں اس ذات اقدس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے عدم وجود سے بخشا، مجھے پیدا فرمایا اور میری ہدایت اور رہنمائی کے لیے ان برگزیدہ شخصیات کو یہاں بھیجا۔ لہٰذا میں تو اسی کی عبادت کروں گا اور اس کے سوا کسی کی پوجا نہیں کروں گا۔ اور ہاں تم بھی یاد رکھو اگر تم نے اس درست عقیدہ کو تسلیم وقبول نہ کیا اور اپنے شرکیہ عقائد پر اڑے رہے تو تم سب کو بھی ایک دن اسی وحدہٗ لاشریک کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ مرنے کے بعد اسی کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اور اپنے عقائد واعمال کا حساب دینا ہے۔ اس لیے اس دن کی حاضری اور پیشی سے ڈر جاؤ۔ قیامت کے حساب کا خوف کرو اور اللہ رب العالمین کی توحید کا اقرار واعتراف کر لو۔ ان رسولوں کی اتباع کر لو۔ تاکہ تم آخرت کی رسوائی سے بچ جاؤ۔ تم خود سوچ لو کہ اگر ساری عمر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزار دی تو اپنے رب کو کون سا منہ دکھاؤ گے؟''

قوم نے جناب حبیب نجار سے پھر سوال کیا۔ کہ اے حبیب! کیا تم نے واقعی ایک الٰہ کی عبادت والا عقیدہ اپنا لیا ہے۔ اور وہ معبود جنھیں تم خود تراشا اور بنایا کرتے تھے ان کی پرستش اور پوجا چھوڑ دی ہے۔ تو جناب حبیب نجار رحمۃ اللہ علیہ نے جذباتی انداز اور واشگاف الفاظ میں فرمایا:

''کیا میں اس رب العالمین کے سوا ان جھوٹے خداؤں کی عبادت کروں جن کی بے بسی اور بے کسی کا یہ عالم ہے کہ اگر میرا رب، رحمان مجھے کسی مصیبت میں مبتلا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردے تو یہ معبود مجھے اس کی گرفت سے چھڑا نہیں سکتے اور نہ ہی ان کی سفارش اور شفاعت مجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ تو ایسے بے اختیار اور بے کار معبودوں کو مان کر، ان کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اوران کی عبادت کر کے میں اپنی آخرت کیوں تباہ کروں۔ اس سے بڑھ کر گمراہی، ضلالت اور حماقت کیا ہو سکتی ہے۔ کہ میں اللہ وحدہٗ لاشریک کو چھوڑ کر غیروں کو مشکل کشا اور حاجت روا مانتا پھروں، ان کے نام کی نذریں، نیازیں دوں اور ان کی ایسی تعظیم بجالاؤں جو صرف رب العالمین کا خاصہ اور اسی کے لیے مختص ہے۔ ان حقیقتوں کو سمجھ جانے کے باوجود اگر میں پھر بھی شرک کا ارتکاب کروں تو مجھ سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا۔''

اللہ رب العالمین نے انطاکیہ کے مشرکین کے مجمع میں جناب حبیب نجار رحمۃ اللہ علیہ کی اس تقریر دلپذیر اور نعرہ توحید کو معجزانہ اختصار اور بلیغانہ انداز میں سورۂ یٰسٓ کی آیات بنا کر یوں نازل فرمایا:

﴿وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ۝ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝﴾ (۳۶/یٰسٓ: ۲۲ تا ۲۴)

''اور مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ میں اس اللہ کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور تم سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ کیا میں اس کے سوا اور معبود بنالوں؟ کہ اگر رحمان مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے ذرہ بھر فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور نہ ہی وہ مجھے چھڑا سکتے ہیں۔ (اگر میں ایسا کروں) تو اس وقت میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔''

حبیب نجار کی شہادت:

آپ اندازہ فرمائیں کہ توحید پرست کتنا، جری، شجاع، بہادر اور بے خوف ہوتا ہے۔ اور حق کا علمبردار، کس قدر نڈر اور بے باک ہوتا ہے۔ کہ قوم کے رئیس اور سردار بلکہ ساری قوم ایک طرف ہے۔ سارے مذہبی پیشوا اور سیاسی حکام آگ بگولہ ہیں۔ سارا ماحول غم وغصہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھرا ہوا ہے۔ حالات کے بھڑکتے ہوئے اس آتش کدہ میں ایک ''مردِ مومن'' کس صبر و سکون اور اطمینان و تسلی سے ''اعلان توحید'' کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہر ماحول اور ہر حالت میں عقیدہ توحید کی تبلیغ و اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صداقت کے بیاں کرنے سے مومن رک نہیں سکتا
اتر سکتا ہے سر، خود دار کا پر جھک نہیں سکتا

اور شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم نے بھی کیا خوب فرمایا ہے:

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند
آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مرد صالح جناب حبیب نجار رحمۃ اللہ علیہ کی اس جرأت اور اعلان توحید سے قوم کے افراد مزید مشتعل ہو گئے اور انہوں نے انبیاء کرام کو چھوڑ کر اس داعی حق کو اپنی گرفت میں لے لیا اور طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دینا شروع کر دیں۔ ہر طرف سے پتھروں، لاتوں اور گھونسوں کی بارش ہونے لگی۔ جب صورت حال نازک ہو گئی اور جناب حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھا کہ اب میرا بچنا مشکل ہے تو قوم اور رسولوں کو مخاطب کر کے با آواز بلند کہا۔ ﴿إِنِّيٓ ءَامَنتُ بِرَبِّكُمۡ فَٱسۡمَعُونِ ۝﴾ غور سے سن لو! میں اس رب العالمین پر ایمان لا چکا ہوں۔ جو (میرا اور) تم سب کا پروردگار ہے۔ مقصد یہ تھا کہ۔ اے میری قوم! تم بھی اس نعمت ایمان کو قبول کر کے اپنے رب کی رحمتوں کے مستحق بن جاؤ اور اے انبیاء کرام! میں تمہاری دعوت کو قبول کر چکا ہوں۔ اپنے اور تمہارے رب پر ایمان لا چکا ہوں۔ اب آپ میرے ایمان کے گواہ رہنا۔ کہ ظالموں کے جھرمٹ میں، پتھر کھا کر، گالیاں سن کر، گھونسوں اور لاتوں کو برداشت کر کے اعلان کر رہا ہوں۔ کہ ءَامَنتُ بِرَبِّكُمۡ میں (اپنے اور تمہارے) رب پر ایمان لا چکا ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان الفاظ کا سننا تھا کہ انطاکیہ کے مشرک جناب حبیب نجار رحمۃ اللہ علیہ پر ٹوٹ پڑے اور آن واحد میں ان کے جسم مبارک کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور وہ جام شہادت نوش کر گئے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ کفار نے اس مومن کامل کو بری طرح مارا، پیٹا اور اسے گرا کر اس کے پیٹ پر چڑھ گئے۔ اور اپنے پاؤں سے اسے روندنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اس مردِ مومن کی انتڑیاں پیٹ سے باہر آگئیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۂ یٰسین آیت: ۲۵)

ایسے ہی نیک بخت، سعادت منداور خوش نصیب لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ:

"جب بستی کے ظالم اس مومن کامل کو ایذائیں اور اذیتیں دے رہے تھے۔ تو وہ ان کے حق میں ہدایت کی دعائیں کر رہا تھا۔"

حضرت حبیب کو بشارت:

جناب حبیب نجار رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک کا ذرہ ذرہ زخمی ہے۔ انتڑیاں پیٹ سے باہر نکلی ہوئی ہیں۔ زخموں سے خون بہہ رہا ہے۔ اسی حالت میں نظریں آسمان کی طرف اٹھ جاتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے جنت کے پردوں کو ہٹا دیتا ہے۔ جناب حبیب رحمۃ اللہ علیہ اپنی آنکھوں سے جنت کا نظارہ کر رہے ہیں اور زخموں کی تکلیف کا احساس ہی نہیں ہو رہا اور جنت سے صدا آ رہی ہے۔ اے رب کے لیے اپنا جسم لہولہان کروانے والے! دیکھ جنت کی بہاریں تیرا انتظار کر رہی ہیں۔ جنت کی حوریں تمہاری راہ دیکھ رہی ہیں۔ اور رب کے فرشتے تمہیں سلام عرض کرنے کے لیے قطار اندر قطار کھڑے ہیں۔ اور ہاں وہ دیکھو تمہارا پروردگار تمہیں اپنی زیارت کروانے کے لیے نقاب الٹنے ہی والا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کو آواز آئی۔ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ حکم ہوا جا، جنت میں داخل ہو جا۔

جناب حبیب رحمۃ اللہ علیہ پر قوم کے ظلم وستم اور جبر و تعدی کی انتہا ہو چکی ہے۔ ان کی لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جا رہا ہے۔ مگر انہیں پھر بھی قوم کا درد اور ان سے ہمدردی ہے۔ جب جنت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشاہدہ کروا دیا جاتا ہے۔ تو فرماتے ہیں۔ کاش! میری قوم کو علم ہو جائے، انہیں کوئی جا کر بتلا دے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سر کٹانے اور جان کی بازی لگانے والے کو کن اعزازات، انعامات اور عنایات سے نوازا جاتا ہے۔ کاش! میری قوم کو معلوم ہو جائے کہ سرفروشی کی راہ پر چلنے کی وجہ سے اور توحید پر استقامت اختیار کرنے کی بدولت میری رب نے میرے سارے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ اور مجھے باعزت، محترم اور مکرم لوگوں کی صف میں جگہ عطا فرما دی ہے۔ اور یہ صلہ ہے اس بات کا کہ میں نے سچے دل سے ایمان کو قبول کر لیا اور جب امتحان و آزمائش کے میدان میں مجھے کھڑا کیا گیا تو میں نے جان دے دی، مگر اپنے ایمان پر آنچ نہیں آنے دی۔ گویا جناب حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کہا۔ کہ:

جان دی، دی ہوئی تو اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اور

برتر از اندیشۂ سود وزیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

قرآن حکیم اس شہید راہ وفا کی خواہش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝﴾ (۳۶/یٰسٓ: ۲۶، ۲۷)

''اُس (جناب حبیب رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کاش! میری قوم جان لیتی کہ مجھے میرے رب نے بخش دیا ہے اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل کر دیا ہے۔''

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں حضرت حبیب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بارے میں کئی اقوال نقل فرمائے ہیں کہ:

☆ انہیں پاؤں سے روندا گیا۔ یہاں تک کہ ان کی انتڑیاں باہر آگئیں۔
☆ انہیں ایک کنویں میں پھینک دیا گیا۔
☆ انہیں پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ایک گڑھا کھود کر اس میں زندہ گاڑ دیا گیا۔

☆ آگ میں جلا دیا گیا۔

☆ جب قوم نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان کی طرف اٹھا لیا۔

☆ جناب حبیب کو آری سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دین پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین

صاحب یٰسین کی مثال:

رسول اکرم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ بعض اوقات کسی صحابی کی استقامت اور شہادت کی خبر سنتے تو فرماتے کہ اس کی مثال صاحب یٰسین (جناب حبیب رحمۃ اللہ علیہ) جیسی ہے۔ جیسا کہ مفسرین کرام نے سورۃ یٰسین کی زیر خطبہ آیات کی تفسیر میں ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے کہ:

''جناب عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام کے بعد سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں عرض کی آقا! اِبْعَثْنِیْ اِلٰی قَوْمِیْ اَدْعُوْھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ مجھے میری قوم کی طرف روانہ فرمائیے۔ تا کہ میں انہیں اسلام کی دعوت دوں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْکَ مجھے خدشہ ہے کہ وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ جناب عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور! وہ میرا از حد احترام کرتے ہیں۔ میں ان کا سردار ہوں اور انہیں مجھ سے اتنی الفت اور محبت ہے کہ اگر میں سویا ہوا ہوں تو کوئی مجھے جگانے اور بیدار کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔''

ان کی بات سن کر رسول کریم ﷺ نے انہیں اپنی قوم کی طرف جانے اور اسلام کی تبلیغ کرنے کی اجازت فرما دی۔ جناب عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے اجازت حاصل کر کے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے گئے۔ جب لات و عزیٰ (معبودان ثقیف) کے قریب سے گزرے تو فرمایا: لَاُصَبِّحَنَّکَ غَدًا بِمَا یَسُوْءُکَ اب تمہاری شامت آئی۔ ان کی یہ بات سن کر سارا قبیلہ ثقیف ان کے خلاف ہو گیا۔ انہوں نے اپنے قبیلے اور قوم سے مخاطب ہو کے فرمایا۔ یَا مَعْشَرَ ثَقِیْفٍ۔ اے قبیلہ ثقیف کے لوگو! یہ لات اور عزیٰ دراصل کوئی چیز نہیں ہیں۔ اَسْلِمُوْا تَسْلِمُوْا۔ اسلام قبول کر لو! اسی میں سلامتی ہے۔ جناب عروہ رضی اللہ عنہ نے یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمات تین مرتبہ دہرائے۔آپ یہ الفاظ زبان مبارک سے ادا فرمارہے تھے کہ ایک ظالم اور بد بخت نے دور سے تیر چلایا جو جناب عروہ رضی اللہ عنہ کی رگ اکحل پر لگا۔خون کا فوارہ پھوٹا اور آپ اسی وقت جام شہادت نوش فرما گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔بعض روایات میں ہے کہ جناب عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بالا خانے پر نماز فجر ادا کی۔توحید ورسالت کی گواہی دی۔ زبان پر یہ کلمات۔اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔جاری تھے۔کہ کسی نے تیر مارا اور عروہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔(تفسیر مظہری سورۃ یٰسین)

سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جناب عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ھٰذَا مَثَلُہٗ کَمَثَلِ صَاحِبِ یٰسِیْنَ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ۙ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ۝))

''اس (عروہ رضی اللہ عنہ) کی مثال صاحب یٰسین (حضرت حبیب رضی اللہ عنہ) جیسی ہے۔ جس نے کہا تھا کاش! میری قوم جان لے کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا ہے۔اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل فرمادیا ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر سورۃ یٰسین)

حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کی شہادت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور صحابی جناب حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بھی اسی صاحب یٰسین کی شہادت کے ساتھ مطابقت اور مماثلت رکھتا ہے۔جناب حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو مازن قبیلہ سے تھا۔آپ کی والدہ ماجدہ محترمہ، سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی کنیت سے معروف تھی۔جو ایک بہادر، شجاع اور نڈر خاتون تھیں۔جناب حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو جنگ یمامہ میں (اور بقول بعض عمان سے مدینہ آتے ہوئے راستہ میں) گرفتار کر کے جھوٹے مدعی نبوت ''مسیلمہ'' کے سامنے پیش کیا گیا۔مسیلمہ کذاب نے جناب حبیب بن زید رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کیا۔کہ اَتَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں۔جواباً جناب حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔نَعَمْ ہاں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔مسیلمہ نے کہا۔اَتَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) اللہ کا رسول ہوں۔جناب حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔لا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَسْمَعُ تمہاری بات مجھے سنائی نہیں دیتی۔ مسیلمہ کذاب کہنے لگا۔ کہ اس (محمد ﷺ) کے بارے سنتا ہے اور میرے بارے میں نہیں سنتا۔

مختصر یہ کہ مسیلمہ نے جناب حبیب رضی اللہ عنہ سے اپنی رسالت کی گواہی دلوانے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا مگر وہ یہی کہتے رہے۔ کہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں تو صرف محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مانتا ہوں۔ دوسری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ اب مسیلمہ کذاب سخت طیش اور غصہ میں آیا اور فرط غضب سے دیوانہ ہو گیا اور جناب حبیب رضی اللہ عنہ کو سخت سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔ فَجَعَلَ يَقْطَعُ عُضْوًا ظالم مسیلمہ کذاب نے جناب حبیب رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کا ایک ایک عضو اور جوڑ جوڑ کاٹنا شروع کیا۔ ایک عضو کاٹتا اور اپنی رسالت کے اعتراف کا مطالبہ کرتا۔ جناب حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مسیلمہ سفاک ان کے جسم کے اعضاء کو کاٹتا جاتا اور مطالبہ دہرائے جاتا۔ وہ صحابی بند، بند، جوڑ، جوڑ اور عضو، عضو کٹوائے جاتا اور۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا نعرہ لگائے جاتا۔ حَتّٰى مَاتَ فِيْ يَدَيْهِ جناب حبیب رضی اللہ عنہ نے جسم کا ایک ایک جوڑ کٹوا لیا مگر پیغمبر اعظم کی رسالت کا انکار نہیں کیا اور اسی حالت میں جام شہادت نوش فرما لیا۔

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

سیدنا کعب رضی اللہ عنہ جب یہ واقعہ بیان فرماتے تو کہا کرتے:

اِسْمُهٗ حَبِيْبٌ وَكَانَ وَاللّٰهِ صَاحِبُ يٰسٓ اِسْمُهٗ حَبِيْبٌ۔

''کہ اس کا نام اور کام سورۃ یٰسین والے حبیب کے نام اور کام جیسا ہی ہے۔''

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَاَرْضَاهُ

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

بستی والوں کی ہلاکت:

صاحب یٰسین جناب حبیب رحمۃ اللہ علیہ کی المناک اور دردناک شہادت کی طرف اشارہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس بستی کی ہلاکت، تباہی اور بربادی کا حال بیان فرمایا ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا ہے۔ کہ ہمیں اس ظالم قوم کی بربادی کے لیے کوئی خاص اہتمام وانتظام کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی اور نہ ہی ہم نے ان کو غارت کرنے کے لیے آسمان سے کوئی لشکر نازل فرمایا۔ نہ انہیں مہلت دی گئی اور نہ ہی دوبارہ تنبیہ کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ بلکہ ہوا یوں کہ ہم نے اپنے ایک فرشتہ (جناب جبرائیل علیہ السلام) کو بھیجا، انہوں نے اس شہر کے دروازے کی چوکھٹ پر ہاتھ رکھ کر اس زور سے چیخ ماری کہ بستی والوں کے جگر پھٹ گئے۔ کلیجے پاش پاش ہو گئے، دل دہل گئے اور روحیں پرواز کر گئیں اور جس طرح دہکتے ہوئے کوئلوں پر منوں پانی ڈال دیا جائے تو وہ بجھ جاتے ہیں۔ اسی طرح کڑک، گرج اور چیخ کی آواز سن کر وہ بجھی ہوئی راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ یعنی وہ پہلے اپنے کفر، شرک، معصیت اور نافرمانی کی وجہ سے آگ کے شعلوں کی طرح لپک رہے اور انگاروں کی طرح دہک رہے تھے۔ اب ایک ہی گرج نے ان مغروروں کا قصہ تمام کر دیا۔ اور انہیں بستی کے مکانات اور محلات سمیت صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا گیا۔ اس ظالم، سرکش، باغی، کافر، مشرک اور انبیاء کی گستاخ و نافرمان قوم کے عذاب کی تفصیل سورۃ یٰسین کی زیر خطبہ آیات مقدسات میں پڑھیے اور خلوص دل سے دعا کیجیے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے آخری رسول جناب محمد مصطفی ﷺ کا فرمانبردار، اطاعت شعار اور پیروکار بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝٢٨ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۝٢٩﴾ (۳۶/یٰسین: ۲۸، ۲۹)

"اور ہم نے اس (جناب حبیب نجار رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت) کے بعد اس قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نازل نہیں فرمایا اور نہ ہمیں اس کے اتارنے کی ضرورت تھی۔ وہ تو صرف اور صرف ایک چیخ (گرج) تھی۔ پس اچانک وہ بجھے ہوئے کوئلے بن گئے۔"

افسوس ان بندوں پر:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسین کے دوسرے رکوع کی آخری آیات میں اس بستی "انطاکیہ" کے لوگوں اور دوسری قوموں کی بربادی اور ہلاکت کے اسباب میں سے ایک اہم سبب کا بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر فرمایا ہے تا کہ اس زمانے اور بعد میں آنے والے لوگ اس سے عبرت اور نصیحت حاصل کر سکیں اور وہ سبب انبیاء کرام اور ان کی دعوت کا مذاق اڑانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان بندوں پر افسوس ہی افسوس ہے کہ یہ میرے رسولوں کے ساتھ استہزاء اور مذاق کرنے والے اور ان کی تبلیغ کا انکار کرنے والے تھے۔ حسرت وافسوس ہے ایسے لوگوں پر جو یہ برا فعل کر کے خود اپنے لیے عذاب کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔ فرمایا:

﴿ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝٣٠ ﴾
(۳۶/یٰسٓ:۳۰)

''بندوں کی (اس) حالت پر افسوس ہے کہ جب بھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول آیا تو انہوں نے اس کے ساتھ استہزاء اور مذاق ہی کیا۔''

بعض علماءِ تفسیر کا خیال ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ انبیاء کا مذاق اُڑانے والے، ان کی دعوت کو ٹھکرانے والے، رسولوں کی نافرمانی کرنے والے اور توحید کا انکار کرنے والے کل قیامت کے دن کف افسوس ملیں گے، اظہار ندامت کریں گے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہیں گے۔ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ حسرت وافسوس ہے ہم جیسے بندوں پر جنہوں نے رسولوں کا مذاق اُڑایا۔ ان سے استہزاء کیا اور ان کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔
(تفسیر ابن کثیر سورۃ یٰسٓ، آیت:۳۰)

قرآن کریم کے انیسویں پارے میں بھی قیامت کے دن ظالموں کی حسرت، افسوس اور واویلے کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمان ربانی ہے:

﴿ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝٢٧ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝٢٨ لَّقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا ۝٢٩ ﴾
(۲۵/الفرقان:۲۷تا۲۹)

''اور اس (قیامت کے) دن ظالم (ندامت وحسرت سے) اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا۔ کہے گا کاش! میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں (نجات کا) راستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے افسوس! کاش، میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا۔ تحقیق اس نے مجھے گمراہ کر دیا۔ اس کے بعد کہ نصیحت میرے پاس آ چکی تھی۔ اور شیطان تو انسان کو دھوکہ دینے والا ہے۔"

اسی طرح قرآن حکیم کے اکیسویں پارے میں بھی مجرموں کی حسرت، ندامت، پریشانی اور پشیمانی کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ دنیا میں تو کفار و مشرکین اور مجرمین، فخر و غرور سے دندناتے پھر رہے ہیں۔ حق کی آواز کو سننے اور اسے ماننے سے انکاری ہیں۔ انبیاء کی دعوت کو ٹھکراتے اور داعیان دین کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ مگر قیامت کے دن ان کا حال کیا ہوگا۔ جب بارگاہ رب العزت میں پیش کیا جائے گا اور خداوند ذوالجلال کے دربار عالی شان میں کھڑا کیا جائے گا۔ اس دن ندامت، شرمندگی اور پشیمانی سے ان کی گردنیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ شرم کے مارے آنکھیں نہ اُٹھا سکیں گے۔ اور عرض کریں گے "اے ہمارے رب!" تیرے رسول نے جس عذاب سے ہمیں ڈرایا، جن حقائق کے متعلق خبردار کیا اور دنیا میں جس عذاب کو تسلیم کرنے سے ہم انکار کرتے رہے تھے، آج ہم نے اس عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور کانوں سے سن لیا ہے۔ اب ہم خواب غفلت سے بیدار ہو گئے ہیں۔ اور پختہ وعدہ کرتے ہیں کہ تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔ بلکہ نیک اعمال کریں گے۔ تو بڑا رحیم و علیم اور قادر و کریم ہے۔ ہمیں ایک موقع عطا فرما، تاکہ ہم اپنی بندگی کا اظہار کر سکیں اور تیری اطاعت و فرمانبرداری کر کے سابقہ نافرمانیوں کے داغ دور کر سکیں۔ قرآن عزیز، ان کی ندامت و حسرت کا ذکر اپنے بلیغانہ اسلوب میں یوں فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝۱۲﴾ (۳۲/السجدۃ:۱۲)

"اور کاش! تم وہ حالت دیکھو، جب مجرم اپنے سروں کو جھکائے اپنے رب کے حضور پیش ہوں گے۔ (وہ کہیں گے) اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور کانوں سے سن لیا۔ پس (ایک بار) ہمیں دنیا میں بھیج۔ ہم نیک اعمال کریں گے۔ (اب) ہمیں پورا یقین آ گیا ہے۔"

قرآن حکیم فرماتا ہے کہ ان مجرموں کی یہ عرض داشت ٹھکرا دی جائے گی اور کہا جائے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اب دنیا میں واپسی ممکن نہیں ہے۔ تم نے ساری عمر اپنے رب، رسول اور آخرت کے دن کو بھلائے رکھا اور احکام الٰہی کو نظر انداز کیا۔ لہٰذا آج ہم نے تمہیں نظر انداز کر دیا اور اپنی رحمت سے محروم کر دیا ہے۔ جس عذاب سے تمہیں ڈرایا گیا مگر تم نے پرواہ نہ کی۔ اب ہمیشہ کے لیے وہی عذاب تمہارا مقدر اور جہنم ہی تمہارا ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ یہ عذاب ہماری طرف سے تم پر کوئی ظلم اور زیادتی نہیں۔ بلکہ تمہارے اپنے اعمال کا خمیازہ اور تمہارے کرتوتوں کی سزا ہے:

﴿فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾﴾ (۳۲/السجدۃ: ۱۴)

''اب چکھو۔ سزا اس جرم کی کہ تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا۔ (اس لیے آج) ہم نے تمہیں نظر انداز کر دیا اور اب چکھو ہمیشہ کے لیے عذاب۔ یہ بدلہ ہے ان اعمال کا جو تم (دنیا میں) کرتے تھے۔''

پنجابی شاعر نے غالباً ان قرآنی آیات کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ؏

رو رو کہسن دنیا اندر بھیج رہا اک واری
من قرآن، حدیث نبی دی کرساں تابعداری
حکم ہو سی ہُن دنیا اندر مول نہ ہرگز جانا
وچ عذاب جہنم اندر دائم برا ٹھکانا

یہی مفہوم سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیات میں بیان کیا گیا ہے:

﴿يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٣٠﴾﴾

(۳۶/یٰسین: ۳۰)

''بندوں کی (اس) حالت پر افسوس ہے کہ جب بھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول آیا تو انہوں نے اس کے ساتھ استہزاء اور مذاق ہی کیا۔''

مشرکین مکہ کو ڈانٹ:

''انطاکیہ'' والوں کی ہلاکت، جناب حبیب نجار رضی اللہ عنہ کی شہادت، اپنی قوم کے لیے ان کی ہمدردی کے جذبات، ان کے لیے مغفرت اور جنت کے داخلے کا اعلان فرمانے، نیز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافرمان بندوں پر افسوس کا اظہار کرنے کے بعد اللہ رب العزت نے مشرکین مکہ اور دنیا بھر کے کافروں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اگر تم شرکیہ عقائد ترک نہیں کرو گے۔ عقیدہ توحید نہیں اپناؤ گے۔ میرے آخری رسول جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی فرمانبرداری نہیں کرو گے اور آخرت پر ایمان نہ لاؤ گے تو پہلی قوموں کی طرح تمہیں بھی نیست ونابود کر دیا جائے گا۔ اور تمہارا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔ اے مشرکین عرب! تم اپنے گردونواح ایسی کئی بستیوں کو جانتے ہو اور دوران سفر تم نے کئی ایسے کھنڈرات کو دیکھا ہے جو بزبان حال سابقہ امم کی ہلاکت کی داستان سنا رہے ہیں۔ لہٰذا ان سے عبرت حاصل کرو۔ میرے رسول کے اطاعت گزار وفرماں بردار بن جاؤ۔ تاکہ کل قیامت کے دن جب تم میرے دربار میں حاضر کیے جاؤ تو تمہیں شرمندگی کا منہ نہ دیکھا پڑے۔ اور یاد رکھو! ایک دن آنے والا ہے، جب ہر جماعت، ہر گروہ اور ہر قوم کو ہمارے دربار عالی شان میں پیش ہونا ہوگا اور ہر شخص کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

سورۃ یٰسٓ کے دوسرے رکوع کی آخری دو آیات میں مشرکین کو یوں ڈانٹا گیا ہے:

﴿ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٣١﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿٣٢﴾ ﴾ (٣٦/یٰسٓ:٣١، ٣٢)

”کیا ان (مشرکوں) کو معلوم نہیں ہے۔ کہ ان سے پہلے ہم نے کتنی امتوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور وہ ان کی طرف (واپس) لوٹ کر نہیں آئے اور ان سب کو ہمارے سامنے حاضر کر دیا جائے گا۔“

اللہ تعالیٰ سے دلی دعا ہے۔ کہ ہم سب کو قرآن فہمی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ o

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۷

قدرت کی نشانیاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ ۚ اَحْیَیْنٰھَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْھَا حَبًّا فَمِنْہُ یَاْکُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِیْھَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ وَّ فَجَّرْنَا فِیْھَا مِنَ الْعُیُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِیَاْکُلُوْا مِنْ ثَمَرِہٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْہُ اَیْدِیْھِمْ ؕ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِھِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ اٰیَۃٌ لَّھُمُ الَّیْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْہُ النَّھَارَ فَاِذَا ھُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا ؕ ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۳۸﴾ وَ الْقَمَرَ قَدَّرْنٰہُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَھَآ اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّھَارِ ؕ وَکُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاٰیَۃٌ لَّھُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَھُمْ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَھُمْ مِّنْ مِّثْلِہٖ مَا یَرْکَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْھُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ وَ لَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَۃً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ﴿۴۴﴾﴾ (۳۶/ یٰسٓ: ۳۳ تا ۴۴)

’’ان کے لیے ایک نشانی یہ مردہ زمین ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اس میں سے غلہ نکالا۔ پس وہ اس سے کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کیے اور اس میں چشمے جاری کیے۔ تا کہ وہ اس کے پھل کھائیں اور اسے ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا۔ کیا وہ ان نعمتوں پر شکر ادا نہیں کرتے۔ ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کا جوڑا پیدا فرمایا جنہیں زمین اگاتی ہے اور خود ان کے نفسوں کو بھی (جوڑا بنایا) اور ان چیزوں کو بھی جنہیں وہ نہیں جانتے اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے کہ ہم اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن کو الگ کر دیتے ہیں۔ تو یک لخت وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور سورج اپنے مقررہ راستہ پر چلتا ہے۔ یہ غالب علیم کا مقرر کیا ہوا اندازہ ہے۔ اور ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بوسیدہ شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ سورج کی مجال ہے کہ چاند کو آ پکڑے اور نہ رات کی یہ طاقت ہے کہ دن سے آگے نکل جائے اور سب کے سب فلک میں تیر رہے ہیں۔ اور ان کے لیے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا اور ان کے لیے اس کشتی جیسی کئی چیزیں پیدا کیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں۔ پس ان کا کوئی فریاد رس نہ ہو اور نہ وہ بچائے جائیں سوائے اس کے کہ ہم ان پر رحمت فرمائیں اور ایک مدت تک انہیں فائدہ اٹھانے دیں۔"

ہر قسم کی حمد وثناء، تعریف وتسبیح، تحمید وتمجید اور کبریائی اللہ رب العالمین، ارحم الراحمین اور احسن الخالقین کے لیے ہے۔ جس نے کائنات کی ہر چیز کو انسان کے لیے اور انسان کو عبادت رحمان کے لیے پیدا فرمایا۔ اور لا تعداد و بے حساب درود وسلام رہبر اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر، جنہیں اللہ تعالیٰ نے توحید کی تبلیغ، شرک کی تردید اور دین کی تعلیم کے لیے مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ نے بڑے احسن اور اکمل پیرائے میں اپنے فرائض کو نبھایا اور قوم کو حقیقی معنوں میں "رب کائنات کا تعارف" کروایا اور اس خالق ومالک اور رازق وحاکم کی کبریائی اور یکتائی کے نشانات کو واضح فرمایا۔

تمہیدی کلمات:

سورۃ یٰسین کی تلاوت کردہ آیات طیبات میں خالق کائنات نے اپنی توحید کے دلائل اور نشانات کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے اور اپنی ذات کے تعارف کے لیے اپنی قدرت کی نشانیوں میں سے آٹھ ایسی فقید المثال نشانیاں بیان فرمائی ہیں جن کو پڑھ کر روح کو اطمینان اور دل کو سکون میسر ہوتا ہے۔ اور انسان کا دل چاہتا ہے کہ وہ اپنے اس عظیم واعلیٰ، برتر وبہتر اور حاکم واحکم "رب" کے سامنے فوراً سجدہ ریز ہو جائے۔ اس سے اپنے گناہوں کی معافی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال کرے، آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے اور دست سوال دراز کر کے اس سے مانگتا ہی چلا جائے۔

آپ یہ بات جان چکے ہیں کہ سورت یٰسین کے تین اہم موضوعات ہیں۔ 1۔ رسالت، 2۔ توحید، 3۔ قیامت، رسالت کی حقیقت، رسولوں کا مشن اور انبیاء کی حیثیت اور عبدیت بیان ہو چکی ہے اس کی مزید وضاحت کے لیے انطاکیہ کی طرف بھیجے جانے والے تین رسولوں کے حالات بھی بیان ہو چکے ہیں۔ رسالت کے بارے میں ان حقائق کو ظاہر کرنے کے بعد رب السموات والارض نے توحید کے دلائل اور اپنی قدرت کی نشانیوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے آیئے مختصر الفاظ میں قرآن ہی کی زبان میں ان آیات ونشانات کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

پہلی نشانی:

اللہ رب العالمین نے اپنی توحید، قدرت اور اختیارات کی پہلی نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ آسمان سے پانی برسا کر مُردہ زمین کو زندہ کرنا یعنی اس میں روئیدگی، ترو تازگی اور ہریالی پیدا کرنا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اس میں کسی دوسرے کا کوئی عمل دخل نہیں اور جس طرح رب العزت بارش کے ذریعے مُردہ زمین کو زندہ کرنے اور اس میں سبزہ اگانے پر قادر ہے اس طرح وہ قیامت کے دن تمام مُردوں کو زندہ کر کے اٹھانے پر بھی قادر ہے۔

﴿وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾﴾ (۳۶/یٰسین: ۳۳)

”اور ان کے لیے ایک نشانی مُردہ زمین ہے جسے ہم نے زندہ کر دیا اور اس میں سے غلہ نکالا پس وہ اسے کھاتے ہیں۔“

ہم دیکھتے ہیں کہ زمیندار کھیت کو تیار کر کے بیج ڈالتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے اس کی بالیاں زمین کے جگر کو چیرتی ہوئی باہر نکل آتی ہیں اور چند مہینوں میں فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے اور زمین میں بوئے جانے والے ایک دانے سے اللہ تعالیٰ سات سو دانے پیدا فرماتا ہے۔ سبحان اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم ہی سے معلوم کرتے ہیں کہ اللہ احکم الحاکمین مردہ زمین سے کس طرح دانے اور غلہ پیدا فرماتا ہے اور اسے انسانوں کی غذا کے لیے تیار فرماتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ (۲/البقرۃ:۲۶۱)

''اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی مثال اس دانے جیسی ہے جس نے سات بالیاں اگائیں۔ ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کے لیے چاہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

قرآن کریم کے ستائیسویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے توحید کی اسی نشانی اور دلیل کو دوسرے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے انسانو! کھیتی باڑی کے بارے میں تمہیں بخوبی علم ہے اور اس سلسلے میں تمہاری معلومات خاصی وسیع ہیں۔ تم جانتے ہو کہ انسان کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ ہل چلائے اور زمین کو تیار کر کے اس میں بیج ڈال دے۔ اس کے بعد انسان کا کام ختم ہو جاتا ہے اور رب العالمین کی قدرت کاملہ کا ظہور شروع ہو جاتا ہے۔ اب اس بیج سے کونپلیں نکلنے، انہیں موٹا کرنے، مضبوط پودا بنانے اور پک کر تیار ہونے تک کے مراحل میں انسان کا کوئی عملی کردار نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ خود ہی اس دانے کے لیے حسب ضرورت حرارت، ٹھنڈک، روشنی اور رطوبت وغیرہ کا انتظام فرماتا ہے۔ درخت کو دیکھو! جو، رب ایک معمولی دانے سے اتنا بڑا درخت بنانے پر قادر ہے کیا اس کا حق نہیں کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ نیز فرمایا کہ جو پروردگار عالم ایک گلے ہوئے دانے سے تن آور درخت پیدا کر سکتا ہے۔ کیا وہ خاک میں ملنے کے بعد انسان کو نئی زندگی عطا نہیں کر سکتا؟ یقیناً کر سکتا ہے۔ قرآن عزیز اسی مفہوم کو اپنے معجزانہ اسلوب میں یوں بیان فرماتا ہے:

﴿اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝﴾

(۵۶/واقعہ: ۶۳، ۶۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیا تم نے دیکھا ہے جو تم بوتے ہو کیا تم اسے اگاتے ہو یا ہم ہی اسے اگانے والے ہیں۔''

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم نے غالباً انہیں آیات کا مقصد اپنے شاعرانہ انداز میں سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ:

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
کون لایا کھینچ کر پچھم سے باد ساز گار؟
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نورِ آفتاب؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے، خُوئے انقلاب؟

ان تمام سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ سارے کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ اور اختیار میں ہیں۔ اس کے سوا کوئی دوسرا یہ کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ لہٰذا عبادت کا مستحق بھی صرف وہی ہے۔

دوسری نشانی:

سورۂ یٰسٓ کی اِن آیات طیبات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی دوسری دلیل یہ بیان فرمائی ہے کہ زمین میں کھجوروں، انگوروں اور دوسرے پھلوں کے باغات بھی ہم ہی اگاتے اور انہیں پروان چڑھاتے ہیں۔ ہمارے سوا کوئی دوسرا یہ کام نہیں کر سکتا۔ اس لیے وہ ذات اقدس جو تمہارے لیے پھلوں کے باغات پیدا فرماتی ہے اسی کا حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اسے وحدہٗ لاشریک مانا جائے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّاَعْنَابٍ﴾

''اور ہم نے زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغات اگائے۔''

یعنی پروردگار عالم انسان کو سمجھانا چاہتا ہے کہ اے انسان! ذرا غور کر، چشم عبرت کھول اور توجہ سے سن کہ زمین کو تو نے مختلف ٹکڑوں اور حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے کسی خطے میں انگور لگا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے تو کسی حصے میں کھجوریں کاشت کر رہا ہے۔ اور ایک ہی پانی سے ساری زمین سیراب کرتا ہے۔ زمین بھی ایک ہے، موسم بھی ایک ہے، پانی بھی ایک، فصل کاشت کرنے والا بھی ایک مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات ہر جگہ الگ الگ ہیں، کوئی باغ اور فصل اعلیٰ، کوئی ادنیٰ، کوئی بہترین، کوئی کمترین۔ زمین کے کسی حصے میں کوئی فصل اور دوسرے خطے میں دوسرا باغ، یہ سب اللہ احکم الحاکمین کی قدرت کے ناقابل تردید دلائل اور اس کی توحید کی نشانیاں ہیں جنہیں کسی صورت جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ اسی مفہوم کو قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝﴾ (۱۳/ الرعد: ۴)

''اور زمین میں مختلف ٹکڑے ہیں جو قریب قریب ہیں اور انگوروں کے باغات ہیں اور کھیتیاں اور کھجوریں ہیں۔ جو ایک تنے سے پھوٹی ہیں اور کچھ الگ الگ تنوں سے نکلتی ہیں۔ انہیں ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ اور ہم ذائقے کے اعتبار سے بعض (درختوں) کو بعض پر فضیلت دیتے ہیں، بے شک اس میں عقل مند قوم کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔''

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم کے متعدد مقامات پر یہ بات بالوضاحت بیان فرمائی ہے کہ اس نے زمین میں باغات اور فصلیں کمال حکمت اور کمال علم کے ساتھ پیدا کر کے انسانوں کی خوراک کا انتظام فرمایا ہے اور ایک ایک دانے اور ایک ایک گٹھلی سے سینکڑوں اور ہزاروں دانے اور ہزاروں گٹھلیاں پیدا کر کے انسان کو نصیحت کی ہے کہ اے غافل انسان! تو ایسے قادر وقیوم، خالق ومالک اور حاکم ورازق اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر در در کی ٹھوکریں کیوں کھا رہا ہے؟ عبادت صرف اور صرف اللہ رب العالمین کا حق ہے۔ وہی مشکل کشا، حاجت روا اور دافع البلاء ہے۔ فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝﴾ (۶/ الانعام: ۹۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بلاشبہ دانے اور گٹھلی کو اللہ تعالیٰ ہی پھاڑنے والا ہے۔ وہی نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور وہی نکالنے والا ہے مُردہ کو زندہ سے۔ یہی اللہ تعالیٰ ہے۔ پس تم کدھر بہکے جارہے ہو۔''

شاعر حقیقت شیخ محمد سعید الفت رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں کہ اے انسان!

اوہ تاریاں دے بلدے چراغ تیرے واسطے
ایہہ میویاں دے پکے ہوئے باغ تیرے واسطے
انب تیرے واسطے انار تیرے واسطے
ایہہ گچھے نے انگوراں دے تیار تیرے واسطے
ایہہ سنگترا، تے مالٹا، مسمّی تیرے واسطے
انجیر وچ دنیا دے جمّی تیرے واسطے
ایہہ جا مناں تے فالسہ بُخارا تیرے واسطے
کیلا ہری چھال دا نیا را تیرے واسطے
ایہہ کھیتیاں تے سبزہ وزار تیرے واسطے
باغ وچ اوندی آ بہار تیرے واسطے
صرف سورج مکھی نئیں اکیلی تیرے واسطے
ایہہ چنبا تیرے واسطے چنبیلی تیرے واسطے
اوہ بادشاہ جو پھُلاں دا جناب تیرے واسطے
ہے باشاں کھلار دا گلاب تیرے واسطے
کھلے ہوئے غنچے بے حساب تیرے واسطے
تے کلیاں نے چکنے نے نقاب تیرے واسطے
احسان لکھ تیرے اوتے پروردگار دا
فیر اوہدا بند یا تو شکر نئیں گزار دا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری نشانی:

اللہ رب العزت نے اس بابرکت سورۃ میں اپنی قدرت کی تیسری نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ ہم نے انسانوں کی آبی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے زمین میں چشمے جاری فرما دیے ہیں۔ کہ دریاؤں، نہروں اور چشموں کا پانی انسانوں، اور جانوروں کے پینے، دھونے اور کھیتی باڑی کے کام آتا ہے۔ جس سے انسانوں اور حیوانوں کی غذائی ضروریات پوری ہوتی ہیں:

﴿ وَّ فَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴾

''اور ہم اس زمین میں چشمے جاری فرما دیئے۔''

قرآن حکیم کے انیسویں پارے میں ذکر ہے کہ جناب ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ اے میری قوم! تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت و فرمانبرداری کرو اور اس اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر جاؤ جس نے تمہاری جانی ہوئی چیزوں سے تمہاری مدد کی یعنی اس ذات بابرکات نے تمہیں چار پاؤں اور بیٹوں کی نعمت سے نوازا۔ نیز تمہارے لیے اس نے باغات بنا دیئے اور ان میں چشمے جاری فرما دیئے۔

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۚ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۚ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ ۙ وَجَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۚ ﴾ (۲۶/ الشعرآء: ۱۳۱ تا ۱۳۴)

''پس اللہ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری اختیار کرو۔ اور اس (اللہ تعالیٰ) سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی جنہیں تم جانتے ہو۔ اس نے تمہارے جانوروں اور بیٹوں سے اور باغات سے اور چشموں سے تمہاری مدد فرمائی۔''

مختصر یہ کہ زمین سے چشموں کا جاری ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات میں سے ایک اہم نشان اور اس کی توحید کے دلائل میں سے ایک اہم دلیل ہے۔

﴿ وَّ فَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴾

''اور ہم نے اس زمین میں چشمے جاری فرما دیئے۔''

پھر رب العالمین نے فرمایا کہ باغات، پھل، پھول، اناج اور سبزہ اگانے کا مقصد اور غرض وغایت یہ ہے کہ انسان اور جانور پھل کھائیں کیونکہ ان کی زندگی کی بقا کے لیے خوراک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ضروری چیز ہے لِيَاكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ۔ تا کہ وہ اس کا پھل کھائیں اور اپنی ضروریات کی اشیاء استعمال کریں۔

معبودانِ باطلہ کی بے بسی:

اس کے بعد خالق کائنات نے معبودانِ باطلہ کی بے بسی اور لاچاری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے انسانو! تم غور وخوض تو کرو کہ ان اشیاء مذکورہ میں سے کیا کوئی چیز ان معبودوں نے بھی بنائی ہے۔؟ کیا بارش برسا کر دریا، نہریں اور چشمے انہوں نے جاری کیے ہیں؟ کیا کھجوروں، انگوروں اور دوسرے پھلوں کے باغات پیدا کرنے میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ کیا پھل، پھول اور اناج کو وجود بخشنے میں ان کا کوئی کارنامہ ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو پھر ان اشیاء کے مالک، خالق، حاکم اور رازق کا ہی حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کا شکر بجالایا جائے۔ فرمایا:

﴿وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝۳۵﴾

”اور ان (اشیاء) کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا کیا پس وہ (ان نعمتوں پر) شکر ادا کیوں نہیں کرتے؟“

حق تو یہ تھا کہ خالق حقیقی کی پیدا کردہ اشیاء کو استعمال کر کے، اس کی عطا کردہ غذا کھا کے، اس کے تخلیق کردہ باغات، پھل، سبزیوں، پھولوں اور چشموں سے فائدہ اٹھا کر انسان اس کا شکر گزار بندہ بن جاتا مگر افسوس کہ جس اللہ کریم نے انسان کے لیے ہر چیز کو پیدا کیا، یہ انسان اس کی عبادت کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے پر تیار اور آمادہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکر گزار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ کسی عارف نے کیا خوب کہا ہے۔

جانور پیدا کیے تیری رضا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
سارا جہاں تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

چوتھی نشانی:

سورۂ یٰسین کی زیر بحث آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی چوتھی نشانی اور توحید کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی دلیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۶﴾﴾ (۳۶/یٰسٓ:۳۶)

”ہر عیب سے پاک ہے وہ (اللہ) جس نے ہر چیز کو جوڑا پیدا فرمایا۔ جنہیں زمین اگاتی ہے اور خود اُن کے نفسوں کو بھی (جوڑا بنایا) اور ان چیزوں کو بھی (جوڑا بنایا) جنہیں وہ نہیں جانتے۔“

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ زمین میں سے اُگنے والی اجناس مثلاً اناج، پھل، پھول، درخت، گھاس، اور دیگر نباتات کے بھی اللہ تعالیٰ نے جوڑے یعنی نر اور مادہ بنائے ہیں جن سے اس کی نسل آگے چلتی ہے اور نباتات میں عمل تلقیح کا ذکر کرتے ہوئے رب تعالیٰ نے فرمایا: وَجَعَلۡنَا الرِّیَاحَ لَوَاقِحَ کہ نر درخت کے تولیدی اجزاء کو ہوائیں اڑا کر مادہ کے پاس لے جاتی ہیں اور اسے بار آور کر دیتی ہیں۔ جس سے جانداروں کے لیے خوراک مہیا ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ جوڑوں کی تخلیق کا معاملہ صرف نباتات تک محدود نہیں بلکہ وَمِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ۔ اور اس نے انسانوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات انسانوں، حیوانوں، درندوں، پرندوں، چرندوں اور جنوں وغیرہ کے جوڑے (نر اور مادہ) پیدا فرمائے ہیں۔ پھر نر اور مادہ کے ملاپ سے نسل آگے چلتی ہے۔ اگر خدانخواستہ اللہ تعالیٰ جوڑوں کی بجائے صرف نر یا مادہ پیدا فرماتا تو نسل کی بقا ممکن نہ تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ اور علم واسعہ سے ہر مخلوق کا جوڑا پیدا فرمایا۔ آیت کے آخری ٹکڑے میں فرمایا کہ کئی اور مخلوقات بھی ہیں جو تمہارے علم و ادراک میں نہیں مگر ہم نے ان کے بھی جوڑے بنا رکھے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لاتعداد مخلوقات ہماری نظروں سے اوجھل ہیں جو زمین کی تہوں اور سمندروں کی گہرائیوں میں زندگی گزار رہی ہیں۔ جن کے نام اور کام سے ہم واقف نہیں۔ فرمایا۔ وَمِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ اور ہم نے ان اشیاء کے بھی جوڑے بنائے ہیں، جنہیں تم جانتے تک نہیں ہو۔

اس کے علاوہ جوڑوں کی ایک تیسری قسم بھی ہے جو غیر مرئی ہے۔ مثلاً نیکی اور بدی، گرمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سردی، معروف اور منکر، غمی اور خوشی، اندھیرا اور اجالا، بیماری اور تندرستی، دھوپ اور چھاؤں اور ان میں سے ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ نیکی، بدی کے ذریعے، روشنی اندھیرے کے ذریعے اور دھوپ سائے کے ذریعے پہچانی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جس خالق کائنات نے جوڑوں کا یہ نظام جاری وساری فرمایا ہے وہ خود ان اسباب وذرائع کا محتاج اور ان حدود کا پابند نہیں ہے بلکہ وہ: عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۶﴾ ہے۔ اس کی صفت سبحان اور اس کی خوبی رحمان ہے وہ ہر عیب سے منزہ اور شرک سے پاک ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾﴾ (۳۶/یٰسٓ:۳۶)

''پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا فرمائے جن کو زمین اگاتی ہے اور خود ان کے نفسوں کے بھی اور ان اشیاء کے بھی جن کو وہ نہیں جانتے۔''

پانچویں نشانی:

اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کی پانچویں نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ خالق ارض وسماء نے اپنی قدرت کاملہ سے رات اور دن کا ایسا نظام اور سلسلہ قائم فرما رکھا ہے کہ جب انسان دن بھر کام، محنت اور مزدوری کر کے تھکاوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تو ان کے آرام، راحت اور سکون کے لیے رات آجاتی ہے۔ تاکہ آرام کر کے اپنی تحلیل شدہ قوت بحال کر سکیں اور جب ان کی راحت اور آرام کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ تو اللہ رب العالمین پھر دن کی روشنی پیدا فرما دیتا ہے۔ تاکہ لوگ اپنے کام کاج اور کاروبار میں مصروف ہو جائیں۔ الغرض رات اور دن کا نظام بھی رب العزت کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی اور اس کی توحید کے دلائل میں سے ایک بڑی دلیل ہے فرمان ربانی ہے:

﴿وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾﴾

(۳۶/یٰسٓ:۳۷)

''اور ان کے لیے ایک نشانی رات بھی ہے۔ کہ ہم اس سے دن کو اتار دیتے ہیں۔ تو اچانک وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم کی سورۃ فرقان میں اسی مفہوم کو ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝﴾ (۲۵/ الفرقان: ۶۲)

''اور (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا ہے۔اس شخص کے لیے جو نصیحت قبول کرنا چاہتا ہے یا شکر گزار بننے کا خواہش مند ہے۔''

یعنی قدرت کی یہ عظیم نشانی صرف ان لوگوں کے لیے فائدہ مند ہے جو قبول حق کا جذبہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنے کے آرزو مند ہیں اور وہ رب العالمین کے پیدا کردہ ان اوقات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کہ دن میں اُن سے کوئی غلطی، خطا، لغزش اور گناہ ہو جائے تو وہ رات کی گھڑی میں اپنے رب سے معافی طلب کرتے اور اسے منانے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر رات کے لمحات میں کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو دن کے وقت اس کی تلافی کر کے اپنا گناہ معاف کروا لیتے ہیں۔ یہی بات قرآن کریم کے آخری پارے میں ان الفاظ کے ساتھ استفہامیہ انداز میں بیان کی گئی ہے:

﴿اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝ وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝ وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝ وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝ وَّ جَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا ۝ وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝﴾ (۷۸/ النبا: ۶ تا ۱۱)

''کیا ہم نے زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا؟ اور ہم نے تمہیں جوڑا پیدا کیا اور ہم نے تمہاری نیند کو باعث آرام بنایا اور ہم نے رات کو پردہ بنا دیا اور دن کو ہم نے روزی کمانے کے لیے بنایا۔''

حقیقت یہ ہے کہ دن اور رات کا تسلسل توحید الٰہی کی اتنی واضح اور صریح دلیل ہے کہ اسے سمجھنے کے لیے نہ تو لمبی چوڑی سوچ و بچار کی ضرورت ہے اور نہ ہی علم و فضل کی بلکہ ایک ان پڑھ، جاہل اور کم عقل و کم فہم بھی اچھی طرح سمجھتا اور جانتا ہے کہ یہ سارا نظام ہزاروں لاکھوں سالوں سے قائم اور بڑی باقاعدگی سے جاری و ساری ہے اور اس میں کبھی ذرہ بھر بھی فرق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں آیا۔ظاہر بات ہے کہ اس نظام لیل ونہار کو چلانے والا ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔لہٰذا اسی کا حق ہے۔کہ اس کی عبادت کی جائے،اسی کے سامنے سر کو جھکایا جائے اور جبین نیاز اسی کے حضور خم کی جائے اور اس کی عبادت میں کسی دوسرے کو قطعاً کسی صورت بھی شریک نہ کیا جائے چوبیسویں پارے میں فرمان الٰہی ہے:

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝۶۱ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ ۝۶۲ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ۝۶۳ ﴾ (۴۰/مومن:۶۱ تا ۶۳)

''اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے رات بنائی ہے تاکہ تم اس میں آرام کرو اور اسی نے دن کو روشن بنایا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ اس کی نعمتوں پر شکر ادا نہیں کرتے۔ وہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے وہی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔پس تم راہ حق سے کیسے روگردانی کرتے ہو؟ اسی طرح (راہ حق سے) ان بدنصیبوں کا منہ پھیر دیا جاتا ہے۔جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔''

دن رات کے اسی نظام اور اس میں توحید ربانی کے دلائل اور اس کی قدرت کے نشانات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ محمد سعید الفت رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے کہ اے انسان!

ساری دن ایہہ ساری کائنات تیرے واسطے
اے دن تیرے واسطے ایہہ رات تیرے واسطے
تیرے لئی زمین آسمان تیرے واسطے
او کملیا ایہہ دونویں ای جہان تیرے واسطے
احسان لکھ تیرے اتے پروردگار دا
فیر اوہدا بندیا توں شکر نئیں گزار دا

قدرت الٰہی کی پانچویں نشانی کی تفصیل وتشریح میں جائے بغیر ہم صرف ایک آیت پیش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾﴾ (۱۷/ بنی اسرائیل:۱۲)

''اور ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا ہے۔ پس ہم نے رات کی نشانی (روشنی) کو مدہم کر دیا اور دن کی نشانی کو روشن بنا دیا تا کہ تم اپنے رب کی طرف سے رزق تلاش کرو (دن اور رات سے) اور سالوں کی تعداد اور حساب جان لو اور ہم نے ہر چیز کو بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔''

شب و روز کا نظام:

اس حقیقت کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ دن کی روشنی سے رات کی تاریکی کو اور رات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے دن کے اجالے کو نکالنا صرف اور صرف اللہ رب العزت ہی کا کام ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت یہ کام انجام نہیں دے سکتی اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ رات کو مسلط کر دے تو کوئی دن کی روشنی نہیں لا سکتا اور اگر رب العالمین ہمیشہ کے لیے دن کا اجالا ہی رکھے تو کوئی رات کی تاریکی نہیں لا سکتا۔ آیئے اس بات کو بھی قرآن مجید کی زبان میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَاۗءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾﴾

(۲۸/ القصص:۷۱ تا ۷۳)

''(اے پیغمبر ﷺ) آپ ان سے پوچھیے کہ بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لیے قیامت تک رات بنا دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود ہے جو تمہیں روشنی لا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے۔کیا تم سنتے نہیں ہو۔؟ (اے رسول ﷺ) آپ ان سے دریافت فرمائیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت تک دن بنا دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون الٰہ ہے جو تمہیں رات لا دے تا کہ تم اس میں آرام اور سکون کر سکو۔کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟ اور اس (اللہ تعالیٰ) نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے دن اور رات بنائے ہیں۔تا کہ تم رات میں آرام کرو اور دن میں اس کے فضل (رزق) کو تلاش کرو اور یہ کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔"

اس آیت مبارکہ میں رب کائنات نے اپنی توحید کے اثبات اور شرک کی تردید کے لیے دو عقلی دلائل بیان فرمائے ہیں جنہیں ہر انسان معمولی غور وفکر سے سمجھ سکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے شب وروز کا توازن کیسے عجیب وغریب طریقے سے قائم کر رکھا ہے کہ دن اور رات یکے بعد دیگرے آتے جاتے ہیں۔اور ان کا آنا جانا انسانی زندگی کے معمولات کے لیے معاون اور مددگار ہے۔اگر یہ سلسلۂ لیل ونہار جامد کر دیا جائے اور ان کی آمد ورفت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکاوٹ ڈال دی جائے تو کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے اور شاید کوئی بھی جاندار سلسلۂ حیات کو جاری نہ رکھ سکے یہ خالق کائنات کا بہت بڑا احسان اور انعام ہے کہ اس نے نظام لیل ونہار کو ایک مربوط ومنظم انداز سے جاری فرما رکھا ہے تا کہ ہم اس کے احسانات کو یاد کر کے اس کے شکر گزار بندے بن جائیں۔

توحید ربانی کی اس دلیل اور قدرت الٰہی کی اس نشانی کو قرآن عزیز کے تیسرے پارے میں معجزانہ اختصار کے ساتھ یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿ تُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ﴾ (۳/آل عمران:۲۷)

"(اے اللہ تعالیٰ) تو ہی داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور تو ہی داخل کرتا ہے دن کو رات میں۔"

چھٹی نشانی:

سورۃ یٰسٓ کی ان آیات طیبات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی چھٹی (6) نشانی "سورج" کو قرار دیا ہے۔اور فرمایا ہے کہ اے انسان! اگر تجھے قدرت الٰہی کی پہچان اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید خداوندی کے لیے مزید دلائل کی ضرورت ہے تو چمکتے ہوئے سورج کو دیکھ لے کہ وہ ہمیشہ سے اپنے مقررہ راستہ پر چل رہا ہے۔ جو مدار، اس کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے وہ اسی میں محو گردش ہے۔ اس کی کیا مجال کہ وہ ذرا سا سرک کر کسی اور جگہ پہنچ جائے اور جس ٹائم ٹیبل کا اسے پابند بنایا گیا ہے اس کی یہ جرأت و طاقت نہیں کہ اس سے لمحہ بھر کی تقدیم و تاخیر کر سکے۔ جس رب العزت نے انسان کی خدمت کے لیے اتنا بڑا سورج پیدا فرما دیا ہے اور اسے اپنے حکم کا پابند اور غلام بنا دیا ہے۔ کیا اس کا یہ حق نہیں کہ اسی کی عبادت کی جائے اور انسان بھی سورج کی طرح۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ کا مطیع و فرمانبردار اور اطاعت شعار و وفادار بن کر زندگی گزارے۔ نیز فرمایا کہ سورج کے لیے جو مستقر زمانی یا مستقر مکانی اس خالق و مالک نے مقرر کر دیا ہے وہ حتمی اور آخری ہے اس میں رد و بدل یا ترمیم و تنسیخ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ نظام ہر چیز پر غالب ہے اور ہر شے کی حقیقت کا پورا علم رکھنے والے رب العزت کا مقرر کردہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴾

(۳۶/یٰسٓ:۳۸)

''اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا ہے۔ یہ اندازہ مقرر کیا ہوا ہے اس اللہ تعالیٰ کا جو غالب اور جاننے والا ہے۔''

''مستقر'' سے مراد یہاں زمانی مستقر ہے یعنی سورج اپنے مقررہ وقت تک محو سفر ہے اور قیامت تک مسلسل چلتا رہے گا اور جب قیامت برپا ہو گی تو۔ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ سورج کو لپیٹ دیا جائے گا، اس کو بے نور کر دیا جائے گا اور کائنات پر اندھیرا ہی اندھیرا چھا جائے گا۔

بعض اہل علم کا فرمان ہے کہ سورۃ یٰسٓ کی اس آیت مبارکہ میں سورج کے لیے جو ''مستقر'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے مراد مستقر مکانی ہے۔ یعنی آفتاب اپنے مدار میں مقررہ رفتار سے سفر کر رہا ہے۔ اور اس کے خالق نے جو مدار اس کے لیے مقرر کر دیا ہے وہ اس سے ذرا بھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتا:

نبی کریم ﷺ نے سورۃ یٰسٓ کی اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِیْ اَیْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰی تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴾))

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر سورۃ یٰسین)

''جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غروب شمس کے وقت مسجد میں نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ اے ابوذر! کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور سورج اپنے مستقر کے لیے چلتا رہتا ہے یہ غالب وعلیم کا مقرر کردہ اندازہ ہے۔''

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سورت یٰسین کی اس آیت کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ)) (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ یٰسین)

''سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔''

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ سورج، تحت العرش اپنے خالق کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنی رفتار کو جاری رکھنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ فَیُؤْذَنُ لَهَا پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت پا کر وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے۔

((وَیُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ فَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَا یُؤْذَنُ لَهَا))

''قریب ہے کہ آفتاب سجدہ کرے مگر اس کا سجدہ قبول نہ کیا جائے گا اور وہ اجازت طلب کرے تو اُسے اجازت نہ دی جائے۔''

بلکہ حکم ہو کہ۔ اِرْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ۔ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا۔ چنانچہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ یٰسین آیت:۳۸)

صحابی رسول جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سورج کو مشرق سے طلوع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی اجازت نہیں ملے گی بلکہ مغرب کی طرف سے طلوع ہونے کا حکم دیا جائے گا تو یہی قیامت کا دن ہوگا۔ لوگ دہشت زدہ اور خوفزدہ ہو جائیں گے اور قیامت کی ہولنا کی اور وحشت کی وجہ سے قبول ایمان کا اعلان کرنے لگیں گے۔ مگر:

﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾ (۶/الانعام:۱۵۸)

''اس دن کسی کا ایمان لانا اسے نفع نہ دے سکے گا۔ اگر اس نے پہلے ایمان قبول نہ کیا ہوگا اور اس وقت کی کوئی نیکی قبول نہ کی جائے گی۔''

ایک سوال اور جواب:

بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ جب آفتاب سجدہ ریز ہو کر دربار الٰہی سے اجازت طلب کرتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ وہ اپنی رفتار روک کر ہی ایسا کرتا ہوگا۔ جس سے اس کے معمول میں فرق آنا لازمی ہے مگر کبھی بھی سورج کی رفتار میں ذرہ فرق نہیں آیا اس کی وجہ کیا ہے؟۔

علماء تفسیر اور اہل علم نے مذکورہ سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ سورج کی سجدہ ریزی اور طلب اجازت کی مثال خواب جیسی ہے۔ خواب میں انسان کئی قسم کے مختلف امور انجام دے رہا ہوتا ہے مگر اس کے دل کی حرکت اور اس کے ساتھ زندگی کا تعلق قائم رہتا ہے اور اس میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آتا۔ اسی طرح آفتاب بھی اپنی رفتار میں رکاوٹ یا کمی کیے بغیر اور اپنے کام میں خلل ڈالے بغیر اللہ تعالیٰ کو سجدہ بھی کرتا ہے اور اس سے اجازت بھی طلب کرتا ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے، روح المعانی، سورۃ یٰسین آیت:۳۸)

بعض اصحابِ علم کا خیال ہے کہ آفتاب اپنے سفر کے دوران ہر ہر لمحہ اپنے سفر کے تسلسل کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کرتا ہے، وہ خالق کائنات کی اجازت کے بغیر ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھتا اور سورج کی اسی اجازت طلبی کا نام سجدہ ہے۔ بعض علماء آفتاب کے تحت العرش سجدہ کرنے والی حدیث کو متشابہات میں شمار کرتے ہیں۔

(تفسیر مظہری سورۃ یٰسین آیت:۳۸)

آفتاب..... دلیل توحید:

قرآن حکیم بیان فرماتا ہے کہ جد الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے دربار میں طلوع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آفتاب کو اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور توحید کی دلیل کے طور پر پیش کیا اور اس کے دعوائے ربوبیت کے ثبوت میں سورج کے مطلع میں ردوبدل کا مطالبہ کیا لیکن نمرود اپنے تمام تر دعاوی کے باوجود جناب ابراہیم علیہ السلام کی دلیل کا کوئی جواب نہ دے سکا۔

ہوا یوں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دعوت توحید کی پاداش میں گرفتار کر کے بادشاہ وقت اور خدائی کے دعویدار نمرود کے دربار میں پیش کیا گیا۔ اس زمانے کی رسم، رواج اور طریقہ کار یہ تھا کہ جو شخص بھی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتا وہ بادشاہ کو سجدہ کرتا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دور جہالت کی اس پابندی اور رسم کو توڑا اور رب العزت کے سوا کسی کے سامنے جھکنے اور غیر اللہ کے حضور سجدہ ریز ہونے سے انکار کر دیا۔ نمرود کے لیے یہ بات بڑی عجیب اور حیران کن تھی کہ اس کی رعایا کا کوئی فرد اس کے سامنے پیش ہو اور وہ اسے سجدہ نہ کرے۔ اس نے فوراً جناب ابراہیم علیہ السلام سے گستاخی اور بے ادبی کی وجہ دریافت کی۔ (آج بھی بعض لوگ غیر اللہ کو سجدہ نہ کرنے والوں کو بے ادب اور گستاخ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ جو سراسر کم علمی، جہالت، ضد، ہٹ دھرمی، تعصب اور قرآن وسنت سے دوری کا نتیجہ ہے) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھرے دربار میں بڑے واشگاف الفاظ میں فرمایا ''میں اپنے رب کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہوں'' نمرود نے جواب دیا کہ ''میں بھی تو تمہارا رب ہوں'' توحید الٰہی کے علمبردار جناب ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا۔ تم تو محض حاکم وقت ہو۔ رب نہیں ہو۔ بادشاہ نے پوچھا رب کون ہے؟ آپ نے فرمایا رب وہ ہے جو موت وحیات کا مالک ہے۔ اور زندہ کرنا اور مارنا اسی کے اختیار میں ہے۔ زندگی اور موت تیرے قبضہ اختیار میں نہیں۔ لہٰذا تو رب نہیں ہو سکتا۔

جناب ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر نمرود سخت غصے میں آیا اور اکڑ کر کہا کہ زندگی اور موت تو میرے اختیار میں بھی ہے۔ میں جسے چاہوں زندہ رکھوں اور جسے چاہوں موت کی نیند سلا دوں۔ چنانچہ اس نے اپنے دعوے کو عملی طور پر ثابت کرنے کے لیے ایک آدمی کو بلایا جس کے لیے قتل کا حکم صادر ہو چکا تھا یعنی وہ واجب القتل تھا اسے رہا کرتے ہوئے کہا۔ دیکھو! میں نے اسے زندگی بخش دی ہے۔ ایک بے گناہ و بے قصور شخص کو بلا کر فوراً قتل کروا دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اعلان کیا کہ دیکھو میں نے اسے موت سے دوچار کر دیا ہے۔

جناب ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی جہالت کو بھانپتے ہوئے فلسفۂ موت وحیات پر مزید بحث مناسب نہ سمجھی اور اس کے سامنے رب کائنات کی توحید کی ایسی عام فہم دلیل پیش کی جس کا وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ''اسے اللہ'' مانتا ہوں جو ہر روز سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے۔ اگر تو بھی اپنے آپ کو رب اور خدائی اختیارات کا مالک سمجھتا ہے تو آج اسے مغرب سے طلوع کر کے دکھا۔

قرآن حکیم بیان کرتا ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے جب نمرود جیسے مغرور متکبر اور ربوبیّت کے دعویدار کے سامنے ''طلوع آفتاب'' کو توحید کی دلیل بنا کر پیش کیا تو وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکا اور مبہوت ہو کر خاموش ہو گیا اور اپنی جھوٹی عزت و وقار اور سلطنت کو قائم رکھنے کے لیے جناب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلانے اور ختم کرنے کا جابرانہ فیصلہ سنایا۔ مگر

جسے رب رکھے اسے کون چکھے

اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ سورج کا طلوع وغروب، توحید ربانی کی ایسی واضح نشانی اور اہم دلیل ہے۔ جسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے پیش کر کے اسے لاجواب کر دیا۔

فرمانِ خداوندی ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَ يُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَ اُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ﴾ (۲/البقرۃ:۲۵۸)

''کیا آپ نے اس شخص کی طرف نہیں دیکھا جس نے ابراہیم علیہ السلام سے ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہی دے رکھی تھی۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں زندہ رکھ سکتا ہوں اور مار سکتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے۔ پس تو اسے مغرب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلوع کر۔ (یہ سن کر) اس کافر (نمرود) کے ہوش اڑ گئے اور اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت عطا نہیں فرماتا۔"

ساتویں نشانی:

سورۃ یٰسین میں توحید الٰہی کے دلائل اور رب السماوات والارض کی قدرت کاملہ کی نشانیوں میں ساتویں نشانی چاند اور اس کی منازل کو قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿٣٩﴾﴾

"اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ آخر کار وہ کھجور کی بوسیدہ شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔"

یعنی جس طرح آفتاب کا مدار اور مستقر مقرر کر دیا گیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے چاند کی حدود اور منازل بھی مقرر فرما دی ہیں۔ چاند اپنا دورہ ایک مہینہ میں پورا کرتا ہے اور ہر ماہ کم از کم ایک دن چاند غائب رہتا ہے۔ مہینے کے آخر میں چاند گھٹتے گھٹتے باریک شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس لیے اس کی حالت کو۔ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ "کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

آپ چاند کے آغاز، اس کے عروج اور اخیر کو دیکھیں اور اس کی حالتوں پر غور و فکر کریں تو احساس ہو گا کہ چاند بھی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی ہے۔ آپ نے یقیناً چاند کو طلوع ہوتے دیکھا ہو گا اور عید کا چاند تو ہمارے معاشرے کا ہر فرد دیکھنے کو بیتاب ہوتا ہے۔ چاہے کسی نے رمضان کا ایک روزہ بھی نہ رکھا ہو۔ پورا رمضان اس نے قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگایا ہو اور کبھی اس نے تراویح کا نام بھی نہ لیا ہو مگر اسے چاند کا شدید انتظار ہوتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ چاند مہینہ کے ابتدائی ایام میں ناخن کے تراشے کی طرح نمودار ہوتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ بڑھتے بڑھتے بدرِ تمام یعنی چودھویں کا چاند بن جاتا ہے۔ پھر گھٹنے لگتا ہے یہاں تک کہ مہینہ کی آخری راتوں میں کھجور کی سوکھی اور جھکی ہوئی زرد ٹہنی کی مانند ہو جاتا ہے۔

چاند کا بڑھنا، گھٹنا، چھوٹا ہونا اور پھر غائب ہو جانا اگر خالق کائنات کا واضح نشان اور اس کی وحدانیت و کبریائی کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟ قرآن حکیم فرماتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۵﴾ (۱۰/ یونس:۵)

''وہ (اللہ تعالیٰ) ہی تو ہے۔ جس نے سورج کو روشن اور چاند کو نور بنایا ہے۔ اور اس کے لیے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کر سکو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ حق کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ وہ اپنی قدرت کی نشانیاں تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ اس قوم کے لیے جو صاحب علم ہو۔''

قرآن حکیم نے اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی قدرت اور اس کی صفات کو سمجھنے کے لیے فلسفیانہ انداز اختیار نہیں فرمایا بلکہ اس کا استدلال بالکل عام فہم، پُر تاثیر اور واضح ہے۔ قرآن حکیم میں ہمیں اصطلاحات اور فنی پیچیدگیاں نظر نہیں آئیں گی، بلکہ دل میں گھر کر جانے والی عام فہم باتیں، ہر روز ہونے والے مشاہدات اور صاف صاف نشانیاں دکھائی دیں گی۔ جن سے عالم و فاضل اور جاہل و ان پڑھ اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ مذکورۃ الصدر آیات میں بھی قدرت الٰہیہ کی نشانیاں بیان کر کے ان پر غور و فکر اور تدبر و تفکر کی دعوت دی جا رہی ہے کہ اے لوگو! تم ہر روز مشرق کے افق پر سورج کو طلوع ہوتا ہوا دیکھتے ہو۔ جب وہ روشن ہوتا ہے تو سارا جہان جگمگا اٹھتا ہے اور زندگی کی حرارت ہر شے کے رگ و پے میں سرایت کر جاتی ہے۔ پھر وہ آفتاب اپنے مقرر کردہ راستے سے گزرتے ہوئے شام کے وقت مغرب کے افق میں ڈوب جاتا ہے۔ اے زمین میں بسنے والے انسانو! تمہیں ہر شام نظر آتا ہے کہ آسمان پر چاند اپنی کرنیں بکھیرتا ہے۔ اور اپنے مقررہ راہ سے ہوتے ہوئے صبح کو سورج کے لیے افق کو خالی کر دیتا ہے۔ سورج اور چاند عرصہ دراز سے گردش میں ہیں اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ چاند کے وقت سورج اور سورج کے وقت چاند طلوع ہو گیا ہو۔ یا دونوں میں سے کوئی اپنے مقرر وقت سے لیٹ ہو گیا ہو، یا راستہ بھول گیا ہو، یا دونوں آپس میں ٹکرا گئے ہوں۔ جب کائنات کی ہر چیز یہاں تک کہ چاند سورج جیسی عظیم اشیاء اپنی اپنی مقرر کردہ حدود میں محوِ خرام ہیں تو کیا اس سے واضح نہیں ہوتا کہ اس کائنات کے نظام کو چلانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا اور اسے کنٹرول کرنے والا صرف اور صرف اللہ رب العالمین ہی ہے۔

﴿لَا الشَّمْسُ يَنۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝﴾ (۳۶/یٰسین:۴۰)

''سورج کی مجال نہیں کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات کی طاقت ہے کہ دن سے آگے نکل جائے۔ وہ سب کے سب اپنے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں۔''

سترہویں پارے میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝﴾ (۲۱/الانبیاء:۳۳)

''اور (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے دن اور رات کو اور سورج اور چاند کو پیدا فرمایا۔ سب اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔''

آٹھویں نشانی:

ان آیات طیبات ومقدسات میں خالق کائنات نے اپنی قدرت کی آٹھویں نشانی ''کشتی'' کو قرار دیا ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہاں کشتی سے مراد جناب نوح علیہ السلام کی کشتی ہے اور ذریت سے مراد اس کشتی کے سواروں کی نسل ہے۔ (تفسیر مظہری سورۃ یٰسین آیت:۴۰)

اللہ تعالیٰ انسان کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ اے انسان! اگر تجھے ابھی تک میری قدرت کاملہ کا مفہوم سمجھ نہیں آیا تو اس امر پر غور کرو کہ میں نے نہ صرف حیوانات، نباتات، جمادات کو تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے بلکہ سمندروں اور دریاؤں کو بھی تمہارا تابع بنا دیا ہے۔ کہ تم اس میں کشتیاں چلاتے اور ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر کرتے ہو۔ نیز اپنا بھاری سامان بھی کشتیوں کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہو۔ پھر فرمایا کہ ہم نے صرف تمہیں کشتیاں بنانے اور چلانے کی صلاحیت سے ہی نہیں نوازا بلکہ اس طرح کی اور سواریاں بنانے کی توفیق وصلاحیت بھی عطا فرمائی ہے۔

موجودہ دور میں بادبانی کشتیاں، بھاپ سے چلنے والے سٹیمر، طیارہ بردار جہاز اور آبدوزیں، حقیقت میں کشتی ہی کی ترقی یافتہ شکلیں اور صورتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورت یٰسین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ان ایجادات اور سواریوں کو اپنی قدرت کی نشانیاں قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝﴾ (۳۶/یٰسین:۴۱،۴۲)

''اور ان کے لیے نشانی یہ بھی ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو ایک کشتی میں سوار کیا جو بھری ہوئی تھی۔ اور ہم نے ان کے لیے اس کشتی کی مانند اور چیزیں بھی پیدا فرمائیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔''

پھر رب کائنات نے اپنے اختیارات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ یہ مضبوط کشتیاں اور بڑے بڑے جہاز اب غرق اور تباہ و برباد نہیں ہوں گے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم کسی کو ڈبونے پہ آئیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے بچا نہیں سکتی اور جب ہم کسی کو بچانے کا فیصلہ کرلیں تو دنیا کی تمام طاقتیں جمع ہو کر بھی اس کا کوئی نقصان نہیں کرسکتیں۔فرمایا:

﴿وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝﴾ (۳۶/یٰسین:۴۳،۴۴)

''اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کردیں پھر کوئی ان کی فریاد سننے والا نہ ہو اور نہ وہ بچائے جاسکیں۔ سوائے اس کے کہ ہم ان پر اپنی رحمت فرمائیں اور انہیں ایک وقت تک لطف اندوز ہونے دیں۔''

کشتیاں پار کون لگاتا ہے:

ان آیات سے واضح ہوگیا کہ کشتیاں پار لگانا صرف اور صرف اللہ احکم الحاکمین کا ہی کام ہے۔اس کے علاوہ کوئی کشتیوں کو پار نہیں لگاسکتا اور اس کے سوا کوئی کسی کی بگڑی نہیں بنا سکتا۔ موجودہ دور کے بعض غلو پسندوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں کو بھی اس اختیار کا مالک سمجھ رکھا ہے۔اور غیر اللہ کا نام لے لے کر آوازیں لگاتے اور نعرے مارتے ہیں کہ فلاں سرکار! میری کشتی پار لگا دینا۔ یہ نظریہ سراسر شرکیہ، کھلی گمراہی اور توحید الٰہی کا انکار ہے۔

سورت یٰسین ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کی بگڑی نہیں بنا سکتا اور کوئی کسی کی کشتی کو پار نہیں لگاسکتا۔ اسی لیے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے خالق کل اے مالک کل — اے حاکم کل اے رازق کل
سُبحان ہے تو رحمان ہے تو — کوئی تیری صفتیں پا نہ سکا
یونس نے کہا تھا اے اللہ — اور بیٹھ گیا تھا کشتی میں
پر تیرا حکم بھی ٹل نہ سکا — وہ خود کو پار لگا نہ سکا
جسے تو ہی ڈبونے پہ آئے — ہے کون جو اس کو پار کرے
مجبور رہا محبوب تیرا — کشتی میں پسر کو بٹھا نہ سکا
بادل پہ حکومت ہے تیری — جب حکم ہوا تب مینہ برسا
اے مالک ابر سے تیرے سوا — اک بُوند بھی کوئی گرا نہ سکا

حضرات! سورت یٰسین کی تلاوت والی کیسٹیں آپ ہر روز صبح دکانوں پر چلانا باعث برکت سمجھتے ہیں۔ اس کے معانی اور مفاہیم کو بھی سمجھنے اور اس کے مطابق عقیدہ اور عمل بنانے کی کوشش کریں۔ سورت یٰسین کی آیات نے تو شرک کی جڑ کاٹ دی ہے اور واضح فرما دیا ہے کہ دن کا چڑھانا، رات کا لانا، سورج کا طلوع وغروب کرنا، چاند کا نکالنا، اسے بڑا اور چھوٹا کرنا۔ پھر اسے آخر تک پہنچانا، زمین سے نباتات کا اگانا، بارش کا برسانا، رزق دینا، شفاء بخشنا، زندگی عطا کرنا، موت سے دوچار کرنا، کشتیاں ڈبونا اور انہیں پار لگانا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا اختیار ہے۔ کوئی دوسرا ان اختیارات میں اُس کا ساجھی اور شریک نہیں ہے۔ اور اسے کوئی کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا وہ۔ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ اور عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے، وہ جسے بچانے کا فیصلہ کرلے اُس کے لیے اسباب کا ہونا یا نہ ہونا رکاوٹ نہیں ہوتا اور جسے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لے اس کے تمام اسباب دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور وہ تباہی کا شکار ہو جاتا ہے۔

بھائیو! توحید کا مسئلہ اسلام کی بنیاد اور دین کی اساس ہے اگر اس میں شرک کی ملاوٹ کر دی جائے تو پھر انسان دنیا اور آخرت میں کامیاب وکامران نہیں ہو سکتا اور اگر عقیدہ صحیح اور توحید پر پختہ یقین اور کامل ایمان ہو تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ اعمال کی کوتاہیاں معاف کر کے جنت کا داخلہ نصیب فرما دے۔ فرمان الٰہی ہے۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿١١٦﴾ (۴/النساء:۱۱۶)

''اللہ تعالیٰ یہ گناہ نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے بخش دے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو تحقیق وہ دور کا گمراہ ہو گیا۔''

اللہ رب العالمین کی توحید کے دلائل اور اس کی قدرت کی نشانیوں کی تفصیل خاصی طویل اور اس موضوع پر قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ کی اتنی کثرت ہے کہ انہیں ایک خطبے یا ایک مضمون میں سمونا از حد مشکل بلکہ ناممکن ہے آخر میں ہم اس موضوع پر مولانا الطاف حسین حالی رحمہ اللہ کے چند اشعار پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں:

کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اُس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اُس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم
اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اسی کی طلب میں مرو گر مرو تم

مُبرّا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ سب کو اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۸

قیامت کا حادثہ فاجعہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝﴾ (۳۶/یٰس:۴۵تا۵۰)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے۔ کہ ڈرو، اس (عذاب) سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس کوئی نشانی نہیں آتی مگر وہ اس سے روگردانی کرنے لگتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے، کہ اس مال میں سے خرچ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے۔ تو کافر لوگ اہل ایمان سے کہتے ہیں۔ کہ کیا ہم انہیں کھانا کھلائیں؟ جنہیں اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا دیتا۔ نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں۔ اور کافر کہتے ہیں۔ کہ یہ وعدہ کب آئے گا؟ (اس کا مقررہ وقت بتاؤ) اگر تم سچے ہو۔ یہ لوگ انتظار نہیں کر رہے مگر ایک گرج کا، جو (اچانک) انہیں دبوچ لے گی۔ اور یہ بحث مباحثہ کر رہے ہوں گے۔ پس وہ (اس وقت) نہ تو کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر آ سکیں گے۔''

ہر قسم کی حمد وثنا، خالق ارض وسماء، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہے۔ جو ارحم الراحمین، احسن الخالقین اور رب العالمین ہے۔ جس نے اپنی تمام مخلوق کے لیے ان کی حسب ضرورت رزق کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتظام فرما رکھا ہے اور حصول رزق کے مختلف اسباب و ذرائع پیدا فرما دیئے ہیں۔ مگر وہ خود ان ذرائع اور اسباب و علل کا پابند نہیں ہے۔ وہ ہر چیز کا مالک اور بے اسباب رزق عطا فرمانے پر قادر ہے۔ اس کے حکم سے قیامت کا آنا یقینی اور لازمی ہے۔ اور اس کے سوا قیامت کے وقت کو کوئی جاننے والا نہیں ہے۔

رب تعالیٰ کی تعریف و تسبیح کے بعد، ریت کے ذرات اور بارش کے قطرات سے بہت زیادہ درود و سلام، رہبر اعظم، سید عالم، پیغمبر معظم، امام الانبیاء، سرچشمہ رشد و ہدیٰ، صاحب قاب قوسین اور ادنیٰ اور شافع روزِ جزا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اطہر واقدس پر جنہیں رب کائنات نے ہادی کائنات بنا کر مبعوث فرمایا اور انہوں نے رب العزت کے تمام احکام کو بالوضاحت والصراحت، اپنی امت تک پہنچایا اور ان احکام اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے بے انتہا مصائب اور بے پناہ مظالم کو خندہ پیشانی سے قبول فرمایا اور انسانیت کی اصلاح کا فریضہ کما حقہ، انجام دے کر دین کی نشر و اشاعت اور تبلیغ کا کام امت کے سپرد کر کے خود بارگاہ رب العالمین کی طرف کوچ فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ))

ربط آیات:

قرآن حکیم کی عظیم البرکت سورت، سورت یٰسین کی تشریح و تفسیر اور توضیح و تذکیر میں توحید خداوندی کے دلائل اور قدرت الٰہی کی نشانیاں اور رب کائنات کے اختیارات کی آیات کا تذکرہ کرتے ہوئے بات اس مقام پر پہنچی تھی۔ کہ بگڑی بنانا، شفا عطاء فرمانا اور کشتیاں پار لگانا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

آپ کے لیے یہ بات شاید حیرانی اور تعجب کا باعث ہو کہ مشرکین عرب جو بتوں کے پجاری اور لات و عزیٰ کو الٰہی اختیارات کا مالک گردانتے تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا متعدد معبود بنا رکھے تھے۔ ان کا نظریہ اور عقیدہ بھی یہی تھا کہ بھنور میں پھنسی ہوئی کشتی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پار نہیں لگا سکتا اور اگر ان کی کشتیاں طوفان میں گھر جاتیں اور بچاؤ کی تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدبیریں ناکام ہو جاتیں۔ تو اس وقت مشرکین مکہ بھی خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے اور اسی سے مدد کا سوال کرتے تھے۔ جب رب السموات والارض انہیں اس مصیبت سے نجات اور رہائی عطا فرما دیتا تو وہ پھر اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بنانا شروع کر دیتے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ﴾ (۲۹/العنکبوت:۶۵)

"پس جب وہ کشتی میں سوار ہوتے تو خالص اللہ تعالیٰ کو اس کی اطاعت کا عقیدہ رکھتے ہوئے پکارتے۔ پس جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات عطا فرما دیتا تو وہ پھر شرک کرنا شروع کر دیتے۔"

آپ موجودہ دور کے غلو پسندوں اور آپ ﷺ کے زمانے کے مشرکین کا تقابل کریں تو حیرانی کی کوئی حد نہ ہوگی۔ کہ مشرکین مکہ تو ڈوبتی کشتی کو کنارے لگوانے کے لیے خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے مگر آج کا نام نہاد مسلمان ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کو بچانے کے لیے رب کو پکارنے کی بجائے یہ نعرہ لگاتا ہے...... یا بہاؤ الحق بیڑا دھک...... یا معین چشتی، پار لگا دے میری کشتی...... پھر میں کیوں نہ کہوں کہ آج کے بعض مسلمانوں کا عقیدہ، مکے کے مشرکوں کے عقیدے سے بھی برا اور بدتر ہے۔ کہ یہ دریا کی موجوں میں بھی غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور جب بچ جاتے ہیں تو غیر اللہ کے نام کی نذریں، نیازیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ گویا انہیں طوفان سے بچانے والا اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ دوسرے لوگ ہیں۔

ابو جہل کے بیٹے کا قبول اسلام:

رسول اللہ ﷺ کے دشمن ابو جہل کا بیٹا عکرمہ ان نیک سرشت لوگوں میں سے ایک تھا۔ جسے محض اسی وجہ سے قبول اسلام کی سعادت نصیب ہوئی کہ اس نے دیکھا کہ مشرکین عرب کشتیوں کی سلامتی کے لیے تو خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔ مگر نجات حاصل کرنے کے بعد پھر غیروں کے نعرے لگانا اور انہیں حاجت روا سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہوا یوں کہ فتح مکہ کے بعد دشمنان اسلام کی قوت ٹوٹ گئی۔ اور مکہ اور اطراف مکہ کے قبائل جوق در جوق اور فوج در فوج دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے تو چند معاندین اسلام کو اہل اسلام کی کامیابی اور پذیرائی برداشت نہ ہوئی بلکہ ایک آنکھ نہ بھائی تو انہوں نے مکہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ رہائش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ عکرمہ بن ابی جہل بھی ایسے ہی مخالفین اسلام میں سے ایک تھا۔ چنانچہ وہ یمن جانے کی غرض سے مکہ سے بھاگا اور کشتی میں سوار ہو گیا۔ ادھر مکہ مکرمہ میں عکرمہ کی بیوی آپ ﷺ کے دست حق پرست پر مشرف باسلام ہو گئی اور رحمت عالم ﷺ سے اپنے شوہر کی جان کی امان لے کر ان کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔ ادھر بیوی انہیں تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ ادھر عکرمہ کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک اور سبب پیدا فرما دیا اور وہ یہ کہ جب عکرمہ کشتی میں سوار ہوئے تو لات وعزیٰ کا نعرہ لگایا۔ دوسرے ساتھیوں اور ملاح نے کہا اے عکرمہ! یہاں لات وعزیٰ کام نہیں آتے۔ یہاں تو صرف اور صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کو پکارنا چاہیے۔ کیونکہ کشتیوں کو پار لگانا، ان کی حفاظت کرنا اور سلامتی سے کنارے پہنچانا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ ساتھیوں کی اس بات سے عکرمہ کے دل پر ایسی چوٹ لگی اور وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ جو معبود دریا میں کام نہیں آسکتے وہ خشکی میں کیسے حاجت روائی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا جو اللہ رب العالمین بحر میں مشکل کشا ہے وہی بر میں بھی حاجت روا ہے۔ عکرمہ نے دل ہی دل میں سوچا کہ ہمارا ''محمد ﷺ'' سے بھی تو یہی جھگڑا ہے اور جو بات ملاح اور ساتھی کہہ رہے ہیں۔ اسی بات کی دعوت محمد ﷺ دیتے ہیں۔ کہ بگڑی بنانا، کشتیاں پار لگانا اور مشکل کشائی فرمانا صرف اور صرف خالق حقیقی کا کام ہے۔

عکرمہ بن ابی جہل نے فیصلہ کیا کہ مجھے واپس لوٹ کر ''دربار مصطفیٰ'' میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ وہ راستہ سے ہی واپس آ گئے۔ ابھی وہ مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ کہ ان کی بیوی، جو انہیں تلاش کرتی پھر رہی تھی سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے کہا۔ اے عکرمہ! میں ایک ایسے انسان (محمد ﷺ) کے پاس سے آ رہی ہوں جو سب سے نیک، سب سے بہتر اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہے۔ اور یاد رکھو کہ میں نے اس رحمت عالم ﷺ سے تمہارے لیے امان حاصل کر لی ہے اور تمہاری جان بخشی کروا لی ہے۔

بیوی کی یہ باتیں عکرمہ کے لیے مزید تسلی وتشفی کا باعث بنیں اور آپ ﷺ کی شفقت، محبت، مروت اور صلہ رحمی نے اسے بے حد متاثر کیا اور بیوی کے ہمراہ سیدھا دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں ہی تشریف فرما تھے۔ آپ نے عکرمہ کو آتے دیکھا تو فرط مسرت سے اچھل پڑے اور عکرمہ کا استقبال کرتے ہوئے زبان مبارک سے فرمایا:

((مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ))

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے پردیسی سوار! ہم تجھے خوش آمدید کہتے ہیں۔"

عکرمہ نے بصد ادب واحترام عرض کی آقا! مجھے میری بیوی کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے۔ ناطق وحی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے محبت بھرے لہجے میں فرمایا۔ عکرمہ! تیری بیوی نے سچ کہا ہے۔ ہماری طرف سے تم مامون ومحفوظ ہو۔ عکرمہ جو ابوجہل جیسے دشمن اسلام، مخالف اسلام، اور نبی کریم ﷺ کے سب سے بڑے حریف کا بیٹا تھا...... نبی اکرم، رحمت عالم، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے رحم وکرم، عفو ودرگزر اور لطف ومہربانی سے ایسا متاثر ہوا کہ فرط ندامت سے سر جھکا لیا۔ اور نظریں نیچی کر کے اسلام اور صاحب اسلام کی صداقت اور حقانیت کا اعتراف کرتے ہوئے اعلان کیا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ آپ نے عکرمہ کو توحید الٰہی، رسالت محمدی اور عقیدہ آخرت کی تعلیم دی اور محبت والفت کے ساتھ اپنے سب سے بڑے دشمن اور دشمن کے بیٹے کو صحابہ کرام کی صف میں بٹھا لیا۔

سامعین باتمکین! مشرکین عرب بھی جانتے اور مانتے تھے کہ کشتیاں پار لگانا صرف اللہ احکم الحاکمین کا ہی کام ہے اور اسی بات نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کے دل میں انقلاب برپا کر دیا اور وہ کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ یہی بات سورت یٰسٓ میں بیان کی گئی ہے:

﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿٤١﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿٤٤﴾﴾ (۳۶/یٰسٓ: ۴۱تا۴۴)

"اور ان کے لیے ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو ایک بھری ہوئی کشتی میں اٹھایا اور ہم نے ان کے لیے اس کشتی جیسی اور چیزیں پیدا فرمائیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں۔ پس کوئی ان کی فریاد کو پہنچنے والا نہ ہو اور نہ ہی انہیں چھڑایا جا سکے۔ مگر ہماری طرف سے رحمت ہے اور ایک وقت تک فائدہ اٹھانے کا سامان ہے۔"

کفار کو نصیحت:

سورت یٰسٓ کی زیر خطبہ آیات مقدسات میں سے پہلی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافروں، مشرکوں اور بے ایمانوں کی ضد، تعصب، ہٹ دھرمی، سرکشی، بے سمجھی، عناد، تکبر، فخر، غرور اور احکام الٰہی سے روگردانی کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ جب انہیں ازراہ نصیحت یہ بات سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کہ یہ دنیا عارضی اور فانی ہے۔ یہاں ہر شخص کے لیے موت کا وقت مقرر اور متعین ہے۔ ہر ذی روح، موت کے منہ میں جانے والا ہے۔ پھر قیامت برپا ہو گی۔ حساب کتاب کی منزل آئے گی۔ وہاں عدل وانصاف کے فیصلے ہوں گے۔ اور اذن الٰہی کے بغیر کسی کی شفاعت وسفارش قبول نہ کی جائے گی۔ تم اس دن کی پکڑ، ذلت اور عذاب سے ڈر جاؤ، خدا کا خوف کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور ذرا غور کرو کہ اِس دارِ فانی میں رہ کر تم نے دار الخلد کے لیے کیا کمایا ہے؟ جو اعمال تم کر رہے ہو۔ ان کے نتائج اور انجام کو سوچو کہ ان عقائد واعمال کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ اور یہ بات ظاہر وباہر ہے کہ اگر تم نے آخرت کے لیے نیک اعمال کیے اور اچھے اعمال وآثار ونشانات دنیا میں چھوڑ کر گئے تو تمہیں ان کا اجر وثواب ملے گا اور اگر برے اعمال کا ذخیرہ کیا اور اپنے پیچھے بھی برے آثار چھوڑ کر فوت ہوئے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ تمہیں آخرت میں سزا اور عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ وہاں تم کف افسوس ملو گے۔ اظہار ندامت کرو گے۔ معذرت خواہ ہو گے۔ معافی کا سوال کرو گے۔ مگر عمل کا وقت ختم ہو چکا ہو گا اور جزائے عمل کی منزل آ چکی ہو گی۔ اس لیے وہاں تمہارا پشیمان ہونا تمہارے کسی کام نہ آ سکے گا اور تم عذاب الیم سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکو گے۔

ابھی وقت ہے۔ ہوش کے ناخن لو اور سنبھل جاؤ۔ اگر تم نے ساری عمر فسق وفجور، نافرمانی، عصیان، سرکشی اور گناہوں میں گزار دی ہے تو اب آ جاؤ۔ رب تعالیٰ کا در رحمت کھلا ہے۔ اس کی جناب میں حاضر ہو کر تائب ہو جاؤ۔ معافی مانگ لو، وہ رؤف وکریم اور غفور الرحیم ہے۔ وہ تمہارے گناہوں پر عفو کا قلم پھیر دے گا۔ تمہاری خطائیں مٹا دے گا۔ تم اس کے دروازے پر آؤ تو سہی۔ اپنی آنکھوں سے شرمندگی کے چند آنسو بہا کر زندگی بھر کے گناہوں کی معافی طلب کرنا تمہارا کام ہے اور تمہارے بے شمار گناہوں کو معاف کر دینا رب العالمین کا کام ہے۔ بقول علامہ اقبال مرحوم رب تعالیٰ خود فرماتا ہے:

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے راہ رو منزل ہی نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورت یٰسین میں اللہ تعالیٰ کے اسی عفو عام کو معجزانہ اختصار اور بلیغانہ ایجاز کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے کہ:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾
(۳۶/یٰسین:۴۵)

''اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ ڈرو (بچو) اس چیز سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

گو یا رحمت الٰہی گناہ گاروں کو تلاش کر رہی ہے۔ کہ اے گناہوں کا بوجھ اٹھائے پھرنے والے انسانو! آخرت کا فکر کرنا تمہارا کام ہے۔ اور تمہیں اپنی رحمت کی لپیٹ میں لے لینا رب العزت کا کام ہے۔ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ.

گناہ گاروں کی تلاش:

یوں تو رحمت کے کئی مفہوم اور معانی ہیں۔ (جنہیں ہم نے اپنی کتاب ''خطبات سورۃ مریم'' میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے) مگر گناہوں کی بخشش، مغفرت اور معافی تو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (۳۹/زمر:۵۳)

''اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتیاں کی ہیں۔ (یعنی گناہ کیے ہیں) تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں عمر بھر اپنی جان پر زیادتیاں کرنے والوں، شب وروز فسق وفجور میں مصروف رہنے والوں اور کفر وشرک کا ارتکاب کرنے والوں کو ''نوید رحمت'' سنائی جارہی ہے۔ کہ آؤ! میری رحمت کا دروازہ کھلا ہے۔ اگر تم اب بھی صدق دل سے توبہ کر کے آئندہ گناہ نہ کرنے کا وعدہ کر کے مجھ سے بخشش کا سوال کرو گے تو تمہیں مایوس نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ لاتعداد اور بے شمار گناہوں کو معاف کر کے تمہیں جہنم سے آزاد کرنے کا اعلان کر دیا جائے گا

بقول شاعر ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا
پر تو نے بھی دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

کفار کی روگردانی:

اگلی آیت میں رب العالمین کی اس زوردار نصیحت پر کفار و مشرکین کے ردعمل کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ وہ ظالم، فاسق، فاجر اور مشرک اپنی ضد اور مخالفت میں اس قدر آگے جا چکے ہیں کہ ان پر کوئی پند و نصیحت اثر انداز نہیں ہوتی بلکہ جب بھی انہیں قدرت کے نشانات پر غور و فکر کرنے، اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے، کفر و شرک کو چھوڑنے اور توحید و رسالت کے عقیدہ کو اختیار کرنے کا درس دیا جاتا ہے تو بجائے احکام الٰہی کو قبول کرنے، دلیل، حکم، معجزہ، نشانی اور آیت کو تسلیم کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کے وہ الٹا ان آیات و معجزات اور دلائل و براہین کا مذاق اڑاتے، استہزاء کرتے اور اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝﴾

(۳۶/یٰسٓ: ۴۶)

”اور ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ان کے پاس نہیں آتی مگر وہ اس سے روگردانی کرتے ہیں۔“

یعنی ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مشرکین و کافرین رسول اللہ ﷺ کے معجزات اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھ اور سن کر انہیں حق تسلیم کرتے اور قبول اسلام کی سعادت حاصل کر لیتے مگر ان نافرمانوں کو یہ پسند نہیں کہ جس تاریکی اور اندھیرے سے ان کی آنکھیں مانوس ہو چکی ہیں وہ اجالے اور روشنی سے بدل جائے اور ان کے پاس واضح دلائل اور مسکت براہین کا کوئی معقول جواب تو ہے نہیں۔ اس لیے وہ ان آیات و دلائل میں غور و فکر بھی گوارا نہیں کرتے بلکہ باطل سے چمٹے ہوئے ہیں۔ اور اسے اپنے آباؤ اجداد کا مذہب کہہ کر اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن حکیم کے ساتویں پارے میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ کفار کی یہ حالت بیان کی گئی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ ﴾
(۶/الانعام:۴)

''اور ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ان کے پاس نہیں آتی مگر وہ اس سے منہ پھیرنے والے ہو جاتے ہیں۔''

قرآن حکیم کے تیرھویں پارے میں اللہ تعالیٰ نے کفار کی اسی ضد، تعصب اور ہٹ دھرمی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اے پیغمبر ﷺ! ان کافروں کا اپنے کفر و شرک پر اڑے رہنا، اس بناء پر نہیں ہے کہ ان کے سامنے توحید الٰہی کی کوئی روشن دلیل پیش نہیں کی گئی یا آپ کی تبلیغی مساعی اور اشاعت اسلام کی کوششوں میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ توحید خداوندی کی روشن دلیلیں تو زمین و آسمان میں بکھری پڑی ہیں۔ وہ مشرکین و کافرین ان واضح دلائل اور آیات بینات کو دیکھتے بھی ہیں مگر دانستہ ان سے روگردانی اور اعراض کرتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ ان کی ضد، ہٹ دھرمی، روگردانی اور اعراض کی وجہ سے ان ازلی بدبختوں اور ابدی بدنصیبوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ فرمان ربانی ہے:

﴿ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ ﴾ (۱۲/یوسف:۱۰۵)

''اور زمین و آسمان میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر یہ گزرتے ہیں۔ اور ان سے روگردانی کرتے ہیں۔''

سرمایہ دارانہ ذہنیت:

سورت یٰسٓ کی آیت ۴۷ میں رب کائنات نے مغرور دولت مند، متکبر مالدار اور خود غرض لوگوں کی ذہنیت، خیالات، جذبات اور ان کے برے اقوال کا ذکر فرماتے ہوئے کہا ہے۔ کہ جب ایسے دولتمند طبقے کو تلقین اور نصیحت کی جاتی ہے۔ کہ خالق کائنات کے عطا کردہ رزق میں سے اس کے مفلس، نادار اور غریب بندوں پر کچھ خرچ کرو، کیونکہ تمہارے مال میں اللہ تعالیٰ نے ان کا حصہ رکھا ہے۔ لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ تم اپنے مال اور سرمائے میں سے غرباء و مساکین کا حق ان کے سپرد کر دو۔ تو وہ یہ بات کرنے والوں اور انفاق فی سبیل اللہ کی دعوت دینے والوں کا بڑی ڈھٹائی اور بے حیائی سے مذاق اڑاتے ہیں۔ اور اپنے سرمائے پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فخر و غرور اور تکبر و نخوت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جن لوگوں کو رب تعالیٰ نے مفلسی اور تنگدستی کے عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے اور اس نے انہیں محتاج رکھنا ہی پسند کیا ہے۔ تو ہم انہیں مالدار اور صاحب جائیداد کس طرح بنا سکتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہماری طرح انہیں بھی مال و دولت عطا فرما دیتا۔ جب اس نے خود ہی انہیں اس نعمت سے محروم کر رکھا ہے اور محتاج بنا رکھا ہے تو بھلا ہم اس کی مرضی کی خلاف ورزی کیسے کر سکتے ہیں۔ اور انہیں مالدار کیسے بنا سکتے ہیں۔ سورت یٰسین میں ان مغروروں کی اس بات کو بلیغانہ اسلوب اور معجزانہ اختصار سے یوں بیان فرمایا گیا ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾

(۳۶/یٰسین: ۴۷)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس مال میں سے خرچ کرو، جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے۔ تو کافر اہل ایمان کو کہتے ہیں۔ کیا ہم انہیں کھانا کھلائیں کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں کھلا دیتا۔ تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو۔''

اس آیت کریمہ میں سرمایہ دارانہ ذہنیت کی کتنی صحیح عکاسی کی گئی ہے۔ پہلے بھی ان لوگوں کا یہی حال تھا اور آج بھی اس ذہنیت اور سوچ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ صرف اتنا فرق ہے کہ پہلے چند لوگ اس زہریلی ذہنیت کے مالک تھے اور آج مادی ترقی کے اس دور میں ان کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ پہلے مروت و احسان اور حسن سلوک کی کوئی جھلک ان لوگوں میں بھی نظر آجاتی تھی۔ مگر آج کے مشینی دور نے احساس مروت کو بھی کچل کر رکھ دیا ہے۔

احساس مروّت کو کچل دیتے ہیں آلات

مال و دولت کی والہانہ محبت انسان کو ایسے مقام پر کھڑا کر دیتی ہے۔ کہ وہ سیدھی، عام فہم، آسان اور صاف صاف بات کا بھی ایسا الٹا اور ٹیڑھا جواب دیتا ہے کہ سننے والے کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایسے بدنصیب، نہ تو اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں اپنے تنگ دست اور خستہ حال بھائیوں کی خدمت کرنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

مشرکین مکہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غرباء اور مساکین پر مال خرچ کرتے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھتے تو اسی فلسفہ کی بنا پر کہا کرتے تھے۔ کہ تم ان محتاجوں پر کیوں خرچ کرتے ہو؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جواباً فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے مال میں اللہ تعالیٰ نے ان کا بھی حق رکھا ہے۔ لہٰذا میں انہیں ان کا حق دیتا رہوں گا۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ فِيٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ حَقّٞ مَّعۡلُومٞ ۝٢٤ لِّلسَّآئِلِ وَٱلۡمَحۡرُومِ ۝٢٥﴾

(۷۰/المعارج:۲۴تا۲۵)

''اور (نیک لوگ وہ ہیں) جن کے مالوں میں سوال کرنے والوں اور محروم لوگوں کے لیے حق مقرر ہے۔''

تم صریح گمراہ ہو:

سورت یٰسین کی اس آیت مبارکہ کے آخری حصے میں اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ''تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو'' کے بارے میں عام مفسرین کا خیال اور فرمان تو یہی ہے۔ کہ یہ مالدار مشرک و کافر اور متکبر دولت مند کا مقولہ ہے۔ وہ غرباء کی مدد اور تعاون کی دعوت دینے والوں، انفاق فی سبیل اللہ کی رغبت دلانے والوں اور مساکین کا حق ان تک پہنچانے کا درس دینے والوں کو ازراہ مذاق کہتے ہیں۔ کہ جنہیں تم مال دینے اور چندہ جمع کر کے ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی تلقین کرتے ہو، انہیں رب تعالیٰ نے خود غریب اور مسکین بنا رکھا ہے۔ تم انہیں رقم دے کر مال دار بنانا چاہتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ انہیں بھوکا رکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا اے ناصحین! تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو۔

البتہ بعض مفسرین کی رائے یہ بھی ہے کہ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ''تم تو سراسر گمراہی میں مبتلا ہو۔'' مشرکین اور کافرین کا قول نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ یعنی ایسا گمان وخیال کرنے والے مشرکوں، کافروں اور مالداروں پر اللہ تعالیٰ یہ واضح کرنا چاہتا ہے۔ کہ تمہارا یہ قول کھلی ہوئی ضلالت، صریح گمراہی اور رب تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ کیونکہ حقیقت میں رازق تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مگر اس نے رزق رسانی کے مختلف ذرائع اور اسباب مقرر فرما رکھے ہیں۔ جن کے ذریعے وہ ہر ایک کو اس کے حصے کا رزق عطا فرماتا اور پہنچاتا ہے۔ مگر اے لوگو! تم اس کی حکمت کو پوری طرح نہیں جانتے۔ اور ایسی بہکی بہکی باتیں کر کے گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہو۔ (تفسیر روح المعانی، سورۂ یٰسین آیت:۴۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم رزق کی حکمت:

اللہ احکم الحاکمین نے مخلوق میں رزق کی تقسیم خاص حکمت کے تحت کر رکھی ہے۔ بعض لوگوں کو اس نے اپنی حکمت کے باعث ان کی ضرورت سے کم رزق دے رکھا ہے۔ بعض کو ان کی ضروریات کے مطابق اور بعض کو ان کی ضروریات سے زیادہ رزق عطا فرماتا ہے۔ اس نے مالداروں اور اغنیاء کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ محتاجوں اور مسکینوں کی مدد کریں اور اپنے مال کی زکوٰۃ اور صدقات سے ضرورت مندوں کے ساتھ تعاون کریں۔ غرباء اور مساکین کو اس ذریعے سے رزق پہنچانا بھی حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی عطاء ہے۔ کہ اس نے امراء کو زکوٰۃ ادا کرنے کا پابند کر دیا ہے۔

مال و دولت میں کمی بیشی کی ایک مصلحت اور حکمت یہ بھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو مال دے کر آزماتا ہے اور کچھ لوگوں کی آزمائش دولت نہ دے کر۔ یا۔ کم دے کر کرتا ہے۔ قرآن حکیم کے سترہویں پارے کی آیت مبارکہ ہے:

﴿وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً﴾ (۲۱/الانبیاء:۳۵)

"اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی دونوں طریقوں سے آزماتے ہیں۔"

یعنی خالق کائنات اغنیاء کو مال و دولت دے کر آزماتا ہے۔ کہ وہ کس حد تک حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتے ہیں۔ اور غرباء کو محروم کر کے آزماتا ہے کہ وہ کس حد تک صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کیا وہ رزق حلال کمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا۔ حرام طریقے سے مال و دولت جمع کرنے کے لیے چوری اور ڈاکہ زنی کا پیشہ اختیار کرتے ہیں۔ کچھ انسانوں کو امیر اور کچھ انسانوں کو غریب رکھنے کی ایک حکمت اور مصلحت یہ بھی ہے کہ اس تقسیم پر معیشت کا دارومدار اور انحصار ہے۔ اگر سب لوگوں کو اللہ تعالیٰ مالدار اور دولتمند بنا دیتا تو پھر مزدوری کون کرتا؟ کاشتکاری کا کام کرنے پر کون تیار ہوتا اور فیکٹریاں اور کارخانے کیسے چلتے؟ اسی طرح اگر تمام لوگ غریب، محتاج، تنگدست اور فاقہ مست ہوتے تو ان کی ضروریات کا بندوبست کہاں سے ہوتا؟ الغرض نظام تمدن کے لیے بھی رزق کی یہ تقسیم اشد ضروری تھی۔ اسی لیے حکیم مطلق اور قادر و قیوم نے انسانوں میں کسی کو کارخانے دار بنا دیا اور کسی کو مزدور، کسی کو مالک بنا دیا ہے اور کسی کو مزارع، کسی کو دولت مند بنا دیا ہے اور کسی کو محتاج و تنگدست۔ قرآن حکیم اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی طرف سے تقسیم رزق کے فیصلوں کا اعلان ان الفاظ میں کرتا ہے:

﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝﴾ (۲۹/العنکبوت:۶۲)

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ فرما دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔''

اس آیت کے آخری جملے۔ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ نے وضاحت فرما دی ہے کہ دولت کی تقسیم اللہ تعالیٰ کی حکمت کے مطابق کی جاتی ہے اور اس کی حکمت کو تم نہیں جانتے۔ بلکہ اللہ رب العالمین ہی خوب جانتا ہے۔ اگر اللہ رب العالمین ہر انسان کو مال و دولت وافر عطا فرما دیتا تو لوگ سرکشی، بغاوت اور نافرمانی کو اپنا شعار بنا لیتے، ہر طرف فسق و فجور پھیل جاتا اور روئے زمین پر فتنہ و فساد کے شعلے بھڑک اٹھتے۔ لہٰذا رزق کی یہ تقسیم خالق ارض و سماء کا بہت بڑا احسان ہے کہ وہ ہر شخص کو ایک خاص اندازے اور مقدار کے مطابق رزق عطا فرماتا ہے۔ قرآن مجید کی آیت کریمہ ہے:

﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝﴾ (۴۲/شوریٰ:۲۷)

''اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کے لیے رزق کشادہ فرما دیتا تو وہ زمین میں سرکشی کرنے لگتے لیکن وہ ایک اندازے کے مطابق جتنا چاہتا ہے۔ رزق اتارتا ہے۔ بلاشبہ وہ اپنے بندوں (کے احوال) سے خوب آگاہ ہے (اور) سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمارے امراء کو شکر کرنے اور غرباء کو صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مالداروں کو محتاجوں کی مدد کرنے اور ان سے تعاون کرنے کی ہمت اور حوصلہ نصیب فرمائے۔ آمین

قیامت کب آئے گی:

آپ ﷺ پر بعض لوگ یہ اعتراض بھی کرتے تھے کہ جس قیامت، حشر اور محاسبہ اعمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بات آپ کرتے ہیں۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور وہ ازراہ مذاق واستہزاء یہ بھی کہتے تھے کہ اگر وقوع قیامت کی بات درست ہے تو پھر محمد ﷺ بتائیں کہ وہ کب آئے گی؟ اور وہ اپنے ان غلط نظریات کے پرچار میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے تھے بلکہ برملا کہتے تھے کہ وعدہ قیامت محض جھوٹ اور افتراء ہے۔

سورت یٰسین میں اللہ تعالیٰ نے ان منکرین قیامت کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴾ (۳۶/یٰسین:۴۸)

''اور کافر کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (قیامت) کب آئے گا اگر تم سچے ہو (تو اس کا مقرر وقت بتاؤ)۔''

ان کفار کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ قیامت اس طرح نہیں آئے گی۔ کہ پہلے اس کی آمد کا اعلان کیا جائے کہ فلاں تاریخ کو اتنے بج کر اتنے منٹ پر قیامت برپا ہوگی اور کائنات کا نظام درہم برہم کر دیا جائے گا۔ بلکہ لوگ اپنے کام میں مصروف ومشغول ہوں گے۔ دوکاندار اپنی دوکانداری کر رہے ہوں گے اور کسی کو قیامت کے آنے کا وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔ کہ اچانک حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بارگاہ رب العزت سے اذن حاصل ہوگا۔ وہ حکم ربانی کی تعمیل میں صور پھونکیں گے۔ جس سے ایک ہولناک کڑک اور چیخ ہر طرف پھیل جائے گی۔ بس اس چیخ اور کڑک کو سنتے ہی کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ دوکاندار گھر نہ آسکے گا۔ کاشتکار کام مکمل نہ کر پائے گا۔ دفتر بھی بند نہ ہوگا۔ بازار کھلے ہوں گے۔ کاروبار زندگی عروج پر ہوگا۔ کہ جہاں کوئی ہے، بس وہیں موت کی آغوش میں چلا جائے گا۔ اسی قیامت کا ذکر کرتے ہوئے سورت یٰسین میں رب تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ﴾

(۳۶/یٰسین:۴۹)

''وہ انتظار نہیں کر رہے مگر ایک گرج کا جو اچانک انہیں پکڑ لے گی جبکہ وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔''

سرور کائنات جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تشریح کرتے ہوئے اور قیامت کی اچانک آمد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کپڑا بیچنے والا، اپنی دکان پر گاہک کو کپڑا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسند کروار ہا ہوگا۔ بھاؤ اور قیمت کے بارے میں بحث مباحثہ جاری ہوگا۔ گاہک قیمت میں کمی کا مطالبہ کررہا ہوگا۔ اور دکاندار اسی قیمت پر اصرار کررہا ہوگا کہ اچانک دونوں پر موت طاری ہوجائے گی اور ہادی برحق ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لیے حوض درست کررہا ہوگا۔ اس کے کناروں کی مرمت کررہا ہوگا۔ ابھی جانور حوض پر نہ پہنچیں گے کہ اچانک اس کے کانوں میں۔ صَيْحَةً وَاحِدَةً گرج دار آواز پڑے گی جس کی دہشت سے وہ اسی جگہ مرجائے گا۔

کوئی آدمی کسی چیز کو تول رہا ہوگا۔ ترازو میں چیز ڈال کر ابھی تولنے کے لیے اوپر نہ اٹھا سکے گا کہ قیامت برپا ہوجائے گی۔ اسی طرح ایک انسان کھانا کھارہا ہوگا وہ منہ میں ڈالنے کے لیے لقمہ توڑے گا۔ اسے منہ میں ڈالے گا چبا کر نگل نہ سکے گا کہ اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے کی آواز سنے گا اور فوراً ہی اپنی جان، جان آفرین کے حوالے کردے گا۔

امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے الفاظ سنیے اور خلوص دل سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو قیامت کی سختیوں اور تلخیوں سے محفوظ فرمائے۔ صحابی رسول سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَالرَّجُلَانِ قَدْ نَشَرَا ثَوْبَهُمَا يَتَبَايَعَانِهِ فَلَا يُطْوِيَانِهِ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يُلِيْطُ حَوْضَهُ لِيَسْقِيَ مَا شِيَتَهُ مَا يَسْقِيْهَا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يُخْفِضُ مِيْزَانَهُ وَمَا يَرْفَعُهُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَرْفَعُ أُكْلَتَهُ إِلٰى فِيْهِ فَمَا يَبْتَلِعُهَا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)) (تفسیر قرطبی سورۃ یٰسٓ آیت: ۴۹)

''قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ دو آدمی کپڑے کی خرید و فروخت کررہے ہوں گے۔ انہوں نے کپڑے کا تھان کھولا ہوا ہوگا۔ وہ اس تھان کو لپیٹ بھی نہ سکیں گے کہ قیامت برپا ہوجائے گی۔ اور ایک شخص اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لیے حوض کی لپائی اور درستی کررہا ہوگا۔ تو مویشیوں کو پانی پلانے سے قبل ہی قیامت آجائے گی۔ ایک آدمی کوئی چیز تول رہا ہوگا۔ اس کے ترازو اوپر اُٹھانے سے پہلے ہی قیامت واقع ہوجائے گی۔ ایک انسان لقمہ منہ میں ڈالے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا مگر چبا نہ کر نگل نہ سکے گا کہ قیامت وقوع پذیر ہو جائے گی۔"

قیامت کی ہولناکی:

آپ نے قرآن مجید کی آیات اور آپ ﷺ کی ہدایات پر غور فرمایا کہ ہر کام ادھورا رہ جائے گا۔ کوئی کام مکمل نہ ہو سکے گا کہ ایک گرج دار آواز سن کر کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس وقت کی ہولناکی سے گھبرا کر انسان اپنے ہوش وحواس قائم نہ رکھ سکے گا اور دماغی توازن برقرار نہ رہے گا۔ کوئی یہاں گرا پڑا ہو گا اور کوئی وہاں۔ آیئے! مزید تفصیل کو بھی قرآن حکیم کی آیات سے ہی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ اَلْقَارِعَةُ ① مَا الْقَارِعَةُ ② وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ③ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ④ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ⑤ ﴾

(۱۰۱/القارعۃ: ۱تا۵)

"(قیامت کی) کڑک، وہ کڑک کیا ہے؟ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ کڑک کیا ہے؟ جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی مانند ہوں گے۔"

یعنی قیمت کا حادثہ فاجعہ بڑا کربناک اور دلخراش ہو گا۔ کہ وقوع قیامت کے وقت دل ہلانے والی ایسی آواز اور کڑک پیدا ہو گی۔ جس سے اجرام فلکی آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ فلک بوس پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں گے اور انسانی اجسام یوں فضا میں اُڑیں گے جیسے پروانے اڑ رہے ہوں۔

اس سورت مبارکہ کے اندر استفہامیہ انداز میں قیامت کی ہولناکی کو بیان فرمایا گیا ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے سوال کیا کہ تم جانتے ہو قیامت کی کڑک کیسی ہیبت ناک ہو گی۔ پھر خود ہی اس کا جواب دیا کہ اس ایک گرج کی وجہ سے انسانوں کی لاشیں پروانوں کی طرح اور پہاڑوں کے پتھر دھنی ہوئی روئی کی طرح فضا میں اڑنا شروع ہو جائیں گے۔

قیامت کو جھٹلانے والے:

کفار مکہ قیامت کا انکار کیا کرتے اور قائلین قیامت کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ وہ اس بات کو ماننے کے لیے قطعاً تیار نہ تھے۔ کہ یہ آسمان، یہ زمین، یہ چاند، یہ سورج، یہ ستارے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اور تمام انسان بھی موت کی لپیٹ میں آ جائیں گے اور مرنے کے بعد پھر زندہ کر کے دربار الٰہی میں پیش کیے جائیں گے۔

قرآن حکیم نے کفار کی اس غلط فہمی کا واشگاف الفاظ میں رد فرمایا اور حتمی انداز میں بتا دیا۔ کہ اے منکرین قیامت! تم لاکھ انکار کرو، نہ مانو، حجتیں تلاش کرو، اسے عقل کے خلاف سمجھو، مگر یاد رکھو، قیامت آ کر رہے گی، تم اپنی تمام طاقتوں اور قوتوں کے باوجود سب مل کر اسے روک نہ سکو گے۔ اور! آج تم جس قیامت کا انکار کر رہے ہو۔ کل جب تم اس کا خود مشاہدہ کرو گے۔ تو اسے جھٹلا نہ سکو گے اور قیامت کی حقیقت کو ماننے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا۔

سورۃ واقعہ کی ابتدائی آیات ہیں:

﴿ اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۘ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۙ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾ ﴾

(۵۶/الواقعہ:۱تا۶)

جب قیامت کا واقعہ رونما ہو جائے گا۔ تو اسے کوئی جھٹلانے والا نہیں ہوگا۔ وہ قیامت کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلند کرنے والی (ہوگی) جب زمین تھرتھر کانپے گی۔ اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ پس وہ (پہاڑ) غبار بن کر بکھر جائیں گے۔"

سورج اور چاند کی حالت:

ان آیات بینات سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ قیامت کا آنا یقینی اور اس کی کڑک، گرج اور چیخ انتہائی زوردار اور خوفناک ہوگی۔ قرآن حکیم کے تیسویں پارے میں قیامت کی اسی ہولناکی اور اشیاء کے تغیرات کا ذکر یوں کیا گیا ہے کہ سورج کی کرنیں اس کے گرد لپیٹ دی جائیں گی۔ اس کی روشنی ختم کر دی جائے گی۔ اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا جائے گا۔ اسی طرح ستارے تیزی سے ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر جائیں گے۔ سیارات کا قانون کشش جو ہر ایک ستارے کو اپنے مدار میں روکے ہوئے ہے۔ منسوخ کر دیا جائے گا اور نظام سیارات بھی برباد ہو جائے گا۔ نیز بلند و بالا نظر آنے والے پہاڑ بھی باقی نہیں رہیں گے۔ انہیں ہوا کے جھونکے روئی کے گالوں کی طرح فضا میں اڑائیں گے۔ اور ان مضبوط اور عظیم پہاڑوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام ونشان باقی نہ رہے گا۔اور انسان کو اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے کوئی چیز یاد نہ ہوگی۔ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہوگی۔مگر کوئی شخص اپنے آپ کو قیامت کی ہولناکی سے بچا نہ سکے گا۔فرمان ربانی ہے:

﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝﴾ (۸۱/التکویر:۱تا۶)

”(اس وقت کو یاد کرو) جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔اور جب پہاڑوں کو اکھیڑ دیا جائے گا۔اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بیکار چھوڑ دی جائیں گی۔اور جب وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں گے۔اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے۔“

انسانوں کی حالت:

وقوع قیامت اور اس ہولناک اور عبرت ناک منظر کے بیان کی آیات قرآن حکیم میں بکثرت موجود ہیں۔مگر ہم اختصار کے مدنظر واپس سورت یٰسین کی زیر بحث آیات کی طرف آتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! کہ جب قیامت برپا ہوگی تو جو جہاں ہوگا وہیں ختم ہو جائے گا۔نہ اسے گھر آنے کی مہلت ملے گی اور نہ کسی قسم کی وصیت کرنے کا وقت دیا جائے گا۔بلکہ کوئی کیسے وصیت کرے گا؟ اس وقت تو سب کی حالت یکساں ہوگی اور کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا۔سورت یٰسین ہمیں بتلاتی ہے کہ جب قیامت کا حادثہ فاجعہ رونما ہوگا تو:

﴿فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝﴾

(۳۶/یٰسین:۵۰)

”پس (اس وقت) نہ وہ کوئی وصیت کرسکیں گے اور نہ اپنے گھروں کی طرف لوٹ کر آسکیں گے۔“

یعنی گاہک کو بازار میں، دکاندار کو دکان میں، کاشتکار کو کھیتوں میں، ملازم کو دفتر میں اور مسافر کو راستے میں ہی موت آجائے گی۔کوئی کسی کو دفنانے والا نہ ہوگا۔کوئی کسی کی موت پر آنسو بہانے والا نہ ہوگا۔کوئی کسی کو دیکھنے والا اور اس کی اس حالت پر افسوس کرنے والا بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوگا۔ خطیب پاکستان مولانا محمد حسین شیخوپوری حفظہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کی ہولنا کی اور وحشت کا بالکل صحیح نقشہ کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں ؏

بھیناں نوں چھڈ دتا سکیاں بھراواں نے
یاد نہ کیتا یار دوست آشناواں نے
سُٹ دتا روندا بچہ جندیاں ماواں نے
پُتر نوں یاد نئیں کدھر گئی مائی آ
چِٹھی آسمانوں سرور احمد نو آئی آ

یہی حقیقت قرآن مجید کے سترھویں سپارے میں یوں بیان کی گئی ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۞ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۞﴾ (۲۲/الحج:۱تا۲)

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈر جاؤ، بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔ جس دن تم اس (کی ہولناکیوں) کو دیکھو گے تو ہر دودھ پلانے والی (ماں) غافل ہو جائے گی اس سے جسے اس نے دودھ پلایا۔ اور ہر حاملہ (قیامت کی دہشت سے) اپنے حمل کو گرا دے گی۔ اور تجھے لوگ نشہ کی حالت میں مست نظر آئیں گے۔ حالانکہ وہ نشہ میں مست نہیں ہوں گے اور لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔ (لوگ اس کی ہیبت سے خوفزدہ ہوں گے)۔''

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے۔ کہ وہ ہم سب کو آخرت کا فکر اور تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۹

میدان حشر اور اہل جنت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

﴿وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝ فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَی الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝ لَهُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ۝ سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۝﴾ (۳۶/یٰسین:۵۱ تا ۵۸)

’’اور (جب دوبارہ) صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف تیزی سے جانے لگیں گے۔ (اور) کہیں گے۔ ہائے افسوس ہم پر، ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھا کھڑا کیا ہے؟ (آواز آئے گی) یہ وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ فرمایا اور رسولوں نے سچ فرمایا تھا۔ وہ تو صرف ایک زوردار چیخ ہوگی پس اچانک وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔ پس آج کسی نفس پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور تمہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر ان اعمال کا جو تم کرتے تھے۔ بے شک اہل جنت آج کے دن اپنے اپنے شغل میں ہشاش بشاش ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں، سایوں میں مرصع تختوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہاں ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے (لذیذ) پھل ہوں گے اور انہیں وہ سب کچھ ملے گا جو وہ طلب کریں گے۔
مہربان پروردگار کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔"

ہر قسم کی تعریفات، تحمیدات، تمجیدات، بڑائی، کبریائی، خالق ارض وسماء، اللہ احکم الحاکمین کے لیے ہے۔ جس نے صالحین ومتقین کے لیے جنت اور مشرکین وکافرین کے لیے جہنم بنائی ہے۔ اللہ رب العالمین کی بے پناہ حمد وثناء کے بعد ان گنت، لاتعداد، بے حساب وبے شمار درود وسلام سیّد الاتقیاء، امام الانبیاء، شافع روز جزا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر، جن کی اطاعت وفرماں برداری حصول جنت کا ذریعہ اور ان کی نافرمانی دخول جہنم کا سبب ہے کہ بقول شاعر ؎

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
گلے میں پہن لو کرتا محمد ﷺ کی غلامی کا

ربط آیات:

سورۃ یٰسٓ کے پچھلے رکوع میں رب کائنات نے اپنی قدرت کے نشانات اور اپنے اختیارات کی تفصیل بیان کر کے کفار ومشرکین کے مشرکانہ عقیدے کا رد فرمایا۔ اور عقیدۂ آخرت کے بارے میں مخالفین اسلام کے نظریات کی مذمت فرماتے ہوئے، قیامت برپا ہونے کا منظر بھی ذکر فرمایا۔ نیز مشرکین کے چند اعتراضات کے جوابات بھی دیئے اور یہ وضاحت فرمائی۔ کہ رزق کی تنگی اور وسعت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اس نے اپنے ازلی علم کے مطابق کسی کو مالدار اور کسی کو فقیر بنا دیا ہے۔ بلاشبہ ہر جاندار کا روزی رساں تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مگر اس نے اپنی قدرت کاملہ سے فراہمی رزق کا طریق کار وضع کر رکھا ہے۔ وہ بعض افراد کو بالواسطہ اور بعض کو بلاواسطہ رزق عطا فرماتا ہے۔
پچھلی آیات طیبات میں یہ بات بھی بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مختلف طریقوں سے انسانوں کو آزماتا اور ان کا امتحان لیتا ہے۔ کسی کو دولت کی فراوانی سے آزماتا ہے اور کسی کو غربت وافلاس کا شکار کر کے اس کا امتحان لیتا ہے۔ جو لوگ اس کی آزمائشوں پر پورا اُترتے ہیں اور فرمانبردار ہوتے ہیں انہیں بہتر جزا عطا فرماتا ہے اور جو اس کی آزمائش پر پورا نہ اتر سکیں وہ سزا کے حق دار ٹھہرتے ہیں اور اس جزا وسزا کے لیے اس نے قیامت کا دن مقرر کر رکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی ضمن میں کفار و مشرکین کے انکارِ قیامت کا رد بھی کیا گیا اور قیامت کے بارے میں ان کے استہزاء اور تمسخر کا ذکر بھی ہوا۔ اور رب تعالیٰ نے واضح فرما دیا۔ کہ جب قیامت برپا ہوگی تو پھر کسی کو ذرا بھی مہلت نہ دی جائے گی۔ حتیٰ کہ کوئی شخص نہ وصیت کر سکے گا اور نہ ہی اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر آ سکے گا۔ بلکہ وہ جہاں بھی ہوگا۔ وہیں موت کے منہ میں چلا جائے گا اور کوئی ایک دوسرے کو دفنانے اور کفنانے والا بھی نہیں ہوگا۔

﴿فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴾

''پس وہ نہ تو کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنے گھروں کی طرف لوٹ کر آ سکیں گے۔''

اس امر کا بیان بھی ہو چکا کہ لوگ اپنے کاروبار، معاملات اور کام کاج میں مصروف و مشغول ہوں گے کہ اچانک قیامت کا حادثہ فاجعہ وقوع پذیر ہو جائے گا اور قیامت کے برپا ہونے کا عمل نفخۂ اُولیٰ یعنی پہلی دفعہ صور پھونکنے سے ہوگا۔ اس صور پھونکنے کی تشریح حدیث شریف میں بھی بیان کی گئی ہے چنانچہ جناب عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَا الصُّوْرُ؟ قَالَ قَرْنٌ يُّنْفَخُ فِيْهِ)) (جامع ترمذی، ابواب صفۃ القیامہ)

''ایک اعرابی، نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی، صور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ سینگ (کی شکل کا بگل) ہے۔ جس میں پھونکا جائے گا۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ جناب اسرافیل منہ میں سینگ کی شکل کا ایک بگل تھامے کھڑا ہے۔ اور رب تعالیٰ کے حکم کا منتظر ہے۔ جونہی اسے حکم دیا جائے گا۔ وہ اس میں پھونک مارے گا۔ جس کی آواز سے تمام جاندار ہلاک ہو جائیں گے۔ سورۃ یٰسٓ کی ان آیات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ صور دو مرتبہ پھونکا جائے گا۔ پہلی بار پھونکنے سے ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ جیسا کہ فرمان ربانی ہے۔ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً کہ وہ کفار تو صرف ایک چیخ یعنی نفخۂ اُولیٰ کا انتظار کر رہے ہیں۔ یعنی جونہی جناب اسرافیل کو حکم ہوگا۔ وہ صور پھونکیں گے، جس سے ایک ہولناک کڑک کی آواز پیدا ہوگی اور دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو نظام کائنات تہہ و بالا ہو جائے گا۔ آسمان قائم نہ رہ سکے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور زمین بھی باقی نہ رہے گی۔ پہاڑوں کے پتھر روئی کی طرح فضا میں اُڑنے لگیں گے اور انسان جلے ہوئے پتنگوں کی طرح بے سدھ ادھر اُدھر گرے پڑے ہوں گے۔

نفخۂ ثانیہ:

صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث مبارکہ اور جامع ترمذی کی ایک روایت کے مطابق چالیس سال تک یہی حالت قائم رہے گی۔ چالیس سال کے طویل عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے جناب اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا جائے گا۔ وہ دوسری بار صور پھینکیں گے جس سے تمام لوگ اپنی قبروں سے آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور میدان حشر میں ربّ کائنات کی عدالت میں حاضری کے لیے تیز تیز چل پڑیں گے۔ سورۃ یٰسٓ کی ان آیات میں اسی دوسری بار صور پھونکنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ﴿٥١﴾﴾

''اور (جب دوسری بار) صور پھونکا جائے گا تو تمام لوگ اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف تیزی سے جانے لگیں گے۔''

اِسی بات کو قرآن حکیم کے دوسرے مقام پر یوں بیان کیا گیا ہے:

﴿يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾﴾

(۷۰/ معارج: ۴۳، ۴۴)

''اس دن وہ اپنی قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے گویا کہ کسی نشانی کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی (اور) ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔''

یعنی جس طرح شکاری شکار کے جال کی طرف یا تیر اپنے نشانے کی طرف تیزی سے جاتا ہے۔ اسی طرح صور پھونکے جانے کی آواز سنتے ہی لوگ اپنی قبروں سے نکل کر بارگاہ رب العزت کی طرف دوڑیں گے۔

ہائے افسوس:

قرآن وحدیث میں اس امر کی صراحت اور وضاحت موجود ہے کہ قبروں سے نکلنے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن سخت دھوپ، گرمی کی شدت، انسانوں کے بے انتہاء ہجوم اور بھوک و پیاس کی وجہ سے لوگ سخت گھبراہٹ اور پریشانی میں مبتلا ہوں گے۔ اور اسی پریشانی کی حالت میں منکرین قیامت کف افسوس ملتے ہوئے انتہائی پشیمانی، ندامت اور حسرت و یاس سے کہیں گے۔ ہائے افسوس! ہم تو ہمیشہ مر کر اٹھنے کا انکار کرتے رہے۔ اسے خلاف عقل گردانتے رہے اور لوگوں کو یہ سبق سکھاتے رہے۔ کہ ؎

ایہہ جگ مٹھا، تے اگلا کہنے ڈٹھا

لیکن آج ہمیں پکڑ کر یہاں کھڑا کر دیا گیا ہے۔ وہ حیرانی، افسوس اور تعجب سے سوال کریں گے۔ کہ کون ہے جس نے ہمیں ہماری خواب گاہوں سے جگا دیا اور رب تعالیٰ کے دربار میں لا کھڑا کیا ہے؟ سورۃ یٰسٓ میں حشر کے دن منکرین قیامت کے افسوس و ندامت کا بیان ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا﴾ (۳۶/یٰسٓ:۵۲)

''ہائے افسوس! کس نے ہمیں ہماری خواب گاہوں سے اٹھا دیا ہے؟''

منکرین قیامت اور منکرین حساب کی جب یہ حالت ہو گی۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے فرشتے جواب دیں گے۔ کہ یہی وہ دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ یہی وہ یوم حشر ہے جو تمہیں بعید از قیاس اور خلاف عقل نظر آتا تھا اور یہی وہ یوم الجزا ہے جسے ماننے کے لیے تم تیار نہ تھے۔ آواز آئے گی:

﴿هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴾ (۳۶/یٰسٓ:۵۲)

''یہی ہے وہ (دن) جس کا رحمان نے تم سے وعدہ کیا تھا اور یہی ہے وہ حشر جس کے بارے میں اللہ کے رسول تمہیں سچ سچ بتایا کرتے تھے۔''

آپ ذرا غور فرمائیں کہ اس آیت میں لفظ ''رحمان'' استعمال کیا گیا ہے۔ آخر کیوں؟ اس لیے کہ ''رحمان'' مبالغے کا صیغہ ہے۔ یعنی رب تعالیٰ فرمانا چاہتے ہیں کہ میں نے تو اپنی رحمت سے تمہارے لیے آج کے عذاب سے بچنے اور محفوظ رہنے کے کئی سامان مہیا کر دیئے تھے اور قبل از وقت اس صورت حال سے بذریعہ انبیاء اور کتب سماوی تمہیں پوری طرح آگاہ کر دیا تھا۔ اور اپنی رحمت سے تمہارے لیے ہدایت کے دروازے کھول دیئے تھے۔ مگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے ظالمو! تم نے ہماری رحمت سے فائدہ نہ اٹھایا اور تم اپنے آپ کو "مستحقِ رحمت" ثابت نہ کر سکے۔ جس کی وجہ سے آج تمہیں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور آج تمہیں ربِ رحمان کی رحمت یاد آ رہی ہے۔۔ ﴿هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ﴾ یہ وہی دن ہے جس کا رحمان نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ مولانا حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ یٰسٓ کی زیر بحث آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کافر کہس ڈر دے ہائے ہائے! سانوں کس اٹھایا
کہن فرشتے وعدہ رب دا نبیاں سچ فرمایا
جس حالت وچ مردا کوئی اوسے حال اٹھیوے
جاری خون شہیداں مہکے مشک معطر تھیوے
حاجی پڑھ لبیک اٹھسین، مرے جو حج کریندے
علم قرآن جو پڑھدا مر جائے اٹھسن اوہ پڑھیندے
وچ نماز مرے جے کوئی اٹھسی پوری کردا
مارو مار کریندا اٹھسی جو وچ جنگاں مردا

دربارِ الٰہی میں حاضری:

سورۃ یٰسٓ میں انسانوں کے قبروں سے نکل کر دربارِ الٰہی میں حاضری کا منظر ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ﴾

(۳۶/یٰسٓ: ۵۳)

"وہ تو صرف ایک زوردار کڑک ہوگی۔ تو وہ اچانک سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العالمین کفار کے بعث بعد الموت کے نظریئے کو محال اور ناممکن سمجھنے کا جواب ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ اے گروہ کفار! تم دربارِ الٰہی میں جس حاضری کو محال سمجھ رہے ہو اور بوسیدہ ہڈیوں اور بکھرے ذروں کو اکٹھا کر کے انہیں زندہ کرنا، تمہیں ناممکن نظر آ رہا ہے۔ یہ امر تمہارے لیے تو یقیناً ناممکن اور محال ہے۔ مگر ہمارے لیے قطعاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکل نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو ہماری ایک ڈانٹ، جھڑک اور آواز کا کام ہے۔ کہ ابھی وہ ختم بھی نہ ہوگی کہ بحر و بر اور مشرق و مغرب میں بکھرے ہوئے تمام ذرات جمع ہو جائیں گے اور تمام انسانوں کو زندہ کر کے جواب دہی اور محاسبۂ اعمال کے لیے ایک چٹیل میدان میں ہمارے روبرو کھڑا کر دیا جائے گا۔ تیسویں پارے میں فرمان ربانی ہے:

﴿فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ فَإِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٤﴾﴾ (۷۹/ نازعات: ۱۳، ۱۴)

''انہیں حاضر کرنے کے لیے تو ایک جھڑک ہی کافی ہے۔ پھر اچانک وہ کھلے میدان میں جمع ہو جائیں گے۔''

وہ نفخۂ ثانیہ جسے سنتے ہی تمام انسان گھبراہٹ کے عالم میں دربار الٰہی کی طرف بھاگ کھڑے ہوں گے۔ اس کی کیفیت کتب تفاسیر میں یوں بیان کی گئی ہے۔ کہ جناب اسرافیل علیہ السلام بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہو کر اعلان کریں گے۔

((اَيَّتُهَا الْعِظَامُ الْبَالِيَةُ وَالْاَوْصَالُ الْمُتَقَطِّعَةُ وَالشُّعُوْرُ الْمُتَمَزِّقَةُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَجْتَمِعْنَ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ))

(تفسیر قرطبی صفحہ ۴۶ جزء ۱۵)

''اے بوسیدہ ہڈیو اور اے کٹے ہوئے جوڑو اور اے ٹوٹے ہوئے بالو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اکٹھے ہو کر فیصلے کے لیے بارگاہ الٰہی میں پیش ہو جاؤ۔''

یہ کلمات اور الفاظ سننے کے بعد کسی کی مجال نہ ہوگی کہ اس پکار پر سستی کا مظاہرہ کرے۔ قطعاً نہیں۔ بلکہ دل سینوں میں خوف سے دھڑک رہے ہوں گے۔ پھر بھی دربار الٰہی کی طرف ایسے بھاگے جا رہے ہوں گے جیسے ایک بہت بڑا لشکر ایک متعین سمت میں اُڑا جا رہا ہو۔ پھر کافر اس دن کی دہشت و وحشت اور خوف کی وجہ سے کہیں گے کہ ''آج کا دن بڑا سخت اور ہولناک ہے۔''

ہمیں اس دن کی آمد سے قبل ہی اس کے بارے میں غور و خوض کر لینا چاہیے اور حشر کے دن کی ہولناکی سے بچنے کا کوئی انتظام کرنا چاہیے اور وہ انتظام کیا ہے؟ غور سے سن لیں...... جس کی وجہ سے حشر کی سختیوں، تلخیوں، تکلیفوں، اذیتوں اور پریشانیوں سے بچا جا سکتا ہے۔ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اور صرف قرآن مجید کے مقرر کردہ راستہ پر چلنا اور امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع وفرمانبرداری کرنا ہے۔ جو اس جادۂ حق پر گامزن نہیں ہوگا۔ وہ بسیار آہ و زاری کے باوجود اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے چھڑا اور بچا نہ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

یہی حشر ہے:

آیئے! دربارِ الٰہی میں انسانوں کی حاضری کے بارے میں قرآن حکیم کے ایک اور مقام کی آیات طیبات بھی سماعت فرمائیں اور اپنے عقیدہ وعمل کو سنوارنے کی کوشش کریں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝٦ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝٧ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝٨﴾ (۵۴/القمر:۶تا۸)

''اس دن انہیں بلانے والا ناگوار چیز کی طرف بلائے گا۔ ان کی آنکھیں (خوف سے) جھکی ہوں گی۔ وہ قبروں سے پراگندہ اور بکھری ہوئی ٹڈیوں کی طرح نکلیں گے۔ وہ ڈرتے ہوئے بلانے والے کی طرف بھاگے جارہے ہوں گے۔ کافر کہیں گے یہ دن تو بڑا ہی سخت ہے۔''

آگے بڑھنے سے پہلے اسی سلسلہ میں قرآن عزیز کا ایک اور مقام سنیے۔ قرآنی الفاظ اوران کے ترجمے پر غور فرمایئے۔ تو دربار الٰہی میں حاضری کا مسئلہ مزید نکھر کر سامنے آجائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝٤١ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ۝٤٢ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ۝٤٣ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ۝٤٤﴾

(۵۰/ق:۴۱تا۴۴)

''اور غور سے سنو! اس دن کے بارے میں جب پکارنے والا قریب سے پکارے گا۔ جس دن سب لوگ یقیناً ایک گرج دار آواز سنیں گے۔ وہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبروں سے نکلنے کا دن ہوگا۔ بلاشبہ ہم ہی زندہ کرتے اور ہم ہی مارتے ہیں اور سب نے ہماری طرف ہی لوٹنا ہے۔ اس دن زمین ان کے اوپر سے پھٹ جائے گی۔ تو وہ جلدی سے نکل کھڑے ہوں گے۔ یہی حشر ہے جو ہمارے لیے بالکل آسان ہے۔''

سورۃ مومن میں فرمان ربانی ہے:

﴿رَفِيعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿١٥﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُونَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾﴾ (۴۰/مومن:۱۵،۱۶)

''(اللہ تعالیٰ) بلند درجات والا ہے۔ عرش کا مالک ہے۔ وہ اپنے فضل سے اپنی وحی، اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے نازل فرماتا ہے۔ تاکہ وہ (لوگوں کو) ملاقات (حشر) کے دن سے ڈرائے۔ اس دن جب وہ ظاہر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ پر ان کے حالات سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہوگی۔ (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) آج کس کی بادشاہت ہے؟ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی۔ جو واحد، قہار ہے۔''

یعنی حشر کے دن بڑے بڑے کشور کشا، فاتح عالم اور حکمران و بادشاہ قبروں سے نکل کر دست بدستہ دربار الٰہی میں حاضر ہوں گے۔ ان میں ہفت اقلیم پر حکومت کرنے والے سلطان۔ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلٰى کا دعویٰ کرنے والے فرعون اور۔ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ کا نقارہ بجانے والے نمرود بھی ہوں گے۔ بڑے بڑے چنگیز اور ہلاکو وہاں کانپ رہے ہوں گے۔ ہر طرف سناٹا، خاموشی اور ہو کا عالم ہوگا۔ اللہ رب العالمین ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو لپیٹ کر اپنی قدرت کے ہاتھ میں لے لیں گے۔ اس مثالی سکوت اور سناٹے میں خالق کائنات کی پر رعب اور گرج دار آواز گونجے گی۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؟ دنیا میں حکمرانی اور جاہ وحشمت کا اعلان کرنے والے سرکشو اور متکبرو! بتاؤ، آج کس کی فرماں روائی، حکمرانی اور بادشاہی ہے؟ کسی فرد و بشر کو رب کائنات کے سوال کا جواب دینے کی ہمت اور جسارت نہ ہوگی۔ اور سب لوگ تھر تھر کانپ رہے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ خود ہی اس سکوت کو توڑے گا اور بارعب آواز میں فرمائے گا۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ سن لو! آج صرف اور صرف مجھ واحد اور قہار کی بادشاہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ سبحان اللہ۔

اعمال کی جزا اور سزا:

خالق کائنات کے دربار عالی شان میں حاضری سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر فرد وبشر کو رب العالمین کے حضور حاضری دینا ہوگی۔ دنیا میں ملزم سزا سے بچنے کے لیے روپوش ہو جاتے ہیں، بعض فرار ہو جاتے ہیں اور کچھ افسران بالا اور ذمہ داروں کو رشوت دے کر فیصلہ اپنے حق میں کروا لیتے ہیں۔ مگر حشر کے دن ایسا ممکن نہ ہوگا۔ وہاں نہ تو کوئی بھاگ سکے گا اور نہ ہی کسی پر ظلم کیا جائے گا۔ بلکہ عدل وانصاف کے فیصلے ہوں گے اور ہر شخص اپنے نیک اعمال کی جزا پائے گا اور برے اعمال کی سزا سے دوچار ہوگا۔ سورۃ یٰسین میں رب تعالیٰ اسی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

(۳۶/یٰسین:۵۴)

''پس آج، کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور تمہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر ان اعمال کا جو تم کیا کرتے تھے۔''

آپ اس منظر کا تصور فرمائیں اور آخرت کی ذلت اور رسوائی سے بچنے کی تدبیر کریں۔ جب رب تعالیٰ اپنی تمام تر ہیبت اور قدرت کے ساتھ عرش عظیم پر جلوہ افروز ہوگا اور ہر شخص کو اعمال کے حساب کے لیے اس کے دربار عالی شان میں پیش ہونا ہوگا۔ اور ہر انسان اللہ تعالیٰ کی جلالت، عظمت اور بزرگی کے باعث تھر تھر کانپ رہا ہوگا۔ اور اپنا اعمال نامہ ہاتھ میں تھمائے جانے کا منتظر ہوگا۔ جب تک اپنی زندگی کے اعمال اور افعال کا حساب نہ دے گا۔ دربارِ الٰہی سے پاؤں کو ہلا نہ سکے گا۔ حدیث شریف میں ہے:

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ (١)۔ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ (٢) وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ (٣) وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ (٤) وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ (٤) وَمَاذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ))

(جامع ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ...... باب فی القیامۃ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن آدم کا بیٹا جب تک پانچ سوالوں کے جواب نہ دے گا۔ رب تعالیٰ کے حضور سے اپنے قدموں کو ہلا نہ سکے گا۔ (۱) اُس سے عمر کے بارے میں سوال ہوگا۔ کہ کیسے گزاری (۲) جوانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ کہاں کہاں صرف کی (۳) اس کے مال کے بارے میں سوال ہوگا۔ کہ کیسے کمایا (۴) اور کہاں خرچ کیا (۵) اور کیا علم کے مطابق عمل کیا۔''

محترم بھائیو! ہم اپنے اعمال کا خود محاسبہ کریں اور۔ حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا۔ ''حساب کا دن آنے سے پہلے خود اپنے اعمال کا حساب کرلو'' کے مصداق اپنے افعال، اعمال، حرکات اور سکنات کا جائزہ لیں۔ کہ کیا ہم نے ان پانچ بنیادی اور ضروری سوالات کے جوابات تیار کر لیے ہیں:

☆ کیا ہم اپنی عمر لہو ولعب میں گزار رہے ہیں۔ یا۔ ذکر الٰہی میں صرف کر رہے ہیں؟۔

☆ کیا ہم قرآن وسنت کے مطابق اعمال کرتے ہیں یا شرک وبدعت میں مبتلا ہیں؟۔

☆ کیا ہم مال ودولت حلال اور جائز طریقے سے کما رہے ہیں۔ یا۔ حرام اور ناجائز ذرائع سے دولت سمیٹ رہے ہیں؟۔

☆ کیا ہم اپنی جوانیاں اپنے خالق کی عبادت میں گزار رہے ہیں۔ یا۔ اس کی نافرمانی اور بغاوت میں صرف کر رہے ہیں؟۔

☆ کیا ہم نے اپنے جسموں کو اپنے رب کے حضور جھکنے کا خوگر بنایا ہے۔ یا۔ اسے نافرمانی اور بغاوت کا عادی بنا دیا ہے؟۔

رب ظلم نہیں کرے گا:

سوچیے، غور فرمائیے اور فکر کیجیے۔ کہ کل قیامت کے دن خالق ارض وسماء کے حضور ہم کیا جواب دیں گے اور یاد رکھیے، وہاں جھوٹ اور فریب سے کام نہیں چلے گا۔ کوئی شخص کیے ہوئے اعمال کا انکار نہ کر سکے گا۔ ہر بندے کی سو، ساٹھ، پچاس سالہ زندگی اور عمر بھر کا کچا چٹھا اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ جب وہ اس نامۂ اعمال میں اپنی کرتوتوں کی تفصیل دیکھے گا تو اس کی حالت کیا ہوگی؟ آیئے قرآن مجید ہی سے پوچھتے ہیں۔ قرآن حکیم فرماتا ہے کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ (۱۸/ الکہف:۴۹)

''اوران کا اعمال نامہ ان کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ پس تم مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ ڈر رہے ہوں گے۔ ان (اعمال کی سزا) سے جو اس میں ہوں گے۔ اور کہیں گے۔ ہائے افسوس! اس کتاب (نامہ اعمال) کو کیا ہو گیا ہے؟ کہ اس نے کسی چھوٹے اور بڑے گناہ کو نہیں چھوڑا مگر اس کو شمار (اور محفوظ) کر لیا ہے اور وہ اپنے اعمال (کی تفصیل) اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔ اور (اے رسول!) آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔''

سورۃ یٰسین میں فرمان ربانی ہے کہ:

﴿فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (۳۶/ یٰسین:۵۴)

''آج کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور (اے انسانو!) تمہیں تو صرف تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔''

یعنی حشر کے دن یہ نہیں ہوگا۔ کہ ''کرے کوئی اور بھرے کوئی'' بلکہ ہر انسان اپنے کیے کی سزا اور جزا پائے گا اور رب تعالیٰ کی طرف سے کسی پر ظلم وزیادتی نہ کی جائے گی۔ قرآن حکیم کی متعدد آیات میں اسی بات کو مختلف اسالیب میں بیان کیا گیا ہے۔ ہم طوالت کے خوف سے اِسی پر اکتفا کرتے ہوئے دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حشر کی سختیوں سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین۔

اہل جنت کا مشغلہ:

قیامت کے کربناک منظر اور ہولناکی کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسین میں اہل جنت پر اپنے انعام و کرام اور عنایات و نوازشات کا ذکر فرمایا ہے اور واضح فرما دیا ہے۔ کہ اہل جنت کو جنت میں ہر قسم کا آرام، سکون، فرصت، مسرت، خوشی، شادمانی اور فرحت میسر ہوگی۔ وہ ہر قسم کے حزن وملال سے آزاد اور جنت کی ان گنت نعمتوں سے سرشار ہوں گے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ جنت کی گوناگوں راحتوں میں اس قدر مصروف و مشغول ہوں گے کہ انہیں کسی دوسری طرف خیال کرنے، دھیان دینے اور التفات کا احساس بھی نہیں ہوگا۔ وہ اپنی لذتوں میں ایسے مسرور ہوں گے کہ دوسری ہر چیز سے بے پرواہ اور بے خوف ہو جائیں گے۔ وہ کنواری حوروں سے لطف اندوز ہوں گے اور ایسے ہشاش بشاش ہوں گے کہ تھکاوٹ اور اکتاہٹ کا نام ونشان بھی نہ ہوگا۔ سورۃ یٰسین میں اہل جنت پر انہیں انعامات، احسانات اور نوازشات نیز جنتیوں کے مشغلہ کا ذکر کرتے ہوئے رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿ اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ الۡیَوۡمَ فِیۡ شُغُلٍ فٰکِہُوۡنَ ﴾ (۳۶/یٰسین:۵۵)

”بلاشبہ اہل جنت آج اپنے دلچسپ مشغلوں میں فرحاں وشاداں ہیں۔“

امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل جنت کے مشغلے اور فرحت وسرور کا تذکرہ کرتے ہوئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

((اَلَا هَلْ مِنْ مُّشَمِّرٍ لِلْجَنَّةِ؟ فَاِنَّ الْجَنَّةَ لَا خَطَرَ لَهَا هِيَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ نُوْرٌ يَتَلَأْلَأُ وَرَيْحَانَةٌ تَهْتَزُّ وَقَصْرٌ مَّشِيْدٌ وَنَهْرٌ مُطَّرِدٌ وَثَمَرَةٌ نَضِيْجَةٌ وَزَوْجَةٌ حَسْنَاءُ جَمِيْلَةٌ وَحُلَلٌ كَثِيْرَةٌ فِيْ مُقَامٍ اَبَدًا فِيْ دَارِ سَلَامَةٍ وَفَاكِهَةٍ خُضْرَةٍ وَحِبَرَةٍ وَنِعْمَةٍ فِيْ مَحَلَّةٍ عَالِيَةٍ بَهِيَّةٍ قَالُوْا، نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ الْمُشَمِّرُوْنَ۔ قَالَ۔ قُوْلُوْا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ فَقَالَ الْقَوْمُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ ذَكَرَ الْجِهَادَ وَحَضَّ عَلَيْهِ))

۲ (سنن ابن ماجہ کتاب الزھد، باب صفۃ الجنۃ)

”کیا تم میں کوئی اس جنت میں جانے کا خواہش مند اور مستعد ہے۔ جس جنت میں کوئی خوف اور خطرہ نہیں۔ رب کعبہ کی قسم وہ چمکتا ہوا نور ہے اور خوشبودار پھول ہے۔ وہ بلند وبالا محل ہے۔ اس کی نہریں لبریز ہیں۔ اس کا لباس ریشمی ہے۔ اس کی نعمتیں ابدی اور لازوال ہیں۔ وہ سلامتی کا گھر ہے۔ وہ سرسبز اور تازہ پھلوں کا باغ ہے۔ اس کی نعمتیں کثیر اور عمدہ ہیں۔ اس کے محلات بلند وبالا اور خوب صورت ہیں۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! ہم سب اس کے خواہش مند اور اس کے لیے مستعد ہیں۔ آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا۔ ان شاء اللہ کہو۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان شاء اللہ کہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا ذکر کیا اور اس کی رغبت دلائی۔"

شاعر توحید وسنت جناب شیخ محمد سعید الفت رحمۃ اللہ علیہ نے اہل جنت کی بے فکری، غم وحزن سے دوری اور حیرانی و پریشانی سے نجات کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ اور قرآن وسنت کی ترجمانی کا حق ادا کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

اوہ جنت جدھے وچ بیماری کوئی نہیں
اوہ جنت جدھے وچ لاچاری کوئی نہیں
اوہ جنت جدھے وچ مصیبت دا ناں نہیں
جدھے وچ دکھاں دا نام ونشاں نہیں
جدھے وچ ندامت خواری کوئی نہیں
اُداسی کوئی نہیں، اوا زاری کوئی نہیں
پریشانیاں دا جدھے وچ ذکر نہیں
کسے قسم دا وی جدھے وچ فکر نہیں
کوئی صدمہ سر تے اٹھاناں نہیں پیتا
جیا جنت لئی کجھ کماناں نہیں پیناں
نہ محنت مشقت کوئی چارہ جوئی
نہ ٹیکساں، نہ فیساں، کرایہ نہ کوئی
نہ ہاڑاں دے روزے نہ پوہ دی نمازاں
نہ حجاں، زکوتاں نہ نذراں نیازاں
نہ سوچاں چ پیناں نہ فکراں چ جھرنا
نہ بڈھیاں ہونا نہ کبیاں ٹرناں!

جنتیوں کی بیویاں:

سورۃ یٰسین کی اِن آیات طیبات میں اللہ احکم الحاکمین فرماتے ہیں کہ جن خوش نصیبوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر جنت میں انعامات الٰہی کے دروازے کھل جائیں گے وہ جنت کی لذتوں، خوشیوں اور لطف وسرور میں ایسے مشغول ہوں گے کہ کسی دوسری طرف توجہ ہی نہ کریں گے۔ وہ اور ان کی نیک بیویاں، ٹھنڈے اور گھنے سایوں میں مرصع اور آراستہ تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور رب تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ فرمان ربانی ہے:

﴿ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝ ﴾ (۳۶/یٰسٓ:۵۶)

"وہ (جنتی) اور ان کی بیویاں سایہ میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔"

جنت میں جنتیوں کی تسکین، راحت آرام اور دل جوئی کے لیے اللہ تعالیٰ جو بے شمار نعمتیں انہیں عطا فرمائے گا۔ ان میں سے ایک نعمت، پاک بیویاں اور جنت کی حوریں ہیں۔ دنیا کی عارضی زندگی میں جن برگزیدہ انسانوں نے اللہ رب العالمین کی رضا اور خوشنودی کے لیے نفس کی خواہشات اور دنیاوی لذات کے سلسلے میں رب تعالیٰ کے قوانین کی پابندی کی ہوگی۔ قیامت کے دن انہیں رب تعالیٰ سدا بہار باغات میں ٹھہرائے گا اور وہاں ان کی تسکین وراحت کا ہر سامان مہیا فرمائے گا۔ قرآن عزیز کے ستائیسویں پارے میں خالق ارض وسماء، اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں کہ جنتیوں کے بہلاوے، خوشی اور سرور کے لیے انتہائی خوبصورت، حسین وجمیل بے عیب وپاک باز، خوبرو اور دلربا حوروں سے ان کا نکاح کر دیا جائے گا۔ قرآن حکیم کی آیات مقدسات اور اُن کا ترجمہ سماعت فرمایئے:

﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓــًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ ﴾

(۵۲/طور:۱۷تا۲۰)

"بے شک (قیامت کے دن) پرہیزگار، باغات اور نعمتوں میں ہوں گے جو نعمتیں انہیں ان کے رب کی طرف سے عطا ہوں گی۔ ان پر وہ مسرور وشاداں ہوں گے۔ اور انہیں ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے بچا لیا ہوگا۔ (حکم ہوگا) خوب مزے سے کھاؤ پیو، اپنے اُن اعمال کے بدلے میں جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔ وہ اہل جنت، بچھے ہوئے پلنگوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہم ان جنتیوں کو خوبصورت، آہو چشم عورتوں کے ساتھ بیاہ دیں گے۔''

اہل جنت کو جنت میں جو حسین و جمیل خواتین خدمت، تواضع اور سکون کے لیے عطا فرمائی جائیں گی۔ وہ ہر قسم کی جسمانی آلائشوں اور آلودگیوں سے پاک وصاف ہوں گی اور تمام قسم کے اخلاقی عیوب ونقائص سے مبرا اور محفوظ ہوں گی۔ ان کی صفائی، پاکیزگی اور طہارت کا ذکر قرآن عزیز یوں فرماتا ہے کہ:

﴿ لَهُمْ فِيهَآ أَزْوَٰجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٥﴾ ﴾ (۲/البقرۃ:۲۵)

''اور ان (صالحین ومتقین) کے لیے جنت میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی۔ اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔''

دوسری جگہ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿ وَزَوَّجْنَٰهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ ﴾ (۴۴/دخان:۵۴)

''اور ہم ان کا نکاح گوری، موٹی آنکھوں والی عورتوں سے کر دیں گے۔''

قرآن حکیم کی مشہور ومعروف سورت، سورۃ رحمان میں اللہ تعالیٰ نے جنت کی لازوال، ابدی اور دائمی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جنت کے مکانات ومحلات میں جنتیوں کے لیے ایسی عورتیں ہوں گی جو شرم وحیا کا پیکر ہوں گی۔ ان کی نظریں جھکی ہوں گی۔ وہ اپنے شوہروں کے بغیر کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کریں گی۔ وہ ایسی پاک دامن اور عفت مآب ہوں گی۔ کہ انہیں اس سے قبل کسی جن وانس نے ہاتھ تک نہ لگایا ہوگا۔ ان کے چہرے یاقوت ومرجان کی طرح سرخ وسفید اور بدن ریشم کی طرح نرم اور شفاف ہوں گے۔ آیات قرآنی میں:

﴿ فِيهِنَّ قَٰصِرَٰتُ ٱلطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٧﴾ كَأَنَّهُنَّ ٱلْيَاقُوتُ وَٱلْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ ﴾

(۵۵/رحمان:۵۶تا۵۸)

''ان جنتوں میں نیچی نگاہوں والی عورتیں (حوریں) ہوں گی۔ جن کو ان اہل جنت سے پہلے کسی انسان نے چھوا ہوگا، نہ کسی جن نے ہاتھ لگایا ہوگا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ حوریں تو گویا، یاقوت اور مرجان ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض علماء تفسیر کی رائے ہے۔ کہ ''قٰصِرٰتُ الطَّرْف'' سے مراد نیک عورتیں ہیں۔ جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے نکاح میں تھیں۔ جنت میں وہی ان کے محلات ومکانات کی زینت بنیں گی۔ ان صالح اور پاکباز بیویوں کے علاوہ اہل جنت کو حوریں بھی عطا کی جائیں گی۔ اور وہ مسلم خواتین جو دنیا میں کسی کے نکاح میں نہ تھیں یا جن پارسا عورتوں کے خاوند اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم رسید کیے گئے ہوں گے۔ ان کا نکاح بھی ان جنتی مردوں سے کر دیا جائے گا۔ اس موقف کی تائید آپ ﷺ کی حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے۔ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

''ایک مرتبہ میں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! دنیا کی بیویاں افضل ہوں گی یا جنت کی حوریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ نِسَاءُ دُنْیَا اَفْضَلُ مِنَ الْحُوْرِ الْعَیْنِ۔ کہ دنیا کی عورتیں جنت کی حوروں سے افضل ہوں گی۔ میں نے عرض کیا، یہ کیسے؟ فرمایا۔ بِصَلٰوٰتِھِنَّ وَصِیَامِھِنَّ وَعِبَادَتِھِنَّ۔ وہ اپنی نمازوں، اپنے روزوں اور اپنی عبادت کی وجہ سے افضل ہوں گی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ (اپنی قدرت سے) ان عورتوں کے چہروں کو نورانی بنا دے گا۔ ان کے جسم، ریشم سے نرم، ان کے چہرے سفید، ان کے زیورات سونے کے، ان کی انگوٹھیاں موتیوں کی اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نہال ہو کر کہیں گی۔

اَلَا نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُوْتُ اَبَدًا
اَلَا نَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْأَسُ اَبَدًا
طُوْبٰی لِمَنْ کُنَّا لَهٗ وَکَانَ لَنَا

''سن لو! ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں۔ ہمیں موت نہیں آئے گی۔ سن لو! ہم نازک اندام اور خوبصورت ہیں۔ وہ لوگ خوش قسمت ہیں جن کے حصہ میں ہم آئیں گی۔ اور وہ جو ہمارے حصہ میں آئیں گے۔'' (ضیاء القرآن سورۃ رحمٰن آیت:۵۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنتی حوروں کا حسن وجمال:

متعدد قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ میں جنت کی حوروں کے حسن، جمال، کمال، چال، ڈھال، نفاست، نظافت، لطافت، شرافت، نجابت، صفائی، زیبائی، ستھرائی، پاکیزگی، جوانی، چمک، دمک اور سریلی آوازوں کا خوبصورت تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن سب کا احاطہ مضمون کو بہت طویل بنادے گا۔ اس لیے ہم شاعرِ حقیقت شیخ محمد الفت رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار پر اکتفا کرتے ہیں۔ جو قرآنی آیات اور احادیث کا بہترین پنجابی ترجمہ ہیں۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ جنت وہ ہے کہ ؎

سریلے جدھے وچ نغمے طیوراں
جدھے وچ جواناں کنواریاں حوراں
حوراں کیہہ نے تصویراں کھچیاں مصور
کہ انسان کر سکدا ای نہیں تصور
جہانوں نرالیاں تے پاک بازاں
سیاہی توں کالیاں زلفاں درازاں
چکوراں تھے کبکاں تو ودہ ودہ کے چالاں
اکھاں ول تک تک کے نادم غزالاں
فدا بلبلاں ہون سن سن کے بولاں
سریلی آوازاں توں قربان کولاں
سفیدی دنداں دی توں کلیاں سوالی
تے بلاں دی لالی توں لالاں دی لالی
چٹے چہرے چناں تو ودھ ودھ کے چمکن
نورانی پیشانیاں درخ درخ کے دمکن
سوہنے نقش قدرت نے گھڑ گھڑ سوارے
تے بھج بھج کے لاٹاں چھڈن رخسارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکھے نک تلواراں، تیراں تو پلکاں
کوئی ”ماں دا پتر“ نہیں جھل سکدا جھلکاں
ہاں پیراں دی ریساں تو بلقیساں ہریاں
پرستانی پریاں، حسن دیکھ مریاں
ایہہ نوری کھلونے طہوروں دھچے نے
اللہ خود کہندا اے موتی چھپے نے
جہاں نوں کسے نے نہیں اج تک بلایا
کسے جن، انساں نے ہتھ ای نہیں لایا
صفت نہیں اوہناں دی سنا سکتا کوئی
اندازہ نہیں جنت دا لا سکدا کوئی

جنت کے پھل اور میوے:

جنتی حوروں کے خوبصورت اور دل ربا ذکر کے بعد رب السماوات والارض نے سورۃ یٰسین کی اگلی آیت میں جنت کے پھلوں اور میووں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُونَ ﴾ (۳۶/یٰسین:۵۷)

”ان (جنتیوں) کے لیے وہاں (لذیذ) پھل ہوں گے۔اور وہ جو طلب کریں گے (وہ سب کچھ) انہیں دیا جائے گا۔“

سورۃ یٰسین کے علاوہ قرآن حکیم کی متعدد دوسری آیات میں بھی جنت کے پھلوں اور میووں کا ذکر کیا گیا ہے اور اہل دنیا کو ان کے حصول اور جنت کے دخول کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمانبردار اور اطاعت شعار بننے کا حکم دیا گیا ہے۔چھبیسویں پارے میں جنت کی نہروں، طاہر مشروب، پاکیزہ دودھ، صاف ستھرے شہد اور پھلوں کی کثرت کا معجزانہ اختصار سے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

﴿ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَسَلٍ مُّصَفًّی ؕ وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ﴾
(۴۷/محمد:۱۵)

''اس جنت کی مثال جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو بدبودار نہیں ہیں۔ اور دودھ کی نہریں ہیں۔ جس کا ذائقہ نہیں بدلتا اور مشروبات کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے لذت بخش ہیں اور صاف ستھرے شہد کی نہریں ہیں اور اس (جنت) میں ان کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش ہوگی۔''

جنت کے میووں اور پھلوں کا ذکر چھڑا ہے تو قرآن کریم کی کئی آیات طیبات یاد آ رہی ہیں۔ مگر اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کو سورۃ واقعہ کی چند آیات اور ان کا ترجمہ سنانے پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ رب العالمین فرماتے ہیں کہ اہل جنت کو جنت میں بے انتہا اور بے حساب رزق سے نوازا جائے گا۔ وہاں ہر قسم کا پھل ہر وقت موجود ہوگا۔ جنت کے درخت ہمہ وقت پھلوں سے لدے رہیں گے۔ جونہی جنتی ایک پھل توڑے گا۔ اس کی جگہ دوسرا فوراً موجود ہوگا۔ اور جنت کے پھلوں کو توڑنے کے لیے جنتیوں کو کوئی رکاوٹ یا دقت نہیں ہوگی۔ جب بھی کوئی جنتی کسی پھل کے کھانے یا اسے توڑنے کا ارادہ کرے گا تو اونچی ٹہنیوں اور بلند وبالا درختوں پر لگے ہوئے پھل، اس کے ہونٹوں کے خود بخود قریب آ جائیں گے۔ اور جنتی اسے تناول فرمائے گا۔ سبحان اللہ۔

آیئے! سورۃ واقعہ کی آیات اور ان کے ترجمے پر غور فرمائیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ؕ﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۙ﴿۲۸﴾ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۙ﴿۲۹﴾ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ﴿۳۰﴾ وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۙ﴿۳۱﴾ وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۙ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ ۙ﴿۳۳﴾ وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ؕ﴿۳۴﴾﴾ (۵۶/واقعہ:۲۷تا۳۴)

''اور دائیں ہاتھ والے۔ اور کیا شان ہوگی، دائیں ہاتھ والوں کی۔ وہ بے خار بیروں میں اور کیلوں کے گچھوں میں اور لمبے لمبے سایوں میں اور پانی کے آبشاروں میں اور پھلوں کی کثرت میں ہوں گے۔ کہ وہ ختم نہیں ہوں گے اور نہ انہیں ان سے روکا جائے گا۔ اور ان کے لیے اونچے پلنگوں پر بستر بچھے ہوں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے مہمانوں یعنی جنتیوں کی جو خاطر و مدارت ہوگی۔ ان کے آرام و آسائش کے لیے جو سامان مہیا کیے جائیں گے۔ اور انہیں جو بلند و بالا اور ارفع مقام عطا کیا جائے گا۔ نیز ان کے لیے جنت میں جو تخت سجائے...... تکیے لگائے...... قالین بچھائے...... چشمے بہائے...... اور جام چھلکائے جائیں گے۔ ان کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الدھر، سورۃ الغاشیہ، سورۃ الحاقہ، سورۃ النباء اور کئی دوسری سورتوں میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔ جن سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم سورۃ یٰسین کی طرف لوٹتے ہیں جس میں جنت کے پھلوں اور میووں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ۝﴾ (۳۶/یٰسین:۵۷)

"ان اہل جنت کے لیے وہاں لذیذ پھل ہوں گے اور انہیں وہ سب کچھ عطا کیا جائے گا جو وہ طلب کریں گے۔"

اللہ تعالیٰ کا سلام:

سورۃ یٰسین کی تلاوت کردہ آیات میں سے آخری آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے اہل جنت پر اپنے "خصوصی سلام" کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ۝﴾ (۳۶/یٰسین:۵۸)

"رب رحیم کی طرف سے انہیں کہا جائے گا۔ تم پر سلامتی ہو۔"

جن نیک بختوں اور سعادت مندوں کے لیے "جنت" کا فیصلہ ہو جائے گا۔ انہیں بڑی عزت و توقیر اور احترام و تکریم کے ساتھ جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ راستے کے دونوں طرف فرشتوں کی قطاریں ہوں گی، وہ فرشتے اہل جنت کو انتہائی ادب و احترام اور عقیدت و محبت سے سلام عرض کریں گے۔

آپ ذرا جنتیوں کی فضیلت و شان کا تصور تو فرمائیں کہ کیا خوب صورت منظر ہوگا جب اہل جنت گروہ در گروہ جنت کی طرف جائیں گے، فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔ اور ہر طرف سے "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ" کی صدائے دلنواز بلند ہوگی۔ سبحان اللہ۔ اللہ رب العالمین ہم سب کو یہ مقام و مرتبہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

داماد مصطفیٰ جناب علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جب اہل جنت کو جنت کی طرف لے جایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ اور وہ جنت کے دروازے کے قریب پہنچ جائیں گے تو وہاں انہیں ایک درخت نظر آئے گا جس کے نیچے دو چشمے بہہ رہے ہوں گے۔ ان میں سے ایک چشمہ میں اہلِ ایمان غسل کریں گے تو جسم کے بیرونی حصے کی طہارت ہو جائے گی اور دوسرے چشمہ کا پانی پئیں گے تو اندرونی نفاست حاصل ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے جنت کے دروازے پر ان کا استقبال کریں گے۔ اور کہیں گے: (تفسیر مظہری)

﴿ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴾ (۳۹/الزمر: ۷۳)

''تم پر سلام ہو۔ تم بہت اچھے رہے۔ اب اس جنت میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔''

خلیفہ چہارم جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن حکیم کی جس آیت کریمہ کا آخری حصہ تلاوت فرمایا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو جنت کی طرف لے جانے، فرشتوں کے استقبال کرنے اور سلام عرض کرنے کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے:

﴿ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴾

(۳۹/الزمر: ۷۳)

''اور (دنیا میں) جو اپنے رب سے ڈرتے رہے تھے انہیں گروہوں کی شکل میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا حتیٰ کہ جب وہاں پہنچے گے تو انہیں جنت کے محافظ کہیں گے۔ ''تم پر سلام ہو'' تم بہت اچھے رہے۔ اب اس جنت میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ''

جب اہل جنت کو جنت کا داخلہ نصیب ہو جائے گا۔ تو وہ جنت میں کوئی بے ہودہ، لغو اور فضول گفتگو نہ سنیں گے۔ وہاں حسد، بغض، کذب، گالی گلوچ، سب وشتم اور لڑائی جھگڑے کا نام ونشان تک نہ ہوگا۔ بلکہ جنتیوں کے لیے ہر طرف سے ''سلام ہی سلام'' کی آواز آئے گی۔ فرمان ربانی ہے:

﴿ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۙ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴾

(۵۶/واقعہ: ۲۵ تا ۲۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جنتی وہاں کوئی لغو اور گناہ کی بات نہ سنیں گے۔ بس ہر طرف سے سلام، سلام ہی کی آواز آئے گی۔''

قرآنی آیت میں جنت کو ''دارالسلام'' یعنی سلامتی کا گھر کہا گیا ہے۔ اور اسی کے امن وسلام اور راحت وسرور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا ﴾ (۷۸/النبا:۳۵)

''کہ جنتی وہاں کوئی لغو اور جھوٹی بات نہ سنیں گے۔''

حضرات! ایک مرتبہ پھر سورۃ یٰسین کی زیر خطبہ آخری چار آیات کا ترجمہ سماعت فرمایئے اور جنت کی لازوال نعمتوں، ابدی راحتوں اور دائمی رحمتوں کا اندازہ لگایئے:

﴿إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ ۝ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ ۝﴾ (۳۶/یٰسین:۵۵ تا ۵۸)

''بلاشبہ، اہل جنت اس دن جنت میں اپنے شغل میں لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ان کے لیے وہاں طرح طرح کے لذیذ پھل ہوں گے۔ اور انہیں وہاں وہ کچھ ملے گا جو وہ طلب کریں گے۔ رب رحیم کی طرف سے انہیں کہا جائے گا۔ ''تم پر سلام ہو۔''

دیدار الٰہی:

مختصر یہ کہ اہل جنت پر انعامات واحسانات اور لطف وکرم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور لذتوں، خوشیوں، مسرتوں، فرحتوں اور راحتوں بھرے لمحات میں اللہ تعالیٰ ان خوش نصیبوں کو اپنے دلنواز اور جان افروز خطاب سے نوازے گا۔ جب جنتی اپنے رب کی خوش کن آواز سنیں گے اور خالق کائنات کی طرف سے انہیں ''سلام'' کہا جائے گا تو ان کی خوشی، مسرت اور انبساط کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ وہ اپنے رب کی طرف سے اس پذیرائی، عزت افزائی اور حوصلہ بڑھائی پر اس کا بے حد شکر ادا کریں گے۔ نبی اکرم، رسول معظم، رحمت عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کے خصوصی سلام کا تذکرہ کرتے اور سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیت مبارکہ میں تفسیر وتشریح کرتے ہوئے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((بَيْنَمَا أَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمِهِمْ إِذْ سَطَعَ عَلَيْهِمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَإِذَا الرَّبُّ تَعَالٰى قَدْ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ فَقَالَ ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ'' كَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔ قَالَ فَيَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ إِلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّعِيْمِ مَا دَامُوْا يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ حَتّٰى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَبَقِيَ نُوْرُهُ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْهِمْ فِيْ دِيَارِهِمْ)) (تفسیر ابن کثیر سورۂ یٰسٓ آیت: ۵۸)

''جس وقت اہل جنت اپنی نعمتوں میں مشغول و مصروف ہوں گے تو اچانک اوپر سے ایک نور چمکے گا۔ جب وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ ان کا رب ان کی طرف جھانک رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے جنتیو! میری طرف سے ''السلام علیکم'' رب رحیم کی طرف سے سلام کا یہی مطلب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے۔ جب تک وہ دیدار الٰہی سے فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ انہیں جنت کی کسی نعمت کا خیال ہی نہیں آئے گا یہاں تک کہ نور الٰہی ان سے چھپ جائے گا۔ مگر اس کی روشنی اور اس کی برکت ان پر اور ان کے گھروں پر قائم رہے گی۔''

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ))

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ان خوش نصیب اہل جنت میں شامل فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ مگر یہ جنت۔ اللہ تعالیٰ کا سلام اور ذات الٰہی کا دیدار کسے نصیب ہوگا۔ بقول شاعر ؎

ایہہ بُریاں نوں نئیں نیکوکاراں نوں ملنا ایں
نبی ﷺ دیاں تابعداراں نوں ملنا ایں
جو بدعتاں تے مردے نئیں اوہناں نوں ملنا ایں
شرک جیہڑے کردے نئیں اوہناں نوں ملنا ایں

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۱۰

مجرمین کی سزا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ ﴾ (۳۶/یٰسٓ:۵۹ تا ۶۷)

”اور (حکم ہوگا) اے مجرموں! آج کے دن الگ ہو جاؤ، اے اولادِ آدم! کیا ہم نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا؟ بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا۔ یہی سیدھا راستہ ہے اور البتہ تحقیق اس (شیطان) نے تم میں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا، پس کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے؟ یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ آج اس (جہنم) میں داخل ہو جاؤ، اس کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگا ئیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کی کرتوتوں پر گواہی دیں گے اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں محو کر دیتے (یعنی انہیں اندھا کر دیتے) پھر وہ راستہ کی طرف دوڑ کر آتے، تو انہیں راستہ کیسے نظر آتا؟ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہوں میں انہیں مسخ کر کے رکھ دیں پھر وہ نہ آگے جا سکیں اور نہ پیچھے لوٹ سکیں۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر قسم کی تعریفات، تحمیدات اور تسبیحات خالق کائنات، اللہ رب العزت کے لیے ہیں۔ جس نے اولاد آدم کو صراط مستقیم پر چلانے، جادۂ حق سمجھانے اور جہنم سے بچانے کے لیے مختلف زمانوں میں انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر کتابیں اور صحائف نازل فرمائے اور پیغمبروں کے ذریعے بنی آدم کو شیطان کی چالوں، فریبوں اور سازشوں سے بچنے اور رحمان کی عبادت کرتے رہنے کا حکم دیا، اور انسانیت کی اصلاح وفلاح کے لیے سب سے آخر میں سید الاولین والآخرین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

اللہ رب العالمین کی حمد وثنا کے بعد لا تعداد، بے شمار، بے حساب درود وسلام، امام الانبیاء، سید الاتقیاء، سرچشمہ رُشد وہدیٰ اور شافع روز جزا جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر جنہوں نے بے پناہ اذیتیں، تکالیف اور مصیبتیں برداشت کر کے راہِ راست سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو صراط مستقیم پر چلایا اور سینکڑوں معبودوں کی پرستش اور پوجا کرنے والے انسانوں کو ایک رب کا پرستار اور عبادت گزار بنایا۔

ربطِ آیات:

سورت یٰسٓ کی تشریح وتوضیح کے ضمن میں آپ وقوع قیامت کے بعد دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کی تفصیلات، انسانوں کے قبروں سے نکلنے کی کیفیات، لوگوں کے دربار الٰہی میں پیش کیے جانے کے حالات اور جزا وسزا کے فیصلہ جات کی حقیقت سماعت فرما چکے ہیں نیز مختصر طور پر اس امر سے بھی آگاہی حاصل کر چکے ہیں کہ جن نیک بختوں، سعادت مندوں اور خوش قسمتوں کو جنت کا داخلہ نصیب ہو جائے گا وہ اس سدا بہار جنت میں کس طرح راحت وآرام اور سکون واطمینان کی زندگی گزاریں گے۔ انہیں وہاں ان کی ہر مطلوبہ چیز ہر وقت مہیا کی جائے گی۔ حور وغلمان ان کی خدمت بجالائیں گے۔ جنت کا اعلیٰ رزق انہیں پیش کیا جائے گا۔ اہل جنت ہر قسم کے فکر سے بے خوف اپنے مشغلے میں مصروف ہوں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ، ان کا رب انہیں "سلام" کہے گا اور اپنا دیدار نصیب فرمائے گا۔ سبحان اللہ

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ))

اللہ رب العزت ہم سب کو ان پاکباز لوگوں کی صف میں شامل فرمائے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الگ ہو جاؤ:

سورۃ یٰسین کی زیر بحث آیات مقدسات میں خالق کائنات نے قیامت کے دن مشرکین، کافرین اور مجرمین کی ذلت ورسوائی کا ذکر فرمایا ہے۔ اور حشر کے دن شیطان کے فرمانبرداروں، غیر اللہ کے پرستاروں ور ابلیس کے وفا شعاروں کو جس اذیت ناک سزا میں مبتلا کیا جائے گا اس کی ایک جھلک بیان فرمائی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ اور (حکم ہوگا) اے مجرموں! آج الگ ہو جاؤ۔ یعنی دنیا میں تو نافرمان اور فرماں بردار، نیک اور بد، مسلمین اور کافرین، مومنین اور منافقین، محسنین اور مجرمین ملے جلے تھے۔ بلکہ شرک، بدعت، معاصی اور کفر میں مبتلا لوگ توحید پرستوں اور سنت رسول کے شیدائیوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ مگر حشر کے دن اللہ احکم الحاکمین کی طرف سے عام اعلان کر دیا جائے گا۔ کہ آج صالح اور غیر صالح، کافر اور مسلمان، مومن اور منافق، نیک اور بد خلط ملط نہیں ہو سکتے۔ اکٹھے مل جل کر نہیں رہ سکتے۔ لہٰذا، اے مجرمین! تم صالحین سے الگ ہو جاؤ۔ اپنی صفیں الگ کر لو، جس طرح دنیا میں تمہارا عقیدہ اور عمل نیکوکاروں سے جدا تھا۔ اسی طرح آج حشر میں تمہارا انجام ان سے الگ ہوگا۔ تم نے دنیا کی عارضی زندگی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کو اپنا وطیرہ بنائے رکھا۔ اس لیے آج تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمانبرداروں کی صفوں میں گھسنے نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ تمہیں ان سے الگ تھلگ رہنا ہوگا۔ آج اہل حق کو جنت کی نعمتیں میسر ہوں گی جبکہ اہل باطل کو جہنم کی سزاؤں سے دوچار کیا جائے گا۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ اور (حکم ہوگا) اے مجرموں! میرے فرمانبرداروں سے الگ ہو جاؤ۔

مجرموں کے لیے یہ محشر کی گھڑی بڑی کٹھن، سخت، دشوار اور پریشان کن ہوگی۔ اب ان کا کوئی عزیز، دوست، ساتھی، بہن، بھائی، ماں، باپ، بیٹا، بیٹی حتیٰ کہ بیوی بھی پرسان حال نہ ہوگی۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝﴾ (۸۰/عبس: ۳۴ تا ۳۷)

"اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا، اور اپنی ماں سے، اور اپنے باپ سے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اپنی بیوی سے، اور اپنے بچوں سے، اس دن ان میں سے ہر شخص کو ایسی فکر لاحق ہوگی جو سب سے بے پروا کر دے گی۔''

قرآن عزیز کے اکیسویں پارے میں قیامت کے دن نیکوکاروں اور بدکاروں میں علیحدگی کا ذکر معجزانہ اختصار سے یوں کیا گیا ہے:

﴿ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ ۝ ﴾ (۳۰/الروم:۱۴)

''اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن لوگ علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے۔''

مجرمین کے فرقے:

مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

''مجرموں کی علیحدگی سے مراد یہ ہے کہ مجرمین یعنی کافرین کو جہنم کے الگ الگ مقامات پر عذاب میں اس طرح مبتلا کیا جائے گا کہ وہاں داخلے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دروازے بند کر دیے جائیں گے کہ نہ تو وہ ایک دوسرے کی آواز سن سکیں گے۔ اور نہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔''

جناب عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

''جب دوزخ کے اندر ان لوگوں کو، جو ہمیشہ وہاں رہنے والے ہیں ڈال دیا جائے گا تو (اس کی صورت یہ ہوگی کہ) ان کو لوہے کی صندوقوں میں بند کر کے صندوقوں میں لوہے کی کیلیں ٹھونک دی جائیں گی۔ پھر ان صندوقوں کو دوسرے آہنی صندوقوں میں بند کر دیا جائے گا۔ پھر ان کو ''جحیم'' کی تہہ میں پھینک دیا جائے گا۔ کوئی کافر بھی اندر سے سوائے اپنے کسی اور کو عذاب پاتے نہیں دیکھ سکے گا۔ اس کا گمان ہوگا کہ صرف مجھے ہی عذاب دیا جا رہا ہے اس طرح دوسروں کو عذاب میں مبتلا دیکھ کر تسلی حاصل کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔''

(تفسیر مظہری سورۂ یٰسین آیت:۵۹)

یعنی حشر کے دن مومنین اور مسلمین سے کافرین اور مشرکین کی علیحدگی کے بعد پھر مجرمین کی درجہ بندی کی جائے گی۔ اور کافرین اور مجرمین کی تمام اقسام کے لوگوں کو الگ الگ کر کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((یَمْتَازُ الْمُجْرِمُوْنَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ فَیَمْتَازُ الْیَهُوْدُ فِرْقَةً وَالنَّصَارٰی فِرْقَةً وَالْمَجُوْسُ فِرْقَةً وَالصَّابِئُوْنَ فِرْقَةً وَعَبَدَةُ الْاَوْثَانِ فِرْقَةً)) (تفسیر قرطبی سورۃ یٰسین، آیت:۵۹)

''مجرموں کو بھی ایک دوسرے سے الگ کر دیا جائے گا پس یہودیوں کا گروہ الگ ہوگا اور نصاریٰ کا فرقہ الگ ہوگا، مجوسی الگ ہوں گے اور بے دین (ملحد) الگ ہوں گے اور بتوں کے پجاریوں کی جماعت الگ ہوگی۔''

مجرموں کی فریاد:

حشر کے دن مجرموں کی درجہ بندی کی جائے گی اور ان نافرمانوں کو عذاب الٰہی سامنے نظر آ رہا ہوگا تو پریشان، حیران اور غم زدہ ہوں گے۔ اپنے اعمال پر پچھتائیں گے۔ یہ ظالم و کافر اور مشرک و منافق جو دنیا میں دندناتے پھرتے تھے اور غرور و تکبر سے دین کی بات سننا بھی گوارا نہ کرتے تھے اب ندامت سے اُن کے سر جھکے ہوں گے۔ شرم کے مارے آنکھیں نہ اٹھا سکیں گے اور اللہ تعالیٰ کے دربار عالی شان میں دست بستہ عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! تیرے قرآن اور تیرے پیغمبر کے فرمان نے جس دردناک عذاب سے ہمیں ڈرایا تھا اسے ہم دنیا میں بعید از قیاس خیال کرتے تھے۔ اور تیری آیات کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ آج ہم نے اس عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ کانوں سے سن لیا ہے اور بذات خود مشاہدہ کر لیا ہے۔ اب ہم خواب غفلت سے بیدار ہو چکے ہیں ہمیں حقیقت حال کا پوری طرح احساس و ادراک ہو گیا ہے۔ اور اس دن کی جوابدہی پر پورا یقین ہو گیا ہے۔ اے رب العزت! ہماری گزارش کو قبول فرما اور ہمیں ایک مرتبہ پھر دنیا میں بھیج دے، ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور تیرے رسول ﷺ کے علاوہ کسی کی اطاعت نہیں کریں گے۔ ہم تیری فرمانبرداری اور تیرے رسول کی اطاعت کر کے اپنی سابقہ نافرمانیوں کے داغ دور کریں گے اور تیرے عبادت گزار و نیکوکار بندے بن کر زندگی گزاریں گے۔ مگر

اب پچھتائے کیا ہو وت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دن کا پچھتاوا اور ندامت و پشیمانی کسی کام نہ آئے گی اور رب تعالیٰ ان مجرموں کی کسی فریاد کو قبول نہ فرمائے گا اور ان کو اوندھے منہ جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

میں یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ رب تعالیٰ کے قرآن حکیم کی آیات کا مفہوم ہی آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اٹھایئے قرآن عزیز کا اکیسواں پارہ اور کھولیے سورۃ السجدہ...... جس کو جمعہ کے دن فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں تلاوت کرنا ہمارے پیغمبر اعظم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ ہے...... رب تعالیٰ اس سورت کے دوسرے رکوع کی ابتداء میں قیامت کے دن مجرموں کی فریاد کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝۱۲﴾ (۳۲/السجدہ: ۱۲)

"اور کاش وہ منظر تم دیکھو جب مجرمین اپنے سر جھکائے، اپنے رب کے حضور پیش ہوں گے (اور) کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے (تیرا عذاب) اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور (کانوں سے) سن لیا۔ پس ایک بار ہمیں (دنیا میں) لوٹا دے ہم نیک عمل کریں گے، بے شک اب ہمیں یقین آ گیا ہے۔"

فریاد کا جواب:

مجرمین کی اس فریاد اور آہ و زاری کے جواب میں رب العالمین فرمائیں گے کہ اب دنیا میں واپس جانے کی تمہاری خواہش کبھی پوری نہ ہو گی۔ اب اعمال کا وقت ختم ہو چکا، آج تو محاسبہ اعمال اور جزا و سزا کا دن ہے۔ اب اس عذاب کا مزا چکھو۔ جس کا تم دنیا میں انکار کیا کرتے تھے اور جب تمہیں کوئی حشر کے دن کی ذلت و رسوائی سے ڈرانے کی کوشش کرتا، تم اس کا مذاق اڑاتے، اسے دقیانوسی، رجعت پسند اور بنیاد پرست کہا کرتے تھے۔

اور اے مجرمین! جس طرح تم نے دنیا میں ہمیں اور ہمارے احکام کو فراموش کر دیا تھا، اسی طرح آج ہم نے تمہیں نظر انداز کر دیا ہے۔ اب تمہاری کوئی درخواست قبول نہیں کی جائے گی۔ تمہارے ساتھ نرمی کا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ تمہیں رحمت کی چادر میں نہیں لپیٹا جائے گا۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور اس دردناک عذاب سے نکلنے کے تمام راستوں کو مسدود کر دیا جائے گا۔ فرمان خداوندی ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (۳۲/السجدہ:۱۵)

"پس اب چکھو، سزا اس جرم کی کہ تم نے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا تھا بے شک (آج) ہم نے تمہیں نظر انداز کر دیا ہے۔ اور اب چکھو، ابدی عذاب ان اعمال کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے۔"

پنجابی شاعر نے قرآن حکیم کی ان آیات کا مفہوم کس خوبصورت پیرائے میں بیان فرمایا ہے کہ حشر کے دن مجرمین کا یہ حال ہوگا۔

رو رو کہن دنیا اندر بھیج ربا اک واری
من، قرآن حدیث نبی دی کرساں تابعداری
حکم ہو سی ہن دنیا اندر مول نہ ہر گز جانا
وچ عذاب جہنم اندر دائم برا ٹھکانہ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا اور آخرت کی ذلت و رسوائی سے محفوظ فرمائے اور دونوں جہانوں میں عزت و سرخروئی عطا فرمائے۔ آمین۔

شیطان کی اطاعت:

جب مجرموں، کافروں، سرکشوں، باغیوں، اسلام کے مخالفوں، مشرکوں اور نافرمانوں کو صالحین، مومنین، مسلمین، قانتین اور متقین سے الگ کر کے مختلف جماعتوں کی شکل میں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو وہ چیخیں، چلائیں اور روئیں گے۔ رب تعالیٰ کی طرف سے انہیں جواب دیا جائے گا۔ کہ اب منہ بسورنے اور چیخنے چلانے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ میں نے تم سے پختہ عہد لے رکھا تھا۔ کہ تم میری ہی عبادت کرو گے اور میری نافرمانی اور شرک کر کے شیطان کو راضی نہیں کرو گے، کیونکہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ ہر وقت تمہیں راہ راست سے بھٹکانا چاہتا ہے۔ اور تمہیں صراط مستقیم سے ہٹا کر جہنم کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ دنیا میں تم نے میری عبادت اور اطاعت کرنے کی بجائے شیطان کی بات مانی اس لیے آج تمہیں عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہیں جہنم کے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا، سورت یٰسٓ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ ﴾ (۳۶/یٰسین:۶۰)

''اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت (اطاعت) نہ کرنا۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

اللہ رب العالمین نے جناب آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد پوری اولاد آدم کو خبردار اور آگاہ کر دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اس کے جھانسے میں نہ آنا، اس کی سازشوں اور فتنہ سازیوں سے بچنا، وہ تمہیں ہر طریقے سے درغلانے کی کوشش کرے گا۔ راہ راست سے بھٹکانے کی تگ ودو کریگا۔ اور تمہیں پھسلانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جان دے گا۔ قرآن عزیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولاد آدم کو کی جانے والی اس نصیحت اور لیے جانے والے اس عہد کا تذکرہ یوں فرماتا ہے۔

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ ﴾

(۷/الاعراف:۲۷)

''(ہم نے کہا) اے اولاد آدم! تمہیں شیطان فتنہ میں مبتلا نہ کر دے جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا (اور) ان سے ان کا لباس (بھی) اتروا دیا، تاکہ انہیں ان کے پردے کی جگہ دکھلا دے (اے اولاد آدم!) بے شک وہ شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں وہاں سے دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے۔ بلاشبہ ہم نے شیطان کو ان کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔''

شیاطین ایک غیر مرئی یعنی نظر نہ آنے والی مخلوق ہیں۔ وہ چھپ کر وار کرتے ہیں اس لیے اللہ فرماتا ہے۔ اے اولاد آدم! شیاطین کے بہکاوے میں نہ آنا کیونکہ اس نے قسم کھا رکھی کہ وہ بنی آدم کو ہر طرف سے گھیرنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے عقائد و اعمال میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کرے گا، نیکی کے راستے میں رکاوٹ بنے گا اور اگر انسان کوئی نیکی کر بیٹھے گا تو اس میں ریاکاری اور دکھلاوے کا زہر گھولنے کی سعی کرے گا تاکہ انسان اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کا مستحق نہ بن سکے۔ قرآن حکیم شیطان کے ان عزائم اور منصوبہ بندی سے انسانوں کو یوں آگاہ فرماتا ہے:

﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝١٦ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝١٧﴾ (۷/الاعراف:۱۶،۱۷)

''شیطان نے کہا، (اے اللہ!) اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ قرار دے دیا ہے۔ میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر (انسانوں کو گمراہ کرنے کے لیے) بیٹھوں گا، پھر میں ان کے پاس (بہکانے کے لیے) ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے آؤں گا اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔''

یعنی شیطان، انسان کو ہر طریقے سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے کبھی دنیوی خواہشات کے ذریعے بہکاتا ہے اور کبھی عقیدے میں تزلزل اور تذبذب پیدا کر کے گمراہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو شیطان کی چالوں، شرارتوں اور فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

انسان کے خلاف شیطان کی سازشوں کی تفصیل قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر مختلف اسالیب سے بیان کی گئی ہے۔ مگر ہم اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی معروضات کو سورت یٰسٓ کی آیات تک محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے کہ اے اولاد آدم! ہم نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے کہ شیطان کی عبادت یعنی اس کی اطاعت ہرگز نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور کوئی عقل مند اور دانا آدمی اپنے دشمن کی اطاعت نہیں کرتا۔

صراط مستقیم:

شیطان کی اطاعت کو خیر باد کہہ کر دل و جان سے اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک ماننے اور اس کے محبوب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کی مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا نام ''صراط مستقیم'' ہے۔ یہی بات سورت یٰسٓ کی اگلی آیت مبارکہ میں بیان کی گئی ہے:

﴿وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝٦١﴾ (۳۶/یٰسٓ:۶۱)

''اور صرف میری ہی عبادت کرو۔ یہی صراط مستقیم ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ رب العزت کی عبادت واطاعت جنت کے حصول کا ذریعہ جبکہ شیطان کی اطاعت جہنم کے دخول کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۟ؕ ﴾ (۳۵/ فاطر:۶)

''یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تم اسے اپنا دشمن ہی سمجھا کرو۔ وہ اپنے گروہ (یعنی اپنے فرمانبرداروں) کو صرف اس لیے دعوت دیتا ہے کہ وہ سب جہنمی بن جائیں۔''

ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ شیطان ہماری خیر خواہی اور ہمدردی کے ہزار دعوے کرے، وہ ہم سے دوستی اور الفت ومحبت کے جتنے چاہے عہد وپیماں باندھے اور ہمارے ساتھ اپنے شفیقانہ تعلقات کی سینکڑوں قسمیں کھائے...... وہ جھوٹا ہے...... وہ ہمارا ازلی اور ابدی دشمن ہے...... ہمارے باپ جناب آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی پاداش میں اسے جنت سے نکلنے کی تکلیف ابھی بھولی نہیں ہے۔ وہ اس کی چوٹ اور ٹیسیں مسلسل محسوس کر رہا ہے۔ ہمیں اس کی چکنی چپڑی باتوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔ وہ کل بھی ہمارا دشمن تھا...... آج بھی ہمارا دشمن ہے۔ اور قیامت تک مسلمانوں کا دشمن رہے گا...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کہ جب وہ تمہارا دشمن اور بدخواہ ہے تو تم بھی اس سے دوستی قائم کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔ وہ کبھی تمہارا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔

شیطان کا گمراہ کرنا:

ابتداء آفرینش سے ہی شیطان، انسان کے درپے ہے اور اسے راہ راست سے بھکانے، صراط مستقیم سے ہٹانے اور غلط راستہ پر چلانے کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیتا، باوجود اس کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انسانوں سے اپنی ربوبیت اور توحید کا اعتراف وقرار کروایا تھا اور انہیں اس امر سے آگاہ کر دیا تھا کہ شیطان تمہیں گمراہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا...... اے اولاد آدم! کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے ابدی دشمن کی چالوں میں پھنس کر اپنے خالق ومالک کو فراموش کر دو اور غفلت کا شکار ہو جاؤ۔ پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں پشیمانی کا اظہار کرتے اور اپنی غفلت کا رونا روتے ہوئے شیطان کو مورد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزام ٹھہراؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ باوجود ہمارے سمجھانے کے انسانوں کی اکثریت، شیطان کی پیروکار ہے اور اکثر لوگ رحمان کا حکم ماننے کی بجائے شیطان کی فرمانبرداری کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور صورت حال یہ ہے کہ:

﴿ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴾ (۳۶/یٰسین:۶۲)

''اور البتہ تحقیق، تم میں سے اکثر لوگوں کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہے، کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے۔''

آپ اپنے ماحول، معاشرے اور انسانوں کی حالت پر غور کریں تو محسوس ہوگا کہ چند گنے چنے افراد کے سوا اکثریت کو شیطان نے غلط راستے پر لگا رکھا ہے۔ دنیا کے کافر، مشرک اور غیر مسلم تو رہے ایک طرف...... کہ وہ تو اسلام اور صاحب اسلام ﷺ کو مانتے ہی نہیں، مگر جو کلمہ گو ہیں، اسلام کے دعوے دار ہیں...... عشق رسول ﷺ کے بلند و بانگ دعوے کرتے ہیں...... خود کو اسلام کا ٹھیکدار سمجھتے ہیں اور مذہب کے شیدائی اور فدائی ہونے کا اظہار کرتے ہیں...... کیا ان کی اکثریت رحمان کی بجائے شیطان کی پیروکار نہیں ہے؟

☆ کیا کلمہ پڑھ کر شرک کرنے والے شیطان کے فرمانبردار نہیں ہیں؟۔

☆ کیا آپ ﷺ کے امتی کہلا کر غیر نبی کی ہر بات کو تسلیم و قبول کرنے والے شیطان کے اطاعت گزار نہیں ہیں؟۔

☆ کیا مذہب کے نام پر لوگوں کو دین سے ہٹانے اور متنفر کرنے والے شیطان کا کام نہیں کر رہے ہیں؟۔

☆ کیا قوم کو مذہبی منافرت کی بھینٹ چڑھا کر دنیوی مفادات حاصل کرنے والے شیطانی کھیل نہیں کھیل رہے ہیں؟۔

☆ کیا ریڈیو، ٹی وی، اخبارات، رسائل اور دیگر ذرائع سے ملک میں فحاشی، عریانی، بے حیائی اور بے غیرتی پھیلانے والے شیطان کے ہمنوا نہیں ہیں؟۔

☆ کیا قوم کے خون پسینے کی کمائی پر عیش و عشرت کرنے والے حکمران شیطانی کردار ادا نہیں کر رہے ہیں؟۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ کیا رشوت لینے والے افسران شیطانی فعل کے مرتکب نہیں ہو رہے ہیں؟۔
☆ کیا منبر رسول ﷺ کے ورثاء، قوم کو شرک و بدعت میں مبتلا کر کے شیطان کو راضی نہیں کر رہے ہیں؟۔
☆ کیا ایک خدا، ایک رسول، ایک کعبہ اور ایک قرآن پر ایمان رکھنے والوں کو آپس میں لڑانے والے اور ایک دوسرے کو قتل کرنے اور کروانے والے شیطان کے ساتھی نہیں ہیں۔
☆ کیا اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والے اس ملک کو مٹانے کی کوشش کرنے والے شیطان کا کردار ادا نہیں کر رہے ہیں؟

محترم بھائیو! قرآن حکیم کی سورت یٰسٓ ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہے، اے انسانو! ذرا غور کرو کہ تم میں سے اکثریت کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہے۔ کیا اب بھی تمہیں عقل نہیں آئی کہ شیطان کی پُرفریب چالوں سے بچ سکو؟۔

﴿وَ لَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ (۳۶/یٰسٓ:۶۲)

''اور البتہ تحقیق تم میں سے بہت سی مخلوق کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہے، کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے۔''

جہنم کا وعدہ:

اے آدم کے بیٹو! یاد رکھو اگر تم نے اب بھی شیطان سے بچنے کی کوشش نہ کی اور شیطان کے راستے کو چھوڑ کر رحمان کا راستہ اختیار نہ کیا تو شعلے مارتی ہوئی جہنم تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ جب دربار الٰہی سے تمہیں اس میں داخل کرنے کا فیصلہ ہو گیا تو پھر جہان کی کوئی طاقت تمہیں اس کے دردناک عذاب سے بچا نہ سکے گی۔

بھائیو! سوچنے اور فکر کرنے کی بات ہے کہ دنیاوی معاملات میں ہم بڑے سمجھدار، ہوشیار اور چالاک ہیں کہ مخالف کی بات کو سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے مگر دین کے معاملے میں ہم ایسے لاپرواہ، بے سمجھ اور بے وقوف واقع ہوئے ہیں کہ اپنے ازلی دشمن ''شیطان'' کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور کفر و شرک اور معصیت کا ارتکاب کر کے شیطان کو راضی اور رحمان کو ناراض کر رہے ہیں...... اگر ہمارا یہی حال رہا اور ہم نے اپنے عقائد و اعمال کو درست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی کوشش نہ کی اور اپنی زندگی قرآن وسنت کے احکام کے مطابق نہ گزاری تو حشر کے دن شیطان کے فرمانبرداروں کا جو حال ہوگا۔ وہ بھی سورت یٰسین کے الفاظ میں ہی سماعت فرمائیں اور دعا کریں کہ رب تعالیٰ ہم سب کو شیطان کے شکنجوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ فرمان الٰہی ہے کہ حشر کے دن شیطان کے اطاعت گزاروں سے کہا جائے گا:

﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝﴾ (۳۶/یٰسین: ۶۳، ۶۴)

"یہ ہے جہنم، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ اس کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔"

جہنم کا عذاب:

قرآن عزیز کی متعدد آیات میں مجرموں، کافروں، مشرکوں، منکروں اور نافرمانوں کے لیے جہنم کے کربناک اور دردناک عذاب کی تفصیلات بیان فرمائی گئی ہیں۔ شارح قرآن جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے کئی ارشادات میں جہنم کی ہیبت، کرب اور سزا کا ذکر فرمایا ہے۔ مگر اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرآن حکیم میں سے صرف سورت واقعہ کی چند آیات اور ایک حدیث مبارکہ پر اکتفا کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ خالق کائنات ہم سب کو شرک و بدعت سے محفوظ رہ کر جہنم کے عذاب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ فِيْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِيْمٍ ۝ وَّ ظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۝ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِيْمٍ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۝ وَ كَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۝ وَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ۬ اَئِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ۬ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۝ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۝ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۝ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۝ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝﴾ (۵۶/واقعہ: ۴۱تا۵۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور بائیں ہاتھ والے، کیسی خستہ حالت ہوگی، بائیں ہاتھ والوں کی (وہ) جھلستی لو اور کھولتے ہوئے پانی اور سیاہ دھوویں کے سائے میں ہوں گے۔ (وہ سایہ) نہ ٹھنڈا ہوگا نہ آرام دہ۔ بلاشبہ یہ لوگ پہلے بڑے خوش حال تھے اور اپنے بڑے بھاری گناہوں پر اصرار کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے؟ اور مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو ہم دوبارہ زندہ کر کے اُٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا کو بھی زندہ کیا جائے گا؟ (اے پیغمبر ﷺ!) آپ فرما دیجئے: بے شک اگلوں اور پچھلوں سب کو ایک مقرر وقت اور دن میں ضرور اکٹھا کیا جائے گا۔ پھر اے گمراہ ہونے اور جھٹلانے والو! تم ضرور کھاؤ گے زقوم کے درخت سے، پس تم بھرو گے اس سے اپنے پیٹوں کو، پس اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے، جس طرح پیاس کا مارا اونٹ پیتا ہے، قیامت کے دن یہ ان کی ضیافت ہوگی۔''

آپ قرآنی الفاظ اور ان کے ترجمہ پر غور فرمائیں کہ ان آیات بابرکات میں اہل جہنم کی حالت زار اور بدنصیبی کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ جب دوزخیوں کو جہنم میں پھینکا جائے گا اور وہ پیاس کی شدت سے تلملائیں گے تو انہیں گرم اور کھولتا ہوا پانی مہیا کیا جائے گا اور جب یہ بدبخت انسان جہنم کی لُو سے بھاگیں گے تو انہیں دوزخ سے اٹھنے والے سیاہ و بدبودار دھوویں کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نصیب نہ ہوگا۔

اللہ کریم نے انسانوں کو اس سزا، عذاب اور آگ میں ڈالے جانے کے تین اسباب بھی بیان فرما دیئے ہیں۔ پہلا سبب تو یہ ہے کہ دنیا میں ان کے پاس مال و دولت کی فراوانی اور کثرت تھی مگر انہوں نے رب العزت کے عطاء کردہ اس مال کو دنیا کی لذتوں اور نفس کی خواہشوں میں ضائع کر دیا۔ انہوں نے کبھی اللہ تعالیٰ کو یاد ہی نہیں کیا اور محتاجوں، غریبوں، تنگ دستوں، فاقہ کشوں اور حاجت مندوں کی ضروریات کا انہیں کبھی خیال نہ آیا تھا۔ اہل دوزخ کی سزا کا دوسرا سبب اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ شرک پر اڑے رہے اور ان قسمت کے ماروں نے عقیدہ توحید اختیار نہ کیا، ''الْحِنْثِ الْعَظِيمِ'' یعنی گناہ عظیم سے شرک ہی مراد ہے۔ ان آیات میں اہل دوزخ کو سزا سے دوچار کرنے کی تیسری وجہ یہ بیان فرمائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے کہ وہ قیامت کے منکر تھے اور بڑے تکبر، فخر اور مذاق سے کہا کرتے تھے کہ کیا ہماری بوسیدہ ہڈیوں کو دوبارہ زندگی عطا کی جائے گی...... اور...... ہاں ہمارے آباؤ اجداد جو صدیوں پہلے موت کے منہ میں جا چکے ہیں، کیا انہیں بھی زندہ کیا جائے گا؟...... گویا انسان کا مر کر پھر زندہ ہو کے دربار الٰہی میں پیش ہونا ان کے لیے نا قابل یقین نظریہ تھا۔

ان آیات میں خالق ارض وسماء نے جہنمیوں کی خوراک اور غذا کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ جب انہیں شدید بھوک اور پیاس محسوس ہوگی تو یہ بدنصیب ''زقوم'' کا کڑوا اور بدبودار درخت کھانے پر مجبور ہوں گے اور پینے کے لیے کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جس سے ان کے ہونٹ اور منہ جل جائیں گے۔ انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ مگر پیاس اس قدر شدید ہوگی کہ وہ اس کھولتے ہوئے پانی کو بھی پیاسے اونٹ کی طرح پیتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو جہنم کی گرم ہوا سے بھی محفوظ رکھے۔ آمین

اہل دوزخ کی بھوک، پیاس، بدحالی، بے بسی، بے کسی اور ان کو مہیا کی جانے والی بدبودار غذا کا ذکر قرآن حکیم کی سورت ابراہیم، سورت صافات، سورت دخان، سورت اعراف اور کئی دوسرے مقامات پر بھی کیا گیا ہے، مگر ہم طوالت میں جائے بغیر نبی دو جہاں، سرور رسولاں اور تسکین قلب وجاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث مقدسہ سے آپ کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جناب ابو درداء رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُلْقٰى عَلٰى اَهْلِ النَّارِ الْجُوْعُ فَيَعْدِلُ مَا فِيْهِمْ مِنَ الْعَذَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ مِّنْ ضَرِيْعٍ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالطَّعَامِ فَيُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ ذِيْ غُصَّةٍ فَيَذْكُرُوْنَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُجِيْزُوْنَ الْغُصَصَ فِي الدُّنْيَا بِالشَّرَابِ فَيَسْتَغِيْثُوْنَ بِالشَّرَابِ فَيُرْفَعُ اِلَيْهِمُ الْحَمِيْمُ بِكَلَالِيْبِ الْحَدِيْدِ فَاِذَا دَنَتْ مِنْ وُجُوْهِهِمْ شَوَتْ وُجُوْهَهُمْ فَاِذَا دَخَلَتْ بُطُوْنَهُمْ قَطَّعَتْ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا خَزَنَةَ جَهَنَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ ﴿ اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ﶒ﴾ فَيَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا مَالِكًا فَيَقُوْلُوْنَ ﴿ يٰمٰلِكُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ قَالَ فَيُجِيبُهُمْ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ قَالَ الْأَعْمَشُ نُبِّئْتُ أَنَّ بَيْنَ دُعَائِهِمْ وَإِجَابَةِ مَالِكٍ إِيَّاهُمْ أَلْفَ عَامٍ قَالَ فَيَقُولُونَ ادْعُوا رَبَّكُمْ فَلَا أَحَدٌ خَيْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَيَقُولُونَ ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ○ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ○ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ○﴾ قَالَ فَعِنْدَ ذَالِكَ يَئِسُوا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ وَعِنْدَ ذَالِكَ يَأْخُذُونَ فِي الزَّفِيرِ وَالْحَسْرَةِ وَالْوَيْلِ))

(جامع ترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب ما جاء فی صفۃ طعام اہل النار)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دوزخیوں کو بھوک میں مبتلا کیا جائے گا۔ پس وہ بھوک ان کے عذاب کے برابر ہوگی۔ پس وہ جہنمی کھانے کے لیے فریاد کریں گے تو انہیں خاردار جھاڑ کھانے کے لیے دیا جائے گا۔ جو انہیں نہ فربہ کرے گا اور نہ بھوک دور کرے گا۔ وہ پھر کھانے کے لیے فریاد کریں گے تو گلے میں اٹک جانے والے کھانے کے ساتھ ان کی فریاد رسی کی جائے گی پھر انہیں یاد آئے گا کہ تحقیق وہ دنیا کے اندر حلق میں اٹک جانے والی چیز کو پانی سے نیچے اتارتے تھے اب وہ پانی کے لیے فریاد کریں گے۔ تو انہیں "کلاب حدید" سے گرم پانی دیا جائے گا۔ پس جب وہ پانی ان کے مونہوں کے قریب جائے گا تو اس کی حدت ان کے چہروں کو جھلس دے گی۔ پھر جب وہ گرم پانی ان کے پیٹوں میں داخل ہوگا تو انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ پس دوزخی عرض کریں گے کہ جہنم کے داروغوں کو بلاؤ تو دوزخ کے نگران کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلائل لے کر نہیں آئے تھے۔؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں (ضرور آئے تھے) فرشتے کہیں گے کہ رب کے سوا جن کو تم پوجتے تھے آج انہیں (اپنی) مدد کے لیے پکارو اور کافروں کی پکار تو محض گمراہی ہے۔ پس جہنمی آپس میں باتیں کریں گے کہ مالک (دوزخ کے نگران) کو بلاؤ تو وہ مالک سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیں گے اے مالک! چاہیے کہ تمہارا رب ہمارا خاتمہ ہی کر دے۔ وہ جواب دے گا کہ تمہیں تو یہاں ہمیشہ (جلتے) رہنا ہے۔ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ جہنمیوں کی پکار اور مالک کے جواب میں ہزار سال کا فاصلہ ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب دوزخی کہیں گے کہ ''اپنے رب ہی کو پکارو'' کیوں کہ تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ لہٰذا وہ عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! ہماری شقاوت ہم پر غالب آ گئی اور ہم گمراہ قوم تھے۔ اے ہمارے رب! ہمیں اس جہنم سے نکال دے اگر ہم پھر وہی کام کریں تو ہم ظالم ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا، دور ہو جاؤ، جہنم میں اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ پھر وہ ہر چیز سے مایوس ہو جائیں گے اور فریاد، واویلا اور چیخ و پکار شروع کر دیں گے۔''

حضرت مولانا محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''احوال لاخرت'' میں ان قرآنی آیات اور حدیث مقدسہ کا پنجابی ترجمہ بڑے متاثر کن الفاظ میں کیا ہے:

کافر وچ عذاباں سڑسن، رووَن سال ہزاراں
عاجز ہو کر ملکاں تائیں کر سن عرض گزاراں
کرن دعا خداوند سانوں اک دن کرے آسانی
اک دن کرے تخفیف عذابوں، فضل کرے رحمانی
کہن فرشتے کیا نبی تہاڈے دنیا وچ نہ آیا
اونہاں کفر شرک تھیں منع نہ کیتا خوف عذاب سنایا
کافر کہسن نبی آئے تے قہروں بہت ڈرایا
پر شامت نفسوں اساں نہ منیاں جو اوہناں فرمایا
اسیں آپ وڈے گمراہی اندر لائق سخت سزائیں
سب اقرار کفر دا کرسن بداعمال ادائیں
کہسن ملک نہ نفع تساں ہن جے کرو، سو، پکاراں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر دم سڑو عذاب جہنم، نفع نہ دعا کفاراں
پھر نا امید اوہنا تھیں ہو کر کہسن مالک تائیں
کہہ رب موت اسانوں دیوے، ہو ون دور بلائیں
سال ہزاراں کرن فریاداں، اوڑک جھڑکی آوے
دور، ہو وو چپ ہو کر سڑیو، بولنا تساں نہ بھاوے

سورت یٰسین کی اِن آیاتِ مقدسات میں بھی اسی بات کو بیان فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن ابلیس کے فرمانبرداروں، غیر اللہ کے پرستاروں اور شیطان کے اطاعت گزاروں سے کہا جائے گا:

﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝﴾ (۳۶/یٰسین: ۶۲، ۶۳)

''یہ ہے وہ جہنم، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ اس کفر کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔''

اعضاء کی گواہی:

قیامت کے دن بعض لوگ اپنے افعال و اعمال کا انکار کریں گے اور ان اعمال کی سزا قبول کرنے سے پس و پیش کریں گے تو رب تعالیٰ کی طرف سے ان کی تمام زندگی کا کچا چٹھا ان کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ حکم ہوگا:

﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝﴾ (۱۷/بنی اسرائیل: ۱۴)

''اپنا نامہ اعمال پڑھو، اپنی باز پرس کرنے کے لیے آج تم خود ہی کافی ہو۔''

جب نافرمان اور کافر لوگ اپنا نامہ اعمال دیکھیں گے اور زندگی بھر کی کرتوتوں کی تفصیل ملاحظہ کریں گے تو ان کی حالت ناگفتہ بہ ہوگی۔ خوف کی شدت سے ان کے دل دھڑک رہے ہوں گے۔ چہروں کا رنگ بدل چکا ہوگا۔ حسرت و ندامت اور پشیمانی و شرمندگی کا اظہار ان الفاظ میں کریں گے:

﴿يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿١٨/ الکہف:۴۹﴾

''ہائے افسوس! اس نامہ اعمال کو کیا ہو گیا کہ اس نے کسی چھوٹے اور بڑے گناہ کو نہیں چھوڑا مگر اس کا شمار کر لیا ہے اور اس دن وہ اپنے اعمال کو اپنے سامنے حاضر پالیں گے۔ اور (اے پیغمبر!) آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔''

جب کوئی کافر، مشرک، عاصی، نافرمان، منافق اور ظالم انسان اپنے نامہ اعمال میں گناہوں، غلطیوں اور معاصی کی فہرست کو دیکھے گا تو اسے یقین کرنے میں کوئی شبہ نہ رہے گا کہ اب میرے لیے سوائے عذاب جہنم کے کوئی دوسرا فیصلہ نہیں ہو سکتا اور اسے صاف نظر آ رہا ہو گا کہ مجھے رب تعالیٰ کے فرشتے ابھی پکڑیں گے، لوہے کی زنجیروں میں جکڑیں گے اور اُلٹے منہ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دیں گے......

کافی سوچ و بچار اور غور و خوض کے بعد اسے اس عذاب اور پریشان کن صورت حال سے نجات کا ایک ہی راستہ نظر آئے گا کہ میں اس کتاب میں درج شدہ تمام اعمال و افعال کا انکار کر دوں، ہو سکتا ہے میرا جھوٹ کام آ جائے اور میرے انکار کی بنیاد پر اس دردناک عذاب سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔ صحابی رسول جناب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذکر کیا گیا ہے کہ کافر اور منافق اپنے اعمال نامہ کو دیکھ کر ان اعمال کا انکار کر دے گا اور قسم اٹھا کر کہے گا۔ اے میرے پروردگار! مجھے تیری عزت کی قسم، مجھ پر مقرر کردہ فرشتے نے میرے اعمال نامے میں میرے خلاف وہ اعمال لکھ دیئے ہیں جو میں نے کبھی کیے ہی نہیں۔ اللہ احکم الحاکمین فرمائے گا۔ تو نے فلاں وقت، فلاں جگہ، فلاں کام کیا تھا تو وہ کافر و منافق کہے گا۔ اے میرے رب! تیری عزت کی قسم میں نے یہ کام نہیں کیا۔ اس کے مسلسل انکار پر کراماً کاتبین کو بلایا جائے گا اور ان سے اس بارے میں گواہی طلب کی جائے گی۔ فرشتہ اس کے اعمال و افعال اور کردار و اطوار کے ایک ایک لمحہ کی رپورٹ عرض کرے گا مگر وہ ظالم...... فرشتے کی گواہی کا بھی انکار کر دے گا اور بعض لوگ کہیں گے کہ ہم اپنے وجود کے سوا کسی دوسرے کی گواہی کو تسلیم ہی نہیں کرتے تو اسی صورت حال کے باعث اللہ رب العالمین اس کافر کے منہ پر مہر لگا دے گا، زبان بند ہو جائے گی اور اس کے جسم کے اعضاء سے گواہی طلب کی جائے گی۔ (تفسیر مظہری، تفسیر ابن کثیر سورت یٰسٓ آیت: ۶۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

ارشاد خداوندی ہے:

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (٣٦/یٰسین:٦٥)

''آج کے دن ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہمارے ساتھ کلام کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کاموں کی گواہی دیں گے۔''

نبی اکرم کا ہنسنا:

خادم رسول جناب انس رضی اللہ عنہ سورت یٰسین کی ان آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل ومجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنسنا شروع کر دیا (تفسیر درمنثور میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھلکھلا کر ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں) اور شرکاء محفل سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ؟ کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں ہنسا ہوں؟ ہم نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بندے کی اس گفتگو سے ہنسا ہوں جو وہ (حشر کے دن) اپنے رب سے کرے گا۔ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ۔ بندہ کہے گا، اے میرے رب! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ بلی...... ہاں...... میں نے تجھے ظلم سے پناہ دی ہے کہ آج (قیامت) کے دن کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا تو بندہ عرض کرے گا۔ فَاِنِّيْ لَا اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا مِّنِّيْ۔ اے اللہ تعالیٰ! میں اپنے مخالف اپنی ذات کے سوا کسی کی گواہی کو جائز اور صحیح نہیں سمجھتا۔ اللہ رب العالمین کی طرف سے ارشاد ہوگا۔ اچھا آج تیری ذات کی گواہی اور کراما

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاتبین کی گواہی کافی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيهِ فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ اِنْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ قَالَ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ)) (صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر)

"پس بندے کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء کو بولنے کا حکم دیا جائے گا۔ وہ اس کے سارے اعمال بیان کریں گے۔ پھر بندے کو کلام کرنے کی اجازت دی جائے گی تو بندہ اپنے جسم کے اعضاء سے کہے گا، تم دور ہو جاؤ، ہلاک ہو جاؤ، میں تو تمہاری وجہ سے یعنی تمہیں عذاب سے بچانے کے لیے جھگڑا کر رہا تھا۔"

اعضاء سے سوال و جواب:

مشرکین، منافقین اور مجرمین کے برے اعمال کے خلاف ان کے اعضاء کی گواہی کی بات قرآن حکیم کے چوبیسویں پارے میں ایک دوسرے انداز سے بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے مخالفوں، نافرمانوں اور توحید کے منکروں کو جہنم کی طرف ہانک دیا جائے گا۔ جب یہ مجرم لوگ آتش دوزخ کے قریب جائیں گے تو ظالم اپنے برے اعمال اور عقیدے سے اظہار برأت کرتے ہوئے اپنے کئے ہوئے افعال کا سرے سے انکار کر دیں گے اور کہیں گے اے باری تعالیٰ! ہمیں جن جرائم کی وجہ سے جہنم کی طرف دھکیلا جا رہا ہے، وہ تو ہم نے کئے ہی نہیں ہیں۔ اے باری تعالیٰ! اگر آج تیرے دربار میں انصاف نہیں ہوگا تو کہاں ہوگا۔ اے مولا! یہ کیا اصول ہوا کہ "کرے کوئی اور بھرے کوئی" جن گناہوں کی سزا کے طور پر ہمیں جہنم کے دردناک عذاب میں مبتلا کیا جا رہا ہے وہ تو ہم سے سرزد ہی نہیں ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ان مجرموں کے کانوں، آنکھوں اور چمڑے کو بولنے کا حکم دیں گے تو ان کے کان، آنکھیں اور جسم کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ کہ ان ظالموں نے واقعتاً یہ گناہ اور جرائم کئے ہیں اور ان کی پاداش میں یہ عذاب کے مستحق اور سزاوار ہیں۔ اب کسی کو یارائے انکار نہ ہوگا۔ تو یہ مجرم لوگ، اپنے اعضاء کی اپنے خلاف گواہی سن کر بڑے سٹپٹائیں گے، اپنے اعضاء کو جھڑکیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تو تمہیں دردناک عذاب سے بچانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے یہ جھوٹ بولا تھا۔ تمہیں ہمارے خلاف گواہی دینے کی کیا ضرورت تھی؟ جسمانی اعضاء جواب دیں گے کہ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ تم ہمیں طعن نہ دو، ہمیں تو اس اللہ تعالیٰ نے بولنے کا حکم دیا ہے۔ جس نے ہر چیز کو نطق و گویائی کی صلاحیتوں سے نوازا ہے اور اسی نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور اب بھی تم اسی کی طرف لوٹائے جا رہے ہو۔ اس کی حکم عدولی، ہمارے بس کا روگ نہیں۔ صرف ہم کیا؟ اس کے حکم پر تو ہر چیز بول رہی اور گواہی دے رہی ہے۔

میں یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، نہ اپنے کسی استاد کے ارشادات نقل کر رہا، نہ کسی بزرگ کی کرامات سنا رہا ہوں اور نہ ہی کسی ولی کا کلام پیش کر رہا ہوں بلکہ اس رب العالمین کے قرآن عزیز کی آیات کا مفہوم عرض کر رہا ہوں۔ جس سے دنیا کی کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے، جو ہمارے اعمال کو دیکھتا اور ہمارے سینوں کے رازوں کو جانتا ہے۔ اٹھایئے! قرآن حکیم اور کھولیے اس کتاب مبین کا چوبیسواں پارہ، سورت کا نام، سورت حم السجدہ، تلاوت فرمایئے۔ ترجمے کو ذہن میں بٹھایئے اور آخرت کی ذلت ورسوائی سے بچنے کی کوشش کیجیے اور خالق ارض وسماء کے حضور دست بستہ عرض کیجیے کہ ہم سب کو دنیا و آخرت کی عزت وسرخروئی نصیب فرمائے۔ آمین۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان عظیم الشان ہے:

﴿وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾﴾ (۴۱/ حٰمٓ السجدہ: ۱۸ تا ۲۳)

’’اس دن اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو آگ کی طرف اکٹھا کیا جائے گا پھر انہیں گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب دوزخ کے قریب جائیں گے تو ان کے خلاف ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دیں گی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بارے میں جو وہ اعمال کیا کرتے تھے۔ وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ کہیں گے ہمیں بلایا اللہ تعالیٰ نے جس نے ہر چیز کو قوت گویائی عطا فرمائی اور پہلی مرتبہ تمہیں اسی نے پیدا کیا تھا اور اب اسی کی طرف تم لوٹائے جا رہے ہو اور تم اپنے آپ کو اس سے نہیں چھپا سکتے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی نہ دیں بلکہ تم یہ گمان کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اکثر اعمال کو جانتا ہی نہیں۔ اپنے رب کے بارے میں تمہارے اسی گمان نے تمہیں ہلاک کر دیا پس تم نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔"

حضرت حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو لکھن قول تے فعل بندیاں دن تے رات فرشتے
اوہ وی آکر دین گواہی دس طور سرشتے
پر کافر سخت کمال انکاروں کرن قبول نہ کائی
بند زبان اونہاندی ہو سی قدرت مہر لگائی
بولن ہتھ تے پیر اوہناندے، دسے بدن جو ہوئی
اکھاں، کن، بھی دین گواہی باقی عذر نہ کوئی
طعنے، جھڑکاں پھٹکاں دیون کافر عضواں تائیں
آکھن سانوں جھوٹیاں کر کے لیسو، تسیں سزائیں
منکر ہویاں تمامی بجدے کیتی تساں تباہی
عضو کہن بلایا سانوں قدرت نال الٰہی
رکھیا جس تہاڈی تابع دنیا وچ اسانوں
ہن اوسے قدرت نال بلایا، آکھیا سچ تسانوں
تسیں مالک نال مخالف ہوئے نعمت شکر بھلا یا
ظلم کیتا تساں اوپر اپنے سانوں نال مرایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝﴾ (۳۶/یٰسٓ:۶۵)

''آج (قیامت) کے دن ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے برے اعمال پر گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے۔''

جس طرح بدعمل اور کافر و منافق کے اعضاء اس کے برے اعمال کے خلاف گواہی دیں گے، اسی طرح اللہ اگر چاہے گا تو باعمل اور موحد انسانوں کے اعضاء اُن کے نیک اعمال کے بارے میں شہادت اور گواہی دیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کی صحابیہ سیدہ بسیرہ رضی اللہ عنہا جو مہاجرات میں سے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ وَلَا تَغْفُلْنَ وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ وَّمُسْتَنْطَقَاتٌ))

(تفسیر الدر المنثور سورۃ یٰسٓ، آیت:۶۵)

''تم سبحان اللہ، لا الٰہ الا اللہ اور تقدیس الٰہی کا التزام کرو اور ان سے غفلت نہ برتو اور ان اذکار کو انگلیوں کے پوروں پر شمار کیا کرو۔ کیونکہ ان سے سوال کیا جائے گا اور انہیں (قیامت کے دن) بولنے کی قوت عطاء فرمائی جائے گی۔''

اللہ تعالیٰ کی قدرت:

سورت یٰسٓ کی اگلی آیات میں خالق بحر و بر، اللہ بزرگ و برتر نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن کی سزا کا حال اور اس دن مجرموں کی گرفت اور سزا دینے اور عذاب کی باتیں سن کر کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اللہ رب العزت صرف قیامت کے دن ہی سزا دینے اور عذاب میں مبتلا کرنے اور انسانوں کو پکڑنے پر قادر ہے اور دنیا میں لوگ آزاد اور رب تعالیٰ کی دسترس سے باہر ہیں کہ یہاں جو جی میں آئے کرتے پھریں۔ انہیں کوئی روک ٹوک نہیں سکتا۔ فرمایا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ اگر ہم چاہیں تو آن واحد میں انسانوں کو عذاب کے ایسے شکنجے میں کس دیں کہ نجات کا کوئی راستہ ہی نظر نہ آئے۔ اور...... ہاں...... اگر ہمارا ارادہ ہو تو ہم ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنکھوں کی روشنی کو سلب کر لیں پھر انہیں دنیا کی کوئی چیز ہی نظر نہ آئے اور بینائی ختم کرنا تو رہا ایک طرف، ہم اگر چاہیں تو ان کی آنکھوں کو ہی مٹا دیں۔ پھر نظر آنا اور دیکھنا تو دور کی بات ہے بلکہ یوں کر دیں کہ جس طرح آنکھ نام کی کوئی چیز موجود ہی نہیں تھی۔ فرمایا...... یاد رکھو......
ہمارے اختیارات اور قدرت کا تو یہ عالم ہے کہ اگر ہم چاہیں تو جہاں یہ بیٹھے ہوں وہیں ان کی شکلیں تبدیل کر دیں، ان کے حلیے بگاڑ دیں اور انہیں بیٹھے بیٹھے ایسے پتھر بنا دیں کہ نہ آگے جا سکیں اور نہ ہی پیچھے گھر کو لوٹ سکیں۔ لیکن ہم نے انہیں مہلت دے رکھی ہے۔ ہماری ڈھیل کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ ہمارے قابو سے باہر ہیں۔

تاریخ انسانی میں اللہ رب العزت کی قدرت سے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے نے پر ہلایا تو جناب لوط علیہ السلام کی قوم کی آنکھیں ضائع کر دی گئیں، قرآن حکیم فرماتا ہے۔ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ (سورت قمر آیت نمبر ۳۷) تو ہم نے ان کی آنکھوں کے نشانات کو ہی مٹا دیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کئی نافرمان قوموں کی شکلیں بگاڑ دیں۔ قرآن عزیز میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے بارے میں فرمایا کہ:

﴿وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ﴾ (۵/ المائدۃ:۶۰)

''کہ ہم نے انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں تبدیل کر دیا۔''

یہ امر بھی مبنی برحقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نشانی بھی ظاہر ہوئی کہ رب کائنات نے اپنے نافرمانوں کو جہاں تھے وہیں پتھر بنا دیا۔ مشہور تفسیری روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ''اساف اور نائلہ'' مرد و عورت نے خانہ کعبہ میں زنا جیسے قبیح فعل کا ارتکاب کیا تو اللہ احکم الحاکمین نے انہیں پتھر بنا دیا اور ایک عرصہ تک وہ دونوں پتھر عبرت کے لیے ''صفا اور مروہ'' پر پڑے رہے۔

سورت یٰسین کی اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور اختیارات کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ ہم ہر چیز پر قادر ہیں۔ یہاں تک کہ:

﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝٦٦ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝٦٧﴾

(۳۶/یٰسین:۶۶، ۶۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو مٹا دیں وہ دوڑ کر راستہ کی طرف آئیں تو وہ کہاں دیکھ سکیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں ان کی شکلوں کو ان کے ٹھکانوں پر ہی مسخ کر دیں۔ پھر وہ نہ آگے بڑھنے کی طاقت رکھیں اور نہ ہی واپس لوٹ سکیں۔''

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ استدعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی گرفت سے محفوظ فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ○

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۱۱

آخرت اور توحید کے دلائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی خَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
﴿وَمَنْ نُّعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ فِی الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ۝۶۸ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَہٗ ؕ اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ۝۶۹ لِّیُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا وَّ یَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ۝۷۰ اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَھُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ اَنْعَامًا فَھُمْ لَھَا مٰلِکُوْنَ ۝۷۱ وَذَلَّلْنٰھَا لَھُمْ فَمِنْھَا رَکُوْبُھُمْ وَمِنْھَا یَاْکُلُوْنَ ۝۷۲ وَلَھُمْ فِیْھَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ۝۷۳ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِھَۃً لَّعَلَّھُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝۷۴ؕ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَھُمْ ۙ وَھُمْ لَھُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝۷۵ فَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۝۷۶﴾

(۳۶/یٰسٓ: ۶۸ تا ۷۶)

"اور جسے ہم طویل عمر دیتے ہیں یعنی بوڑھا کر دیتے ہیں تو اسے پیدائشی حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ یعنی اس کی طبعی قوتوں کو کمزور کر دیتے ہیں۔ کیا پھر بھی وہ نہیں سمجھتے؟ اور ہم نے اس (نبی کریم ﷺ) کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ ان کے شایانِ شان ہے۔ وہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے۔ تاکہ وہ ہر زندہ شخص کو خبردار کرے اور کافروں پر حجت ثابت ہو جائے۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی مخلوق سے ان کے لیے مویشی بنا دیئے۔ پس وہ ان کے مالک ہیں۔ اور ان مویشیوں کو ہم نے ان کے تابع فرمان بنا دیا ہے۔ پس ان میں سے بعض ان کی سواریاں ہیں اور بعض کا وہ گوشت کھاتے ہیں۔ اور ان کے لیے ان مویشیوں میں کئی فوائد اور (دودھ کا) پینا ہے۔ کیا پھر بھی وہ شکر ادا نہیں کریں گے۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو معبود بنا لیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ تاکہ وہ ان کی مدد کریں (حالانکہ) وہ معبود اُن کی مدد کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے۔ اور (پھر بھی وہ مشرک) ان کے لیے تیار شدہ لشکر ہیں۔ پس (اے پیغمبر ﷺ!) آپ کو ان کا قول رنجیدہ نہ کرے۔ بلاشبہ ہم ان کی پوشیدہ اور اعلانیہ باتوں کو خوب جانتے ہیں۔"

ہر قسم کی حمد وثناء اور تعریف وتسبیح صرف اور صرف خالق کائنات اللہ رب العزت کے لیے ہے۔ جو انسان کو عدم سے وجود بخشنے کے بعد پیدائش سے لے کر موت تک مختلف حالتوں سے گزارتا ہے۔ جو موت وحیات کا مالک اور جن وانس کا خالق ہے اور اس ذات عالی شان نے انسان کی خدمت اور فرمانبرداری کے لیے بڑے طاقتور، باہمت اور عظیم الجثہ جانوروں کو اس کا مطیع بنادیا ہے۔ اس کی بے شمار اور ان گنت نعمتوں کو استعمال کرنے کے باوجود لوگ اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ مگر وہ ان سے اپنی نعمتوں کو چھینتا نہیں ہے اور انسانوں کی نافرمانی اور کفر وشرک پر صبر کرتا ہے۔ وہ عَزِيْزٌ ذُوانْتِقَامٍ۔ اور عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ ہونے کے باوجود فوراً بدلہ نہیں لیتا۔ بلکہ انسان کی بدعمالیوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

اللہ احکم الحاکمین کی بے حد تعریف وتوصیف کے بعد اَن گنت، لاتعداد، بے حساب اور بے شمار، درود وسلام، سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر جنہوں نے بے انتہا مصائب، بے شمار تکالیف اور اَن گنت پریشانیاں برداشت کرکے لوگوں کو اللہ رب العالمین کی توحید کا مسئلہ سمجھایا۔ غیر اللہ کے پجاریوں کو ایک رب کا پرستار بنایا اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر چلا کر انہیں جنت الفردوس کا مستحق ٹھہرایا۔

سورۃ یٰسٓ کا خلاصہ:

آپ جان چکے ہیں کہ سورت یٰسٓ کے چار بنیادی موضوعات ہیں۔

۱۔ رسالت ونبوت ۲۔ توحید خداوندی

۳۔ قرآن مجید کی صداقت وحقانیت ۴۔ قیامت اور جزاءِ عمل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سورت کے ابتدائی چار رکوعات میں، ان چاروں موضوعات کو بڑی شرح وبسط سے بیان کر دیا گیا ہے اور آپ احباب اس امر سے بھی آگاہ ہیں کہ قرآن مجید، فرقان حمید کا انداز تکلم خطیبانہ ہے۔ جس طرح ایک اچھا مقرر اور بہترین خطیب اپنے سامعین کو اپنی بات پوری طرح سمجھانے اور اپنے خیالات ان کے دلوں میں بٹھانے کے لیے ایک ہی بات کو مختلف طریقوں اور کئی اسالیب سے بیان کرتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں اللہ رب العالمین بھی قرآن حکیم کے قارئین اور سامعین کو مختلف الفاظ اور انداز سے سمجھاتا ہے تاکہ قرآن کریم کی حقیقت وصداقت سے ہر شخص آگاہ ہوجائے اور اس کے احکام کو پوری طرح سمجھ جائے۔

اسی طرح ایک کامیاب خطیب اسے سمجھا جاتا ہے جو اپنے خطاب کے آخر میں اپنی پوری تقریر کا خلاصہ اور اپنے دلائل کی تلخیص مختصر الفاظ میں بیان کردے تاکہ سامعین اس کی تقریر کے تمام دلائل کو ذہن میں محفوظ رکھ سکیں۔ قرآن عزیز کی اس سورت مبارکہ میں یہی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اور اس بابرکت سورت کے آخری رکوع میں پہلے رکوعات میں بیان کردہ مسائل کو ایک دوسرے انداز سے سمجھایا اور مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

آخرت کی دلیل:

اس سورت کے آخری رکوع کی پہلی آیت میں اللہ رب العزت نے انسان کو بڑھاپے اور ادھیڑ عمری پر غور کرنے کا سبق دیا ہے اور اسے یہ بات سمجھائی ہے کہ یہ دنیا فانی اور عارضی ہے۔ جس طرح تیری جوانی کو زوال آگیا ہے اسی طرح ایک دن تیری زندگی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اور جیسا کہ تو، خواہش اور کوشش کے باوجود شباب کو قائم نہیں رکھ سکا۔ اسی طرح زندگی کو قائم رکھنا بھی تیرے بس کی بات نہیں ہے۔ فرمایا! انسان کا بڑھاپا ہی موت اور آخرت کی اتنی واضح دلیل ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری دلیل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

یہ بات تو ہر شخص جانتا، مانتا اور سمجھتا ہے کہ ابتدائی طور پر انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو ایسی حالت میں پیدا ہوتا ہے کہ نہ بول سکتا ہے، نہ سمجھ سکتا ہے، نہ اپنا مافی الضمیر سمجھا سکتا ہے اور نہ کسی کی بات کو جان سکتا ہے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد جوانی کی منزل میں داخل ہوتا ہے جسے لوگ ''جوانی مستانی'' کہتے ہیں۔ اب انسان خود کو طاقت ور، باہمت اور قوت کا مالک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گردانتا ہے۔ کسی کی پرواہ نہیں کرتا اور ذرا ذرا سی بات پر لڑنے جھگڑنے اور مرنے مارنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اور اپنی راہ میں رکاوٹ بننے والی کسی چیز کو اہمیت نہیں دیتا۔ اور اپنی طاقت کے بل بوتے پر اپنی بات منواتا اور اپنا کام کرواتا ہے۔

جوانی کے چند سال گزرنے کے بعد جوانی ڈھلنی شروع ہو جاتی ہے، قوت، طاقت اور ہمت جواب دے جاتی ہے۔ جسم کے تمام اعضاء آہستہ آہستہ مضمحل ہو جاتے ہیں۔ ضعیفی، کمزوری اور ناتوانی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ اب یہ شخص بوڑھا اور دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ اس کی عادتیں بچوں جیسی اور اس کی حرکات چھوٹوں جیسی ہو جاتی ہیں۔ انسان کی یہ مختلف کیفیات اور اس کے بچپن، جوانی اور بڑھاپے کے حالات، کیا اس امر پر شاہد عدل نہیں ہیں۔ کہ جو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے انسان میں پھر بچوں جیسی عادات پیدا فرمانے پر قادر ہے وہی، مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھانے پر بھی قادر ہے۔ فرمان ربانی ہے۔ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُوْنَ اور جسے ہم بوڑھا کرتے ہیں تو اسے پیدائشی حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ یعنی بچپن کی طرح اس میں کمزوری، ناتوانی اور ضعف پیدا کر دیتے ہیں۔ اور اس کی حرکات وسکنات اور عادات واطوار کو بھی بچوں جیسا بنا دیتے ہیں۔ کیا ان منکرین آخرت کو اتنی بات بھی سمجھ نہیں آتی اور یہ بدبخت اس امر پر بھی غور وفکر نہیں کرتے۔ کہ جس اللہ تعالیٰ نے اسے بچپن سے جوان اور پھر جوان سے بوڑھا کر دیا ہے وہی اللہ تعالیٰ اسے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھا بھی سکتا ہے اور اس سے اس کی زندگی بھر کے اعمال کا حساب بھی لے سکتا ہے۔

بچپن، جوانی اور بڑھاپا:

قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر انسان کی بدلتی ہوئی حالتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں قرار دیا ہے۔ اور انسان کو یہ بات سمجھائی ہے۔ کہ بچپن، جوانی اور بڑھاپے کی طرح یہ زندگی بھی عارضی اور فانی ہے۔ اور یہ زندگی تو خالق کائنات نے آخرت کے لیے نیک اعمال جمع کرنے اور اپنی عبادت کے لیے عطاء فرمائی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے تو اس دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا ہے۔ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم کے اکیسویں پارے میں انسان کی بدلتی ہوئی ان حالتوں کا ذکر بڑے موثر پیرائے میں کیا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۝ ﴾

(۳۰/الروم: ۵۴)

''اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں کمزور پیدا فرمایا۔ پھر تمہیں کمزوری کے بعد قوت (جوانی) عطا فرمادی۔ پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپے سے دوچار کر دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اور وہی سب کچھ جاننے والا، بڑی قدرت والا ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ انسان اگر اپنے جسم کے بدلتے ہوئے حالات پر غور کرے تو اس کے جسم کا ہر ایک عضو اور اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کی حکمت اور اس کی توحید کا درس دے رہا ہے۔ ہم ذرا اپنی اصلیت پر غور کریں کہ خالق کائنات نے ایک حقیر قطرے سے انسان کا وجود شروع کیا۔ بطن مادر کے تین اندھیروں میں اس خلاصہ کائنات کی تخلیق شروع ہوئی۔ اس قطرہ آب کو خون کے لوتھڑے کی شکل عطاء فرمائی گئی۔ پھر اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنا دیا گیا۔ پھر بوٹی سے ہڈیاں پیدا فرمائی گئیں۔ پھر ان ہڈیوں پر گوشت کی تہیں چڑھا دی گئیں۔ پھر روح ڈال کر اسے زندگی عطا فرمائی گئی۔ نو ماہ بطن مادر میں اس کی نشوونما ہوتی رہی۔ اور اب اسے نحیف، کمزور، ناتواں اور ضعیف بچہ بنا کر دنیا میں بھیج دیا گیا۔ اللہ علیم وقدیر نے اس کے مزاج کے عین مطابق اس کی ماں کی چھاتی میں اس کی خوراک کا انتظام فرما دیا۔ جس سے اسے توانائی اور طاقت حاصل ہوئی۔ پھر جب یہ کھانے، پینے اور پہننے کے قابل ہوا تو دنیا کی اَن گنت، بے شمار اور لاتعداد نعمتوں سے اسے مالا مال کر دیا۔ اب بچپن سے لڑکپن اور لڑکپن سے جوانی آئی۔ پھر مالک وخالق کو منظور ہوا تو اس کی طاقتوں، قوتوں، ہمتوں اور توانائیوں میں کمی اور کمزوری آنا شروع ہوگئی۔ یہ کمی بھی کئی مراحل سے گزرتے ہوئے بڑھاپے کی عمر تک پہنچی...... اب جو اس نے غور کیا تو محسوس ہوا کہ پھر وہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"منزل" آگئی جسے بچپن کہا جاتا تھا۔ اور پھر ۔

کبھی بھولی ہوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو

اب اس کی عادتیں بدلنا شروع ہو گئیں۔ بچوں کی طرح ضد، بچوں کا سا چڑ چڑا پن اور بچوں جیسی حرکات وسکنات سرزد ہونے لگیں۔ محبوب اشیاء مبغوض ہو گئیں۔ جن چیزوں سے راحت میسر آتی تھی۔ اب وہی تکلیف کا باعث بننے لگیں۔ انسان کے وجود میں انہیں انقلابات کو رب تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانی قرار دیتے ہوئے سورۃ یٰسین میں فرمایا۔ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ اور جسے ہم بڑھاپے تک پہنچاتے ہیں تو اسے اس کے بچپن کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔ کیا لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتے۔

نشانِ عبرت:

اگر ہم غور کریں اور دنیا کے مسائل اور مشاغل سے کچھ وقت نکال کر اپنے جسم کے اعضاء کو دیکھیں تو ہمارا جسم ہی ہمارے لیے نشانِ عبرت ہے۔ اگر ہمیں یہی بات سمجھ آئے تو ہم کفر، شرک، نافرمانی اور گناہوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اور وہ بڑھاپا جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ قدرت کے اسی نشان اور عبرت کے سامان کو چودھویں پارے میں ایک دوسرے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے:

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝﴾ (١٦/النحل:٧٠)

"اور اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں پیدا فرمایا ہے۔ پھر وہی تمہیں فوت کرے گا اور تم میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں ناکارہ عمر (بڑھاپے) کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ تاکہ علم کے بعد وہ بے علم ہو جائیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ علیم وقدیر ہے۔"

جب انسان کے بچپن، جوانی اور بڑھاپے کی بات شروع ہو ہی گئی ہے تو آیئے! قرآن کریم کے ایک اور مقام کی سیر بھی کرتے چلیں ۔ جہاں ان حقیقتوں کو ایک نئے اور پرتاثیر اسلوب میں بیان فرمایا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ﴾ (۲۲/الحج:۵)

''اے لوگو! اگر تمہیں (حشر کے دن) زندہ ہو کر اٹھنے میں کچھ شک ہے تو اس امر پر غور کرو کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر گوشت کے ٹکڑے سے۔ بعض کی تخلیق مکمل ہوتی ہے اور بعض کی نامکمل۔ تاکہ ہم تمہارے لیے (اپنی قدرت کی نشانی) ظاہر کر دیں۔ اور جنہیں ہم چاہتے ہیں، ایک مقرر میعاد تک رحموں میں قرار بخشتے ہیں۔ پھر ہم تمہیں بچہ بنا کر نکال لیتے ہیں۔ (تمہاری پرورش کرتے ہیں) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ اور تم میں سے بعض کو ناکارہ عمر (بڑھاپے) تک پہنچا دیا جاتا ہے تاکہ ہر چیز کا علم رکھنے کے باوجود بے علم ہو جائے۔''

اسی مضمون کو رب کائنات نے چوبیسویں پارے میں بڑے احسن پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ (۴۰/مومن:۶۷)

''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا فرمایا۔ پھر نطفے سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے۔ پھر تمہیں (شکم مادر سے) بچہ بنا کر نکالا۔ پھر (تمہاری پرورش کی) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو۔ پھر (زندہ رکھا) تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔ اور تم میں سے بعض بڑھاپے سے قبل ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ اور (یہ نظام اس لیے ہے) تاکہ تم مقرر میعاد تک پہنچ جاؤ اور تاکہ (رب کی عظمتوں کو) سمجھ سکو۔''

اسی جوانی اور بڑھاپے کے بارے میں ہی جگر مراد آبادی نے کہا ہے۔ ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رخصت ہوئی شباب کے ہمراہ زندگی
کہنے کی بات ہے کہ جئے جا رہا ہوں میں

نبی شاعر نہیں ہوتا:

نبی اکرم، رسول معظم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ جب کفار مکہ کو توحید کی دعوت دیتے، انہیں آخرت کے عذاب سے ڈراتے اور قرآنی آیات کی تلاوت سناتے تھے تو مشرکین و کافرین، آپ ﷺ پر جو اعتراضات کرتے اور الزامات لگاتے تھے ان میں ایک اعتراض اور الزام یہ بھی تھا۔ کہ وہ کلام جسے یہ رسول ﷺ تلاوت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام بتاتا ہے۔ یہ ہرگز اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ یہ رسول ﷺ کے پریشان خواب ہیں یا اس کی اپنی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ یا شاعرانہ کلام ہے۔ یا یہ خود بہت بڑا شاعر ہے اور اپنی شعر و شاعری کے اثر سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر رہا ہے۔ قرآن عزیز کفار کے اس اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿ بَلْ قَالُوٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝﴾ (۲۱/الانبیاء:۵)

''کفار کہنے لگے یہ قرآن پریشان خواب ہیں۔ اگر یہ خواب نہیں تو پھر اس نے خود ہی اسے گھڑ لیا ہے، اور اگر یہ بھی نہیں تو یہ شاعر ہے۔ (اور یہ قرآن، اس کا شاعرانہ کلام ہے) اور اگر یہ واقعی ہی رسول ہے۔ تو ہمارے پاس معجزہ لائے۔ جس طرح پہلے رسولوں کو معجزے دے کر بھیجا گیا۔''

کفار مکہ کی انہی بے سروپا باتوں اور فضول اعتراضات کو قرآن حکیم کے متعدد مقامات پر ذکر کر کے واشگاف الفاظ میں ان کی تردید کی گئی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝﴾ (۳۷/صافات:۳۶)

''اور کفار کہتے ہیں کہ کیا ہم ایک دیوانے شاعر کے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔''

جب کفار مکہ نے دیکھا کہ ہمارے اعتراضات اور الزامات کے باوجود نبی کریم ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی دعوت دن بدن پھیلتی جا رہی ہے اور اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے۔ اور ہماری طرف سے اسے کاہن، جادوگر اور شاعر مشہور کرنے کے باوجود، معقول تعداد میں لوگ اس کے مشن کو قبول کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اس شاعرانہ کلام کا اثر محض چند روزہ ہے۔ جب تھوڑے دنوں بعد اس کا اثر زائل ہوگا تو لوگ خود بخود اس سے متنفر ہو جائیں گے اور اپنے آبائی مذہب کی طرف واپس لوٹ آئیں گے۔ اور یہ بھی کہتے کہ ہم تو اس معاملے میں زمانے کی گردش کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب یہ شخص حوادثات زمانہ کی لپیٹ میں آتا ہے اور اس کے ماننے والے اس کا ساتھ چھوڑتے ہیں تا کہ ہمارا نظریہ درست ثابت ہو کہ یہ ''شاعر'' ہے۔ قرآن عزیز ان کی سازشوں اور منصوبوں کی حقیقت یوں بیان کرتا ہے:

﴿ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾ ﴾ (۵۲/طور: ۳۰)

''اور کفار کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے۔ ہم اس معاملے میں زمانے کی گردش کا انتظار کر رہے ہیں۔''

سورۃ یٰسین کی تلاوت کردہ آیات میں سے دوسری آیت کریمہ میں مشرکین وکافرین کے اسی خیال، زعم اور الزام کی موثر انداز میں تردید فرمائی گئی اور ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کو شاعری تو سکھائی ہی نہیں ہے۔ جب ہم نے انہیں یہ تربیت ہی نہیں دی تو وہ شاعر کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور ان کا کلام شاعرانہ کلام کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور شعر وشاعری تو ہمارے نبی آخر الزماں ﷺ کے شایان شان بھی نہیں ہے۔

اے کفار مکہ! تم لاکھ الزام دیتے اور شور مچاتے رہو کہ محمد ﷺ شاعر ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آپ کو ہادی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ شاعر بنا کر نہیں بھیجا اور اس کا کلام شاعرانہ کلام نہیں بلکہ وحی الٰہی اور واضح نصیحت ہے۔

﴿ وَمَا عَلَّمْنَٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنۢبَغِى لَهُۥٓ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْءَانٌ مُّبِينٌ ﴿٦٩﴾ ﴾
(۳۶/یٰسین: ۶۹)

''اور ہم نے اپنے رسول (محمد ﷺ) کو شعر وشعری نہیں سکھائی اور شعر وشاعری ان کے شایانِ شان بھی نہیں ہے۔ (جو کلام وہ پیش کرتے ہیں) وہ تو سراسر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیحت اور واضح قرآن ہے۔"

کیا شعر کہنا جائز ہے؟

بعض حضرات سورۃ یٰسین کی اِس آیت کریمہ اور سورۃ شعراء کی آیت ۲۲۴ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ "اور حق سے بھٹکے ہوئے لوگ ہی شعراء کی پیروی کرتے ہیں" سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ شعروشاعری سرے سے ناجائز، منع اور حرام ہے۔ حالانکہ ان آیات میں بے معنی، لغو، بیہودہ، محض خیالات پر مبنی فضول، جھوٹے اور ناحق اشعار کی مذمت کی گئی ہے۔ کیونکہ اکثر شعراء کا حال یہی ہوتا ہے کہ جب کسی کی مدح اور تعریف کرتے ہیں تو زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں اور جب کسی کی مذمت کرتے ہیں تو اپنے اشعار میں اُسے دنیا کا سب سے برا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عام شاعروں کی حالت تو یہ ہے کہ کبھی شراب کے گن گا رہے ہوتے ہیں اور کبھی جوئے اور قمار بازی کی ستائش شروع کر دیتے ہیں۔ حسن کی عریانیاں اور عشق کی بدمستیاں عام شعراء کے پسندیدہ موضوعات ہیں اور عام طور پر شعراء کا کلام تضادات کا مجموعہ اور برے خیالات پر مبنی ہوتا ہے۔ ایسے شعراء اور ان کا کلام یقیناً قابل مذمت اور لائق نفرت ہے۔ مگر ایسا کلام اور ایسے اشعار جن میں عقائد کی اصلاح، دین کی تبلیغ، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی مدح ہو، وہ بالاتفاق مباح اور جائز ہیں۔ اور خود امام کائنات ﷺ نے ایسے پاکیزہ احساسات اور عمدہ خیالات پر مبنی اشعار کی تعریف فرمائی ہے۔ جناب اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً)) (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب مایجوز من الشعر)

"کہ بلاشبہ بعض اشعار حکمت ودانائی پر مشتمل ہوتے ہیں۔"

آپ ﷺ نے تو اسلام کے دفاع، دین کی حقانیت اور کفار کی مذمت پر مبنی اشعار کو زبانی جہاد قرار دیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

((عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَنْزَلَ فِي الشِّعْرِ مَا اَنْزَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلِسَانِهٖ وَالَّتِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَكَأَنَّمَا تَرْمُوْنَهُمْ بِهٖ نَضْحَ النَّبْلِ))

(رواہ فی شرح السنۃ، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب البیان والشعر)

''جناب کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے شعر کے بارے میں جو نازل فرمانا تھا وہ نازل فرما دیا ہے۔ اب شعر کے بارے میں آپ کا حکم کیا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اپنی تلوار اور اپنی زبان سے جہاد کرتا ہے۔ اور مجھے اس ذات اقدس کی قسم جس کے اختیار میں میری جان ہے۔ کہ جب تم شعر کہتے ہو تو گویا تم اپنے شعروں سے کافروں کو تیر مارتے ہو۔''

ان احادیث سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ جن اشعار میں حکیمانہ باتیں، اسلامی مضامین اور لوگوں کے لیے وعظ و نصیحت کا مواد بیان کیا گیا ہو، ایسے اشعار کا کہنا اور پڑھنا نہ صرف جائز بلکہ ''لسانی جہاد'' ہے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ سورۃ یٰسٓ کی اس آیت مبارکہ میں لفظ شعر سے مراد جھوٹ اور خیالی تک بندی ہے۔ اور اس آیت مبارکہ میں اسی کی مذمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے لیے اسی کی نفی کی گئی ہے۔

﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝۶۹﴾

(۳۶/یٰسٓ:۶۹)

''اور ہم نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر و شاعری نہیں سکھائی اور شعر و شاعری ان کے شایان شان بھی نہیں ہے۔ (جو کلام وہ پیش کرتے ہیں) وہ تو سراسر نصیحت اور واضح قرآن ہے۔''

شاعر دربار رسالت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء عظام میں سے جناب حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جنہیں ''شاعر دربار رسالت'' ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

جناب حسان بن ثابت کا شمار اپنے دور کے عظیم ترین شعراء میں ہوتا ہے۔ ان کے بعض ہم عصر انہیں عرب کا سب سے بڑا شاعر تسلیم کرتے ہیں اور ان کی سب سے بڑی عظمت، رفعت، برتری اور شرف یہ ہے کہ وہ اصدق الصادقین، سید الاولین والآخرین،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے شاعر تھے اور انہیں ''شاعر رسول'' کہا جاتا ہے۔

دشمنانِ اسلام جہاں نبی کائنات ﷺ کو جسمانی اور ذہنی اذیتوں میں مبتلا کرتے، وہاں وہ رسول مکرم ﷺ کی ہجوگوئی کر کے آپ کو پریشان کرنے کی بھی کوشش کرتے۔ کفار عرب اپنے اشعار میں آپ ﷺ کے بارے میں بڑے نازیبا اور نامناسب الفاظ استعمال کرتے اور ان اشعار کو فوری طور پر پورے عرب میں پھیلا دیتے تاکہ لوگ آپ ﷺ سے متنفر ہوں اور آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان نہ ہو جائیں۔

امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ خدمت تفویض کی کہ وہ کفار کے اشعار کا اشعار میں جواب دیں اور مشرکین کے نقائص وعیوب سے پردہ اٹھائیں۔ آپ جناب حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پر نبی اکرم ﷺ کے اعتماد، اعتبار اور حسن ظن کا اندازہ فرمائیں کہ آپ ﷺ نے شعراء مشرکین کی خرافات اور بکواسیات کا جواب دینے کے لیے انتخاب فرمایا۔ تو جناب حسان رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا اور انہیں بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔ اے حسان! اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل حسان بن ثابت)

''جب تک تم، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا دفاع کرتے رہو گے اس وقت تک جبریل تمہاری تائید وامداد کرتا رہے گا۔''

ایک حدیث مقدسہ میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ اے میرے اللہ! جبریل کے ذریعے حسان رضی اللہ عنہ کی تائید اور مدد فرما۔ (صحیح مسلم، حوالہ سابق) اور نبی اکرم ﷺ کی زبان حق ترجمان نے یوں بھی فرمایا۔ اُهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ۔ اے حسان! مشرکین کی ہجو کرو۔ فَاِنَّ جِبْرَائِيْلَ مَعَكَ۔ بلاشبہ جبریل تمہارے ساتھ ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب)

مدحت مصطفیٰ:

نبی اکرم ﷺ کے حسن وجمال، رعنائی وزیبائی اور خوبصورتی وخوب سیرتی کے بارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وہ اشعار جو آپ اکثر علماء کی زبان سے سنتے رہتے ہیں۔ وہ اشعار سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کی فکر کا نتیجہ اور آپ ہی کا کلام ہیں۔ فرماتے ہیں:

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ   وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ   كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

''اے اللہ کے رسول! میری آنکھوں نے آج تک آپ سے زیادہ حسین کوئی دیکھا ہی نہیں ہے۔ اور میری آنکھیں دیکھ کیسے سکتی تھیں، جبکہ آپ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت نے آج تک جنا ہی نہیں ہے۔ اے میرے محبوب! آپ ہر عیب ونقص سے پاک پیدا کیے گئے ہیں۔ گویا آپ نے جیسا پسند فرمایا آپ کو ویسا ہی پیدا کیا گیا ہے۔'' سبحان اللہ

غالباً جناب حسان رضی اللہ عنہ کے انہیں خوبصورت اور اثر انگیز عربی اشعار کا ترجمہ ترجمان حقیقت شیخ محمد سعید الفت رحمۃ اللہ علیہ نے پنجابی اشعار میں کیا ہے کہ:

روشن چہرہ، قد، کاٹھ، بنتر، بناوٹ
ختم ہو گئی، سوھنے اُتے سجاوٹ
سُہپَن، نفاست دے پھُلاں دا سہرا
واہ! سبحان اللہ! محمد دا چہرہ
کے ماں ایہو جیہا سوہنا نئیں جنیاں
جیویں اپنی مرضی مطابق ہے بنیاں
مصور نے بس انتہا کر سُٹی
بڑی ریجھ دے نال تصویر کُٹی
حسیناں جمیلاں دا منہ موڑ دِتا
محمد بنا کے قلم توڑ دِتا

ام المومنین سیدہ عائشہ طاہرہ، مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَائِمًا يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ))

(جامع ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی انشاد الشعر)

''رسول اللہ ﷺ جناب حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے یعنی آپ ﷺ کی مدح میں اشعار کہتے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ جب تک حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جناب جبریل علیہ السلام کے ساتھ ان کی تائید اور مدد فرماتا ہے۔''

شعراء صحابہ:

نبی اکرم، رسول معظم، رہبر اعظم جناب مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے یوں تو کئی صحابہ رضی اللہ عنہم شعر گوئی میں مہارت رکھتے تھے۔ مگر جناب حسان، جناب عبداللہ بن رواحہ، جناب کعب بن مالک اور جناب کعب بن زہیر رضی اللہ عنہم اس فن کے امام سمجھے جاتے تھے۔ جب انیسویں پارے کی یہ آیات بابرکات نازل ہوئیں:

﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (۲۶/الشعرآء: ۲۲۴ تا ۲۲۶)

''اور شاعروں کی پیروی تو بہکے ہوئے لوگ ہی کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ شعراء ہر وادی میں سرگرداں پھرتے رہتے ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں۔ اُس پر خود عمل نہیں کرتے۔''

تو شعراء صحابہ رضی اللہ عنہم، پیغمبر اعظم واکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے شاعروں کے لیے یہ آیات نازل فرمادی ہیں۔ اور ہم خود شاعر ہیں۔ لہٰذا ہم تو ہلاک ہو گئے۔ کیا ہماری نجات کی کوئی صورت ہے؟ شعراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس عرضداشت وگزارش کے جواب میں خالق کائنات نے اس اگلی آیت مبارکہ نازل فرمائی کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾

(۲٦/الشعرآء:۲۲۷)

''مگر وہ (شعراء) جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہے اور وہ اپنے اوپر ظلم کیے جانے کے بعد بدلہ لیتے ہیں۔ اور ظلم وستم کرنے والے عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس جگہ لوٹ رہے ہیں۔''

اب تک کی بحث سے بات واضح ہوگئی کہ ایسے شعراء جو اپنے اشعار کے ذریعے کفر، شرک، بدعت، فسق، فجور، معصیت کی نشرواشاعت اور ترویج کریں۔ وہ قابل مذمت اور ان کے اشعار لائق نفرت ہیں۔ مگر جو شعراء اپنے فن شعر گوئی کو توحید کی اشاعت، رسول مکرم ﷺ کی اطاعت، سنت کی ترویج، قرآن حکیم کی تبلیغ، دین کی تعلیم اور نبی اکرم ﷺ کی تعریف وتوصیف میں صرف کریں وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے محبوب اور ان کا کلام اسلام کے لیے مرغوب ہے۔ نبی اکرم ﷺ بھی بعض اوقات کسی شاعر کے اچھے اشعار اپنی زبان مبارک سے ادا فرمایا کرتے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بسا اوقات بعض اشعار سماعت بھی فرمایا کرتے تھے۔

قرآن مجید اور اشعار:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ شاعری کی بعض خوبیوں کے باوجود ہم نے اپنے آخری پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو شعروں کی تعلیم نہیں دی ہے۔ جب ہم نے اسے شعر وسخن کی تعلیم ہی نہیں دی ہے تو وہ شاعر کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور اس کا بیان کردہ کلام ''شعر'' کیسے کہلا سکتا ہے؟ اس کے برعکس جو کلام رسول اللہ ﷺ پیش فرماتے، لوگوں کو سناتے اور قوم کو اس کی طرف بلاتے ہیں وہ تو اللہ کا کلام ذیشان ہے۔ لَارَيْبَ فِيْهِ۔ کہ اس میں شک وشبہ کی ذرہ بھر گنجائش نہیں ہے۔ قرآن عزیز تو اپنے ماننے والوں کے لیے زندگی گزارنے کا مکمل پروگرام، فلاح وکامیابی کے اصول، نظم حکومت کے اسرار ورموز، تجارت کے قواعد وضوابط، صلح وجنگ کے قوانین، اخلاق حسنہ کی تعلیم، آخرت کا ڈر اور فکر، سفر وحضر میں پیش آمدہ معاملات کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حل پیش فرماتا ہے۔

﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴾
(۳۶/یٰسٓ:۶۹)

''اور ہم نے اپنے رسول ﷺ کو شعر وشاعری نہیں سکھائی اور شعر وشاعری ان کے شایان شان بھی نہیں ہے۔ (جو کلام وہ پیش کرتے ہیں) وہ تو سراسر نصیحت اور واضح قرآن ہے۔''

اس تفصیل سے یہ امر عیاں ہو گیا کہ شاعری اگرچہ بعض شرائط کے ساتھ جائز اور مباح ہے مگر نبی اکرم ﷺ کے ارفع واعلیٰ، بلند وبالا اور عظیم مرتبہ کے شایان شان نہیں ہے۔ اور شاعری ایک انسانی کلام ہوتا ہے۔ جس سے نصیحت حاصل کرنے اور بگڑنے، دونوں کے امکانات ہوتے ہیں۔ مگر امام الرسل ﷺ کا پیش کردہ کلام اُن کا اپنا کلام نہیں بلکہ رب العالمین کا کلام ہے۔ اور كَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ۔ بادشاہوں کا کلام، کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے، کے مصداق یہ کلام پوری کائنات میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوئی شعر ٹھیک طریقے سے نہیں پڑھ سکتے تھے اور اگر کبھی کبھار کوئی شعر پڑھنے کی کوشش فرماتے تو قدرتی طور پر آپ سے شعر کا وزن ٹوٹ جاتا تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے بطور مثال شعر پڑھا۔ كَفٰى بِالْاِسْلَامِ وَالشَّيْبِ لِلْمَرْءِ نَاهِيًا۔ ''اسلام اور بالوں کی سفیدی گناہوں سے روکنے کے لیے کافی ہے۔'' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ شاعر نے تو اس طرح کہا ہے۔ كَفَى الشَّيْبُ وَالْاِسْلَامُ بِالْمَرْءِ نَاهِيًا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ پڑھا تو پھر اسی طرح پڑھا جس طرح پہلے پڑھا تھا۔ یعنی بے وزن ہی پڑھا۔ آپ کی زبان اقدس سے شعر کے بے وزن الفاظ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سورۃ یٰسٓ کی یہی آیت مقدسہ تلاوت فرمائی کہ۔

﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ﴾ (تفسیر مظہری سورۃ یٰسٓ آیت:۶۹)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی شخص نے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی شعر سے کوئی مثال بیان فرمایا کرتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا! ہاں۔ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شعر اپنی زبان مبارک پر لے آتے تھے۔

سَتُبْدِیْ لَكَ الْاَیَّامُ مَا كُنْتَ جَاهِلًا
وَیَاْتِیْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدِ

”زمانہ تیرے لیے وہ باتیں ظاہر کردے گا۔ جن سے تو ناواقف ہے اور تیرے پاس وہ لوگ خبریں لائیں گے جنہیں تو نے سفر خرچ نہیں دیا ہوگا۔“

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر پڑھا تو اصل وزن میں پڑھنے کی بجائے ”مَنْ لَّمْ تُزَوِّدِ بِالْاَخْبَارِ“ کہہ دیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اصل شعر اس طرح نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنِّیْ لَسْتُ بِشَاعِرٍ وَّلَا یَنْبَغِیْ لِیْ۔ میں شاعر نہیں ہوں اور شاعری میرے شایان شان بھی نہیں ہے۔

(احکام القرآن للجصاص، ومن سورۃ یٰسین)

نزول قرآن کا مقصد:

سورۃ یٰسین کی اگلی آیت کریمہ میں نزول قرآن کی غرض وغایت اور مقصد بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے ضمیر ابھی مردہ نہیں ہوئے انہیں بروقت متنبہ کردیا جائے۔ تاکہ وہ اپنی اصلاح کر کے اپنے آپ کو دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچاسکیں۔ اور جن متعصب، ہٹ دھرم، ضدی اور ظالم انسانوں کے دل مردہ ہو چکے ہیں اور ان میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیتیں ختم ہو چکی ہیں۔ اور وہ اپنے کفر، شرک، نفاق، معصیت اور نافرمانی پر پختہ ہو چکے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی حجت تمام ہو جائے تاکہ ان کے پاس کوئی بہانہ، حیلہ اور عذر باقی نہ رہے۔ فرمان ربانی ہے:

﴿ لِّیُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۝ ﴾ (۳۶/یٰسین: ۷۰)

”اور زندوں کو خبردار کرے یعنی انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرائے اور کافروں پر حجت تمام کردے۔“

یہی بات اس سورۃ مبارکہ کی ابتداء میں بیان ہوئی ہے کہ قرآن حکیم کے نزول کا ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہم مقصد یہ ہے کہ نصیحت قبول کرنے کا جذبہ رکھنے والوں اور حاملان خشیت الٰہی کو ڈرایا جائے۔ اور انہیں مغفرت، بخشش اور باعزت رزق کی بشارت دی جائے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝﴾ (۳۶/یٰسٓ:۱۱)

”(اے پیغمبر) آپ تو صرف اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو ذکر یعنی قرآن حکیم کی اتباع کرتا ہے اور رحمان کو بغیر دیکھے اس سے ڈرتا ہے۔ پس آپ اسے مغفرت اور بہترین اجر کی خوشخبری سنا دیجیے۔“

یعنی قرآن کریم کے نزول اور سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ جس قوم، جماعت یا فرد میں نیکی کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے اور وہ روحانی طور پر زندہ ہے۔ اسے عذاب الٰہی سے ڈرایا جائے اور جو حق کو قبول کرنے اور اسلامی احکام ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہے، اس پر خدا کی حجت تمام ہو جائے اور وہ کل قیامت کے دن یہ عذر نہ پیش کر سکے کہ میرے پاس کتاب تو آئی ہی نہیں۔ نہ ہی مجھے کسی نے سمجھایا اور نہ کسی نبی، مصلح اور مبلغ نے مجھے آج کے دن کے عذاب سے ڈرایا۔

توحید کے مزید دلائل:

اس سورۃ مقدسہ کی تشریح میں یہ بات کئی مرتبہ ذکر ہو چکی ہے کہ اس سورۃ کا بنیادی اور مرکزی موضوع اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اثبات، شرک کی تردید اور توحید الٰہی کے دلائل کا بیان ہے۔ ان آیات میں بھی رب تعالیٰ نے اپنی توحید و یکتائی کے چند دلائل ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ اے انسانو! کیا تم اللہ تعالیٰ کی تخلیقات کا ہر روز مشاہدہ نہیں کرتے کہ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہارے لیے بے شمار اشیاء پیدا فرما دی ہیں۔ اور ان اشیاء کی تخلیق میں تم میں سے کسی کا کوئی کردار نہیں ہے بلکہ وہ سب کچھ اللہ رب العزت کے دست قدرت کا نتیجہ ہے کہ اس نے بڑے بڑے طاقتور جانور اور چوپایوں کو اپنی حکمت اور حکم سے پیدا کر کے تمہارا مطیع اور فرمانبردار بنا دیا ہے۔ کیا تمہیں اب بھی توحید الٰہی اور قدرت خداوندی کی سمجھ نہیں آتی۔ فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴾ (۳۶/یٰسین:۷۱)

''کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے مویشی بنائے۔ پس یہ ان کے مالک ہیں۔''

حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ہر چیز کا حقیقی مالک بھی وہی ہے۔ مگر اس نے انسان کو اپنی مہربانی سے مختلف اشیاء کا عارضی مالک بنا دیا ہے۔ کہ انسان جس طرح چاہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے خدمت لے وگرنہ ع

در حقیقت مالکِ ہر شئ خدا است
ایں امانت چند روز نزد ما است

ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی ملکیت کا مسئلہ قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر مختلف اسالیب میں بیان فرمایا ہے۔ مثلاً فرمان ربانی ہے:

﴿ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ﴾ (۲/البقرۃ:۲۸۴)

''ارض و سماوات کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔''

سرمایہ داروں اور مزدوروں کے درمیان یہ بحث اکثر اوقات چلتی رہتی ہے کہ اصل چیز ''سرمایہ'' ہے یا ''محنت'' سرمایہ داروں کا اصرار ہے کہ اصل چیز سرمایہ ہے۔ کیونکہ سرمایہ ہوگا تو محنت کے مواقع پیدا ہوں گے اگر سرمایہ ہی نہ ہوگا تو مزدور، مزدوری کیسے کرے گا۔ لہٰذا سرمایہ ہی اصل اور ہر چیز سے مقدم ہے۔

جبکہ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ سرمایہ، محنت سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر محنت نہ ہوگی تو سرمایہ کہاں سے آئے گا؟ اس لیے مزدوروں کی محنت اور ان کا حق مقدم ہے۔ قرآن مجید کی سورۃ یٰسین نے انسان کو سمجھایا ہے کہ کسی چیز کا مالک نہ سرمایہ دار ہے اور نہ محنت کش، بلکہ ہر چیز کا اصل اور حقیقی مالک ''اللہ رب العالمین'' ہے۔ جو ہر چیز کا خالق ہے۔ انسانی ملکیت اللہ تعالیٰ کی عارضی عطا کردہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے امتحان اور آزمائش کے لیے بعض کو مالدار بنا رکھا ہے اور بعض کو تنگدست۔ ان اشیاء کا مالک پہلے بھی اللہ تعالیٰ ہی تھا۔ اب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی وہی ہے اور بعد میں بھی وہی مالک ہوگا۔ لہٰذا ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں اور ضابطوں پر چلنا چاہیے کہ دنیا میں امن وسکون قائم رہے۔

جانوروں کے فوائد:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی توحید کے دلائل میں سے ان آیات میں ایک اہم دلیل جانوروں کی پیدائش کو قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ان کی تخلیق میں انسان کا کوئی عمل دخل تو ہے نہیں۔ مگر ہمارا کتنا بڑا احسان ہے کہ ہم نے ان بڑے طاقتور جانوروں کو انسان کا مطیع اور فرمانبردار بنا دیا ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ ہاتھی، اونٹ، گھوڑا، گائے، بھینس اور اس طرح کے دوسرے جانور جو انسان سے کئی درجے زیادہ طاقت، قوت اور ہمت کے مالک ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی طبیعت اور فطرت میں یہ بات ڈال دی ہے کہ تمہارا کام انسان کی خدمت ہے۔ اب وہ اتنے طاقتور اور عظیم الجثہ ہونے کے باوجود انسان کے اشارے پر چلتے ہیں اور ہر وہ کام کرتے ہیں جو انسان اُن سے لینا چاہتا ہے۔ ان میں سے بعض جانوروں کو انسان اپنی سواری کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ گردن جھکا کر اور فرمانبردار بن کر انسان کے آگے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ان میں سے حلال جانوروں کا انسان گوشت کھانا چاہے تو وہ اس کی اطاعت، خدمت اور فرمانبرداری کے لیے ذبح ہونے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں انسانوں کے لیے جانوروں میں دیگر فوائد بھی ہیں۔ ان کے بال، کھالیں، ہڈیاں، چربی، سینگ اور چمڑا تک انسانی ضروریات کے کام آتا ہے۔ بلکہ جانوروں کا تو گوبر بھی ضائع نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے سکھا کر ایندھن کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس سے بڑی عمدہ قسم کی کھاد تیار ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض جانور ایسے ہیں جو انسان کے لیے دودھ مہیا کرتے ہیں۔ اور انسان ان کا دودھ استعمال کرتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دودھ انسانی خوراک کا ایک اہم جزء اور حصہ ہے۔ اور انسان کی اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بعض جانوروں کے تھنوں میں وافر دودھ پیدا فرمایا ہے۔ انسان پر اپنے انعامات اور احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اِن آیات میں فرماتا ہے:

﴿وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ﴾ (۳۶/یٰسین:۷۲،۷۳)

''اور ہم نے ان مویشیوں کو انسان کا فرمانبردار بنا دیا ہے۔ پس ان میں سے بعض کا گوشت کھاتے ہیں۔ اور انسانوں کے لیے ان جانوروں میں بہت سے فوائد ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں۔ کیا وہ شکر ادا نہیں کرتے؟''

جانوروں کی انہی منفعتوں، فوائد اور انسان کے لیے ان کی ضرورت کا تذکرہ کرتے ہوئے چودھویں پارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴾ (۱۶/النحل:۶۶)

''اور بلاشبہ تمہارے لیے مویشیوں میں عبرت اور نصیحت ہے۔ ہم تمہیں ان کے پیٹوں میں گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ نکال کر پلاتے ہیں۔ جو پینے والوں کے لیے خوش ذائقہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے انہی احسانات اور انعامات کا تذکرہ شاعر نے بڑی خوبصورتی سے کیا ہے۔ کہ اے انسان! اللہ تعالیٰ نے ؎

جانور پیدا کیے تیری رضا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
سارا جہاں تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴾ (۵۱/الذاریات:۵۶)

''اور ہم نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔''

شکر نہیں کرتے:

سورۃ یٰسین کی اِس آیت مبارکہ کے آخری الفاظ میں خالق کائنات نے انسانوں سے شکوہ کرتے ہوئے ان کے عمل اور کردار کی مذمت فرمائی ہے کہ حق تو یہ تھا کہ اللہ رب العالمین کی ان بے شمار اور اَن گنت نعمتوں کا استعمال کرتے ہوئے انسان ان اشیاء کے خالق و مالک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا شکریہ ادا کرتا کہ اس رحمان ورحیم نے کائنات کی ہر چیز کو انسان کا مطیع وفرمانبردار بنا دیا ہے۔ مگر افسوس کہ انسان کھاتا اللہ تعالیٰ کا ہے مگر ''گاتا'' غیروں کا ہے اور شکریہ دوسروں کا ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴾ (۳۶/یٰسین:۳۵)

''کیا میری نعمتوں پر بھی میرا شکرادا نہیں کرتے۔''

قرآن عزیز کے متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ اپنے خالق ومالک کا شکرادا کرتے رہیں۔ فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ ﴾

(۲/البقرۃ:۱۷۲)

''اے اہل ایمان! ہم نے پاکیزہ اشیاء میں سے جو تمہیں روزی عطاء فرمائی ہے۔ اسے کھاؤ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکرادا کرو۔''

قرآن حکیم کے دوسرے مقام پر رب تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ ﴾

(۱۶/النحل:۱۱۴)

''اللہ تعالیٰ نے جو حلال اور پاکیزہ چیزیں دی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ رب العالمین کی نعمتوں پر اس کا شکرادا کرو۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے احسانات پر اس کا شکرادا کریں گے تو وہ اُن پر انعامات کی مزید بارش برسائے گا۔ اور اگر اللہ کریم کی ناشکری کریں گے تو وہ انہیں اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے گا اور ناشکرے لوگوں پر اس کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔ فرمایا:

﴿ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴾

(۱۴/ابراہیم:۷)

''(اے لوگو!) اگر تم میرا شکرادا کرو گے تو یقیناً میں تمہیں زیادہ عطا فرماؤں گا۔ اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معبودانِ باطلہ:

اگلی آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے معبودانِ باطلہ کی مذمت اور شرک کی تردید فرماتے ہوئے کہا ہے کہ ناشکرے لوگوں کا حال بڑا عجیب ہے کہ کھاتے ہمارے دسترخوان سے ہیں۔ ہمارے پیدا کردہ جانوروں پر سوار ہوتے ہیں۔ ہمارے تخلیق شدہ مویشیوں کا گوشت کھاتے اور دودھ پیتے ہیں مگر عبادت غیروں کی کرتے ہیں۔ ہمیں چھوڑ کر دوسروں کو معبود بناتے، ان کے آگے جھکتے، ان کے روبرو سجدہ ریز ہوتے، ان سے مرادیں مانگتے، ان کے نام کی نذریں اور نیازیں دیتے، انہیں مشکل کشا اور حاجت روا مانتے ہیں اور معبودانِ باطلہ کے پرستاروں کے قلب وذہن میں شیطان نے یہ بات بٹھادی ہے کہ اگر تمہیں کوئی مشکل پیش آجائے۔ کوئی ضرورت پڑ جائے اور سختی آجائے تو یہ معبود تمہاری مدد کریں گے۔ مشکل وقت میں تمہارے کام آئیں گے اور تمہیں عذاب کے شکنجے سے چھڑا لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین وکافرین کی اس حالت کا ذکر کرنے کے بعد ان معبودوں کی بے بسی، بے کسی اور بے اختیاری بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ ان معبودوں کو قطعاً یہ طاقت، قوت اور استطاعت نہیں ہے کہ وہ تمہاری مشکلات آسان کرسکیں۔ تمہارے کسی کام آسکیں اور تمہیں خدائے قہار کے عذاب سے چھڑا سکیں۔ یہ معبودانِ باطلہ جنہیں تم نے حاجت روا بنا رکھا ہے۔ کبھی ایک کو پکارتے ہو اور کبھی دوسرے کی دُھائی دیتے ہو۔ اس شہر میں تمہارا حاجت روا اور ہے اور دوسرے شہر میں الگ ہے اور تم نے ہر کام کے لیے جو الگ الگ معبود بنائے ہوئے ہیں۔ ان میں یہ طاقت نہیں کہ تمہاری مدد کرسکیں اور مافوق الاسباب تمہارے کسی کام آسکیں۔ بلکہ یہ سب کے سب معبود قیامت کے دن رب تعالیٰ کے دربار عالی شان میں حاضر کیے جائیں گے۔ اور اگر یہ اپنی عبادت اور پوجا خود کرواتے اور لوگوں کے شرکیہ افعال پر خوش ہوتے تھے تو انہیں اور ان کے پرستاروں کو اکٹھا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تلاوت فرمایئے سورۃ یٰسین کی یہ آیات اور غور فرمایئے۔ ان کے ترجمے پر..... فرمان ربانی ہے:

﴿وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ ۝ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُونَ ۝﴾ (۳۶/یٰسین:۷۴،۷۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے معبود بنا لیے۔ شاید کہ وہ ان کی مدد کریں اور یہ معبود اُن کی مدد کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے اور وہ مشرک ان معبودوں کے لیے حاضر لشکر ہیں۔''

جناب امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی رسول سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ذکر فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العالمین فرماتا ہے۔ میرا اور جن وانس کا معاملہ بڑا عجیب ہے کہ۔ اَخْلُقُ وَيُعْبَدُ غَيْرِیْ۔ کہ پیدا میں کرتا ہوں اور عبادت غیروں کی کی جاتی ہے۔ اور رزق میں عطاء کرتا ہوں اور شکر دوسروں کا کیا جاتا ہے۔
(تفسیر مظہری سورۃ یٰسین آیت: ۷۴)

﴿وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ﴾ کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ غیر اللہ کے تمام پجاریوں کو ان کے معبودوں کے ساتھ یکجا کر کے انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی سورۃ یٰسین آیت: ۷۵) اس کی تائید صحابی رسول جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ))

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام انسانوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا''

پھر رب العالمین ان کی طرف جھانک کر ارشاد فرمائے گا:

((اَلَا يَتَّبِعُ كُلُّ اِنْسَانٍ مَّا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ))

''کہ ہر انسان اپنے معبودوں کے ساتھ کیوں نہیں چلا جاتا''

پس صلیب والے کے لیے صلیب کی صورت سامنے آجائے گی۔ اور تصاویر کے پجاریوں کے لیے تصویریں ہوں گی اور آگ کے پرستاروں کے سامنے آگ آجائے گی۔ یعنی ہر شخص جسے پوجتا تھا قیامت کے دن اس کے ساتھ چلا جائے گا۔ ((وَيَبْقَى الْمُسْلِمُوْنَ)) اور رب تعالیٰ کے عبادت گزار مسلمان باقی رہ جائیں گے۔ ((فَيَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ)) تو رب العالمین ان کی طرف جھانک کر فرمائے گا، تم لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟ رب تعالیٰ کے پرستار عرض کریں گے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَهٰذَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَكَانُنَا حَتّٰى نَرٰى رَبَّنَا۔ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہمارا معبود تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اور ہم جب تک اپنے رب کو نہ دیکھ لیں اس وقت تک ہم یہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں پھر حکم دے گا اور عقیدہ توحید پر ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔ پھر چھپ جائے گا۔ اور پھر ان کی طرف جھانک کر فرمائے گا۔ کہ تم لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟ توحید کے پرستار پھر دو مرتبہ رب کی پناہ طلب کریں گے اور عرض کریں گے۔ اَللّٰهُ رَبُّنَا۔ (لوگ اپنے معبودوں کے ہمراہ چلے گئے) ہمارا رب تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اپنے رب کی زیارت کا شرف حاصل ہونے تک ہم تو یہیں رہیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! هَلْ نَرَاهُ؟ کیا ہم اپنے رب کی زیارت کا شرف حاصل کریں گے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کیا چودھویں کی رات، چاند کو دیکھنے میں تمہیں کوئی رکاوٹ ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کی قطعاً نہیں۔ تو فرمایا۔ فَاِنَّكُمْ لَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ۔ پس اسی طرح رب کو دیکھنے میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ توحید پرستوں سے دوسری مرتبہ خطاب فرمانے کے بعد رب تعالیٰ پھر پردے میں چلا جائے گا۔ ثُمَّ يَطَّلِعُ فَيُعَرِّفُهُمْ نَفْسَهٗ۔ پھر جھانکے گا اور توحید پرستوں کو اپنا تعارف کروائے گا۔ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّبِعُوْنِيْ۔ میں تمہارا رب ہوں، لہٰذا میرے ساتھ چلو۔ فَيَقُوْمُ الْمُسْلِمُوْنَ تو مسلمان کھڑے ہو جائیں گے۔ رب العالمین انہیں یعنی اپنے عبادت گزاروں کو پل صراط سے آسانی کے ساتھ گزار کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل فرما دے گا۔ سبحان اللہ

(جامع ترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء فی خلود اہل الجنۃ......)

نبی اکرم ﷺ کو تسلی:

سورۃ یٰسین کے آخری رکوع کی ابتدائی آیات میں یہ بات قدرے وضاحت کے ساتھ بیان ہو چکی ہے کہ مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کو شاعر، ساحر، دیوانہ، مجنوں اور اسی قسم کے دوسرے الفاظ کہہ کر پریشان کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ فطری طور پر آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان باتوں سے سخت ذہنی کوفت اور تکلیف ہوتی تھی، بلکہ کفار و مشرکین اور اسلام کے مخالفین و معاندین موقع ملنے پر آپ ﷺ اور آپ کے رفقاء کو جسمانی اذیتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی مبتلا کرتے تھے جس سے نبی اکرم ﷺ کا قلب مبارک پریشان ہو جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسلی، تشفی اور اطمینان کے لیے سورت یٰسین کی یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

﴿فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝﴾

(۳۶/یٰسین:۷۶)

''ان کافروں کی باتیں آپ کو غم وحزن میں مبتلا نہ کریں۔ ہم خوب جانتے ہیں ان چیزوں کو جنہیں وہ چھپاتے ہیں اور جنہیں وہ ظاہر کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کافر ظاہری طور پر تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور نازیبا کلمات استعمال کرنے کے علاوہ اکثر اوقات منصوبہ بندی بھی کرتے ہیں کہ کس طرح آپ کے راستہ میں روڑے اٹکائے جائیں۔ آپ کی دعوت کو کیسے روکا جائے۔ آپ کے بڑھتے ہوئے ساتھیوں کو کن طریقوں سے اسلام سے برگشتہ کیا جائے۔ فرمایا! آپ مطمئن رہیں۔ آپ کا رب ان تمام باتوں سے باخبر ہے۔ آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ اسلام کی دعوت پھیلاتے رہیں۔ لوگوں کے عقائد کی اصلاح کی کوشش فرماتے رہیں اور ان ظالموں کی باتوں کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ ان سے ہم خود نپٹ لیں گے۔

آج بھی داعیان توحید کو قتل کی دھمکیاں ملتی ہیں۔ پیغمبر اعظم ﷺ کی احادیث سنانے والوں کو راہ سے ہٹانے کی منصوبہ بندی ہوتی ہے۔ اور امام رسولاں کی اتباع کا درس دینے والوں کے خلاف نازیبا، نامناسب اور گھٹیا الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ مگر

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدہ توحید پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ نمبر ۱۲

بعث بعد الموت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

﴿ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۙ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ﴾ (۳۶/ یٰسٓ: ۷۷ تا ۸۳)

’’کیا انسان کو معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا۔ پس اب وہ صریح جھگڑالو بن گیا ہے اور ہمارے لیے مثالیں بیان کرنے لگا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا ہے۔ کہتا ہے کہ کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔ (اے پیغمبر!) آپ فرما دیجیے انہیں وہی اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اور وہ ہر مخلوق کو اچھی طرح جانتا ہے، جس نے تمہارے لیے سبز درختوں سے آگ پیدا کر دی۔ پس تم اس سے آگ سلگاتے ہو۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ یہ قدرت نہیں رکھتا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان جیسی مخلوق پیدا کر سکے۔ بے شک وہی پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ اس کا حکم، جب وہ کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اتنا ہی فرماتا ہے۔ ہو جا۔ پس وہ ہو جاتا ہے۔ پس وہ (ہر عیب سے) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے۔ اور اسی کی جانب تم کو لوٹایا جائے گا۔"

ہر قسم کی حمد و ثناء صرف اور صرف اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ جو ہر چیز کا خالق، مالک، حاکم اور رازق ہے۔ وہ ہر کام پر قادر ہے۔ اس ذاتِ یکتا کی تعریف و تسبیح اور تحمید و تمجید کے بعد اَن گنت، لاتعداد بے شمار و بے حساب درود و سلام شافع محشر، سید البشر، سب سے بہتر اور سب سے برتر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس واطہر پر جو سید الاوّلین والآخرین، رحمۃ العالمین اور شفیع المذنبین ہیں۔

آخری آیات:

سورت یاسین کی آخری آیات بابرکات میں اللہ وحدہٗ لاشریک، خالق کائنات نے اپنی وحدانیت و ربوبیت کے چند مزید دلائل بیان فرماتے ہوئے مشرکین کے بعض غلط عقائد کی واضح الفاظ میں مذمت و تردید فرمائی ہے۔ اور انسان کو باقی بے شمار دلائل، آیات اور نشانات کے ساتھ ساتھ اپنے جسم کی ساخت اور حقیقت پر غور کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ہے کہ اے انسان! اگر تو اپنے جسم کے اعضاء کی بناوٹ اور اپنی تخلیق کی حقیقت پر غور کرے تو تیرے جسم کا ہر ہر عضو تجھے اللہ تعالیٰ کی توحید اور یکتائی کا سبق دے رہا ہے۔

انسان کی پیدائش:

اگر انسان اپنے مادہ تخلیق پر ہی غور کرے تو وہ کبھی بھی سرکشی، بغاوت اور نافرمانی کا راستہ اختیار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان سوچے تو سہی کہ ہم نے اسے ایک قطرۂ آب سے پیدا کیا پھر اسے بچپن، جوانی، صحت، عزت اور دولت جیسی نعمتیں عطا فرمائیں۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ وہ ہمارا فرماں بردار اور اطاعت گزار بندہ بن کر زندگی گزارتا مگر اس نے ہماری توحید کا انکار شروع کر دیا اور ہماری یکتائی، کبریائی اور بڑائی کے بارے میں طرح طرح کی باتیں بناتا ہے۔ ہمارے اختیارات اور قدرت کے بارے میں بحث اور مناظرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے اور ہمارے ساتھ دوسروں کو شریک و سہیم بنانے کے لیے الجھتا اور جھگڑے کرتا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿ اَوَ لَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝ ﴾

(۳۶/یٰسین: ۷۷)

''کیا انسان اس حقیقت کو نہیں جانتا کہ ہم نے اسے ایک نطفہ سے پیدا کیا پس اب اچانک وہ بڑا جھگڑالو بن گیا ہے۔''

سورت یٰسین کی اس بابرکت اور مقدس آیت میں بڑے سادہ اور عام فہم انداز میں انسانوں کو توحید کا مسئلہ سمجھایا اور حکم دیا گیا ہے۔ کہ اے انسان! تیرے اپنے وجود میں رب تعالیٰ کی یکتائی کی نشانیاں اور دلائل موجود ہیں۔ تو اپنے آپ کا مطالعہ تو کر۔ سوچ اور غور کر...... کہ تیرا خوبصورت چہرہ...... تیرے چمکتے ہوئے دانت...... نرم و نازک ہونٹ ...... تیرا گول مٹول سر...... تیرے بولنے کے لیے چھوٹی سی مگر بڑی تیز زبان...... تیرے چہرے پہ سجی ہوئی دو بے مثال نورانی آنکھیں...... تیری سماعت کے لیے دو بہترین کان...... سونگھنے کے لیے ناک کے دو نتھنے...... تیرا چوڑا اور خوبصورت ماتھا...... تیرے حسین و جمیل رخسار...... غرض تو جسم کے جس حصے پر بھی غور کرے گا وہی حصہ تجھے پکار پکار کر گواہی دے گا کہ۔ ﴿ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ﴾ پس بڑا بابرکت ہے اللہ تعالیٰ جو بہترین خالق ہے۔ اسی مفہوم کو قرآن حکیم کے چوبیسویں پارے میں ایک دوسرے انداز سے بیان فرمایا گیا ہے۔

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ هُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ﴾ (۴۰/مومن: ۶۴، ۶۵)

''اللہ تعالیٰ تو وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو قیام کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری تصویریں بنائیں اور تمہاری صورتوں کو حسین و جمیل بنایا اور کھانے کے لیے تمہیں پاکیزہ اشیاء عطا فرمائیں۔ یہی اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ پس اللہ تعالیٰ بڑی برکتوں والا ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے وہ ہمیشہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے لہٰذا اپنے دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے اُسی کو پکارو، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔''

اگر آپ قرآن حکیم کا مطالعہ فرمائیں تو واضح ہوگا کہ خالق ارض وسماء نے اپنی توحید، اختیارات، قدرت وحکمت کا مسئلہ سمجھانے کے لیے کوئی فلسفیانہ انداز اختیار نہیں کیا بلکہ اس نے اپنی الوہیت ووحدانیت کی بات انسان کے ذہن میں بٹھانے، اسے پختہ کرنے اور اسے شرک سے بچانے کے لیے انسان کے وجود کو ہی موضوع بحث بنایا ہے تاکہ انسان ان انفسی دلائل کو دیکھ کر اور اپنے جسم کی تخلیق کا مطالعہ کر کے اس کی ہی توحید کا قائل اور اس کی عبادت پر راغب ہو جائے۔ تفصیل میں جائے بغیر ہم سورت یٰسٓ کی زیر بحث آیت کی مزید وضاحت کے لیے قرآن حکیم کی چند دوسری آیات کا ذکر مناسب سمجھتے ہیں۔ اکیسویں پارے میں ارشاد حقانی ہے:

﴿الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝﴾

(۳۲/السجدۃ:۷ تا ۹)

''(اللہ وہ ہے) جس نے اپنی تخلیق کردہ ہر چیز کو خوبصورت بنایا اور انسان کی تخلیق کی ابتدا مٹی سے فرمائی، پھر اس کی نسل کو حقیر پانی کے جوہر سے پیدا فرمایا۔ پھر اس (کے قد وقامت) کو درست فرمایا اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنا دیئے۔ تم لوگ بہت کم شکر بجالاتے ہو۔''

آپ غور فرمائیں کہ رب کائنات نے کیسے خوبصورت اور متاثر کن انداز میں انسان کی تخلیق کو اپنی توحید کی نشانی قرار دیتے ہوئے انسان کو اس کی اصل حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اے انسان! اپنے خالق ومالک کی پہچان اور تعارف کے لیے تو افزائش نسل کی طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غور کرکہ جو اللہ تعالیٰ ایک ناپاک اور حقیر قطرۂ آب سے اتنا بڑا انسان بنانے پر قادر ہے کیا وہ موت سے دوچار کرنے کے بعد دوبارہ زندگی عطاء فرمانے پر قادر نہیں ہے۔ اسی سورت سجدہ کی اگلی آیات پڑھیں تو بات مزید واضح ہوجائے گی۔

﴿وَقَالُوٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۬ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝﴾ (۳۲/سجدہ:۱۰)

”اور انہوں نے کہا کہ کیا (مرنے کے بعد) جب ہم زمین میں گم ہوجائیں گے تو کیا ہم ازسرنو پیدا کیے جائیں گے۔ درحقیقت یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے انکار کررہے ہیں۔“

قرآن کریم کی متعدد آیات میں خالق کائنات نے بڑے عجیب اور موثر پیرائے میں انسان کو اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ فرمان ربانی ہے:

﴿نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝﴾ (۵۶/واقعہ:۵۷ تا ۵۹)

”ہم نے ہی تم کو پیدا کیا ہے۔ پس تم (قیامت کی) تصدیق کیوں نہیں کرتے؟ بھلا دیکھو جو نطفہ تم ٹپکاتے ہو کیا تم اس سے انسان پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔“

حقیقت یہ ہے کہ بچے کی پیدائش میں انسان کا عمل دخل اتنا ہی ہے۔ جتنا اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔...... پھر رحم مادر میں آہستہ آہستہ عقل دنگ کردینے والے تغیرات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اس میں مختلف اعضاء نمودار ہوتے ہیں۔ اس میں زندگی دوڑنے لگتی ہے۔ اس کے دل و دماغ میں صلاحیتیں اور قابلیتیں ودیعت کی جاتی ہیں۔ اس اندھے، بہرے اور بے جان قطرے کو یہ رنگ روپ، حسن، زیبائی، رعنائی کس نے بخشی؟ کیا اس کی تخلیق میں اس کے ماں باپ، اس کے کسی عزیز...... یا...... انسانوں کے بنائے ہوئے کسی معبود کا کوئی کردار ہے؟ اگر ان کا کوئی کردار نہیں اور یقیناً کوئی نہیں۔ تو اے انسان! پھر اس سے بڑی حماقت کیا ہوسکتی ہے کہ اس خالق کائنات، خداوند ذوالجلال والاکرام، اللہ رب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العزت کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرایا جائے۔ پھر ذرا اس امر پر بھی غور کرنا چاہیے کہ جس اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کا یہ عالم ہے کہ اس نے ایک حقیر چیز سے خوبصورت انسان بنا دیا کیا تمہیں مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا اس کے لیے دشوار اور مشکل ہے؟ قطعاً نہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر اور قدیر ہے۔

انسان کی تخلیق پر بحث کے ضمن میں قرآن کریم میں بکثرت آیات موجود ہیں۔ مگر ہم اختصار کے مدنظر ان سے صرف نظر کرتے ہوئے سورۃ یٰسین کی طرف واپس آتے ہیں:

﴿ اَوَ لَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝﴾

(۳۶/یٰسین:۷۷)

”کیا انسان کو نہیں معلوم کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا ہے۔ پس اب وہ صریح جھگڑالو بن گیا ہے۔“

حقیقتاً انسان حجت باز، جھگڑالو اور ضدی واقع ہوا ہے۔ اسی لیے قرآن حکیم کی آیت میں اسے ﴿ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴾...... اور...... ﴿ كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴾ بھی کہا گیا ہے۔

منکرین آخرت کا اعتراض:

امام کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے مکی دور میں اعلان نبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور آخرت پر ایمان لانے کی تبلیغ شروع فرمائی تو بعض لوگوں نے آخرت کے عقیدے کا مذاق اڑاتے ہوئے اس کا انکار کیا اور تعجب وحیرت کا اظہار کیا کہ قبروں میں مدفون بوسیدہ ہڈیوں کو عرصہ دراز گزرنے کے بعد کیسے زندہ کیا جائے گا۔ مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ۔

((اِنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ اَخَذَ عَظْمًا مِنَ الْبَطْحَاءِ فَفَتَّهُ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اَيُحْيِ اللّٰهُ هٰذَا بَعْدَ مَا اَرٰى))

”(کفار مکہ میں سے ایک مشہور شخص) عاص بن وائل سرزمین مکہ سے ایک بوسیدہ ہڈی لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اس پرانی ہڈی کو ہاتھوں پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسل کر اس کی خاک کو اڑاتے ہوئے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ اس خاک سے انسان کو دوبارہ زندہ کرے گا؟ امام کائنات نے اس کافر کے مذاق کا جواب اور خالق کائنات کی قدرت اور اختیارات کو واضح طور پر بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ نَعَمْ۔ یُمِیْتُكَ اللّٰہُ ثُمَّ یُحْیِیْكَ ثُمَّ یُدْخِلُكَ جَهَنَّمَ۔ ہاں اللہ تعالیٰ تجھے مارے گا پھر تجھے زندہ کرے گا۔ پھر تجھے (تیری بداعمالیوں اور بدعقیدگی کی وجہ سے) جہنم کے عذاب میں مبتلا کرے گا۔" (تفسیر ابن کثیر و تفسیر قرطبی سورۃ یٰسین آیت: ۷۷)

جب سرزمین مکہ میں آپ ﷺ عاص بن وائل کے اعتراض اور تمسخر کا جواب ارشاد فرما رہے تھے تو عین اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر سورت یٰسین کی ان آیات مبارکات کو نازل فرمادیا کہ اے میرے رسول مکرم ﷺ۔

﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۖ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۞ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۞﴾
(۳۶/یٰسین: ۷۸، ۷۹)

"اور وہ شخص ہمارے لیے مثالیں بیان کرنے لگ گیا ہے اور اس نے اپنی پیدائش کو فراموش کر دیا ہے، کہتا ہے کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی۔ (اے رسول اللہ ﷺ) آپ فرما دیجیے انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر تخلیق کو بہتر جاننے والا ہے۔"

بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنا:

یہ صرف ایک عاص بن وائل ہی نہیں کئی دوسرے اشخاص اور افراد بھی ایسے تھے جو نبی کریم ﷺ کے پیش کردہ "بعث بعد الموت" یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے عقیدے کا انکار کرتے تھے اور استہزاء اور تمسخر کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ کتب تفاسیر میں ہے کہ ایک دفعہ مکہ کا ایک مشہور کافر اُبی بن خلف جمحی قبرستان میں سے ایک پرانی، گلی سڑی اور بوسیدہ ہڈی اٹھالایا اور آپ ﷺ کے سامنے اسے دونوں ہاتھوں سے مل کر خاک بنا دیا اور اس خاک کو پھونک مار کر ہوا میں اڑاتے ہوئے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا۔ اَیَقْدِرُ اللّٰہُ عَلٰی اِعَادَۃِ ھٰذَا وَفَتَّہٗ بِیَدِہٖ۔ کیا اللہ تعالیٰ اس بوسیدہ ہڈی کو زندہ کرنے پر قادر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ سے فرمایا اے میرے رسول! منکرین عقیدہ آخرت کو بتائیں کہ ان بوسیدہ اور خاک کے ذروں کو وہی اللہ تعالیٰ زندہ فرمائے گا جو۔ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ''ہر چیز کا خالق ہے۔'' اور یاد رکھو جس نے تمہیں عدم سے وجود بخشا ہے۔ ایک قطرہ آب سے اتنا بڑا انسان بنایا ہے۔ کیا اس کے لیے ان ہڈیوں کو زندگی بخشنا مشکل ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تو وہ ذات کریم ہے جس نے کلمہ کُنْ سے زمین و آسمان، نباتات و جمادات، حیوانات اور کائنات کی ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے۔ غرض اُبی بن خلف کے اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ مریم کی درج ذیل آیات طیبات نازل فرمائیں۔

(تفسیر روح المعانی)

﴿ وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝ ﴾ (۱۹/مریم:۶۶،۶۷)

''اور انسان (اُبی بن خلف جمحی) کہتا ہے کہ کیا جب میں مر جاؤں گا تو کیا مجھے پھر زندہ کر کے قبر سے نکالا جائے گا؟ کیا اس انسان کو یاد نہ رہا کہ ہم نے اسے اس سے قبل پیدا کیا تھا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔''

قرآن حکیم کے انتیسویں پارے میں ایسے ہی گستاخ، بے ادب، نافرمان اور آخرت کے انکاری شخص کے اعتراض کا جواب ان الفاظ میں دیا گیا ہے:

﴿ هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا ۝ إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ ﴾

(۷۶/دھر:۱،۲)

''کیا انسان پر زمانے میں ایسا وقت نہیں آیا جب وہ قابل ذکر چیز نہ تھا۔ بلاشبہ ہم نے ہی انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ ہم اسے آزمائیں پس ہم نے اسے سننے والا، دیکھنے والا بنایا۔''

اِسی حقیقت کو کتاب الٰہی کے اٹھارہویں پارے میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝﴾ (۲۳/ المومنون: ۱۲ تا ۱۴)

''اور البتہ تحقیق ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا پھر ہم نے اسے پانی کی بوند بنا کر ایک محفوظ مقام (شکم مادر) میں رکھا پھر ہم نے نطفے کو خون کا لوتھڑا بنا دیا۔ پھر ہم نے اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنا دیا۔ پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں پیدا کیں پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنا دیا۔ پھر روح پھونک کر ہم نے اسے دوسری مخلوق بنا دیا پس اللہ تعالیٰ بڑا بابرکت ہے جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔''

سورۃ یٰسین کی ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی مسئلہ سمجھایا ہے کہ جو خالق وعلّام، انسان کو عدم سے وجود بخشنے پر قادر ہے وہی رب العالمین مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ اٹھانے پر بھی قادر ہے۔ فرمایا:

﴿قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝﴾ (۳۶/ یٰسین: ۷۹)

''فرما دیجئے (اے رسول ﷺ!) ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا جس نے اسے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اور وہ ہر مخلوق کو اچھی طرح جانتا ہے۔''

امام المفسرین علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ یٰسین کی ان آیات کی تفسیر میں سرور عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان ذیشان نقل فرمایا ہے۔ جس میں رسول اکرم ﷺ نے انسان کی پیدائش کو ایک بہترین مثال کے ذریعے واضح فرماتے ہوئے اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور نوازشوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اور انسان کی مال و دولت سے محبت کی مذمت فرما کر موت کے وقت افسوس اور صدقہ وخیرات کرنے کے شوق کا تذکرہ فرماتے ہوئے انسان کو توجہ دلائی ہے کہ اسے اپنی اصل حیثیت کو کسی حال نہیں بھولنا چاہیے اور دنیوی لذتوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشغول ہو کر اپنے خالق حقیقی کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ وگرنہ عندالموت پچھتانا پڑے گا اور اس وقت کا پچھتاوا اور افسوس انسان کے کسی کام نہ آسکے گا۔ اس وقت انسان خواہش کرے گا کہ میرا سارا مال اور میری ساری دولت صدقہ ہو جائے اور مجھے عذاب سے چھٹکارا حاصل ہو جائے مگر ایسا ہو نہ سکے گا۔ آیئے اس آیت کی تفسیر نبی کریم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے سماعت فرمایئے اور اللہ رب العزت کی قدرت پر ایمان پختہ کرتے ہوئے خاتمہ بالایمان کی دعا کیجیے۔ صحابی رسول، جناب بشر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَصَقَ يَوْمًا فِيْ كَفِّهٖ فَوَضَعَ عَلَيْهَا اِصْبَعَهٗ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا بَنِيْ اٰدَمَ اَنّٰى تُعْجِزُنِيْ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِّثْلِ هٰذِهٖ حَتّٰى اِذَا سَوَّيْتُكَ وَعَدَلْتُكَ مَشَيْتَ بَيْنَ بُرْدَيْكَ وَلِلْاَرْضِ مِنْكَ وَئِيْدٌ فَجَمَعْتَ وَمَنَعْتَ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ قُلْتَ اَتَصَدَّقُ وَاَنّٰى اَوَانُ الصَّدَقَةِ؟)) (تفسیر ابن کثیر، سورۃ یٰسین آیت: ۷۹)

"رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنی ہتھیلی مبارکہ پر تھوکا۔ پھر اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے آدم کے بیٹے! تو مجھے کیسے عاجز کر سکتا ہے۔ اور میں نے تجھے اسی تھوک جیسی چیز سے پیدا کیا ہے۔ یہاں تک کہ جب میں نے تجھے ٹھیک ٹھاک، درست اور چست کر دیا اور تو ذرا طاقت وقوت کا مالک ہو گیا تو تو نے مال جمع کرنا شروع کر دیا اور اسے (مسکینوں سے) روکنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ جب تیری موت کے وقت تیرا سانس حلق تک پہنچ گیا تو اب تو نے کہنا شروع کر دیا کہ میں اپنا مال صدقہ کرتا ہوں اور اب صدقے کا وقت کہاں؟"

جب انسان نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرنا شروع کر دیا اور اس کے اختیارات کا مذاق اڑایا تو رب السموات والارض نے فرمایا اے ابن آدم! اگر تو اپنی اصلیت پر غور کرتا تو میری قدرت کا کبھی انکار نہ کرتا بلکہ میرا شکر گزار بندہ بن کر زندگی گزارتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقیدہ توحید پر استقامت اور رب تعالیٰ کی قدرت اور اختیارات پر پختہ یقین رکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرت کا مذاق:

یہی عاص بن وائل جس کی اسلام دشمنی، ضد، ہٹ دھرمی اور عقیدہ آخرت پر اعتراض کی بات ابھی آپ سماعت فرما رہے تھے۔ یہ اور اس کے کئی ساتھی ایسے سرکش اور باغی تھے کہ جب کبھی ان کے سامنے آخرت کے عقیدے کی بات کی جاتی تو وہ اس کا مذاق اڑاتے اور اس عقیدے کا صریحاً انکار کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ آپ ﷺ کے ایک صحابی جناب خباب بن ارت رضی اللہ عنہ جو آزاد کردہ غلام، غریب اور مالی لحاظ سے کمزور شخص تھے۔ لوہاروں کا کام کرتے تھے اور تلواریں وغیرہ بناتے تھے۔ انہوں نے قبول اسلام سے قبل اسی مغرور اور مشہور کافر "عاص بن وائل" کو تلوار بنا کر دی تھی۔ جس کی مزدوری اس کے ذمہ واجب الادا تھی۔ قبول اسلام کی سعادت حاصل کرنے کے بعد ایک دن جناب خباب بن ارت رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور اس سے اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ مشرکین مکہ، نبی معظم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام سے منحرف کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے اور ہمیشہ کوشش کرتے تھے کہ اسلام کے جانثاروں کو اسلام اور صاحب اسلام جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے انکار پر آمادہ کریں۔ چنانچہ خباب رضی اللہ عنہ کے مطالبہ کے جواب میں عاص بن وائل نے کہا: لَنْ اَقْضِيَكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ میں تمہارا قرض ہرگز ادا نہ کروں گا۔ ہاں مجھ سے رقم کی وصولی کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ تم محمد ﷺ اور ان کے دین کا انکار کر دو تو مزدوری لے لو گرنہ مزدوری نہیں ملے گی۔ جناب خباب رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: لَا اَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُحْيِيْكَ "مجھے موت تو آسکتی ہے مگر میں محمد ﷺ کا انکار نہیں کرسکتا اور سنو" تم مر کر دوبارہ زندہ بھی ہو جاؤ تو میں اپنے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کا انکار نہیں کروں گا یعنی قیامت تو آسکتی ہے مگر میں اسلام کا انکاری نہیں ہوسکتا۔ عاص بن وائل نے ازراہ مذاق کہا۔ اِنِّی لَمَبْعُوْثٌ بَعْدَ الْمَوْتِ کیا موت کے بعد مجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔؟ جناب خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہاں ہر انسان کو رب تعالیٰ کے حضور حساب کے لیے پیش کیا جائے گا۔ اس ظالم نے پھر مذاقاً کہا۔ فَذَرْنِیْ حَتّٰى اَمُوْتَ ثُمَّ اُبْعَثُ فَسَوْفَ اُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا فَاَقْضِيَكَ۔ پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے مرنے اور پھر زندہ ہونے کا انتظار کرو۔ وہاں بھی میرے پاس مال و دولت کی فراوانی ہوگی اور میری اولاد بھی ہوگی۔ تو قیامت کے دن میرے پاس آ جانا۔ میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ یعنی اس ظالم، کافر، مشرک اور بے ایمان نے بعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد اٹھنے کا مذاق اڑایا تو رب العالمین نے اس کافر اور اس کے حواریوں کو ڈانٹتے ہوئے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ؕ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۙ ﴾ (۱۹/ مریم: ۷۷، ۷۸)

"(اے رسول ﷺ) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے (قیامت کے دن) مال اور اولاد ضرور دی جائے گی۔ کیا اس نے غیب کو جھانک کر دیکھ لیا ہے۔ یا اس نے رحمان سے کوئی وعدہ لے لیا ہے؟"

درختوں سے آگ:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسٓ میں اپنی قدرت اور طاقت و قوت کو ایک مثال کے ذریعے سمجھاتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ ذات باری تعالیٰ تو وہ ہے۔ جس نے تمہارے لیے سرسبز درختوں سے آگ پیدا فرمائی ہے۔

یہ ایک عام بات ہے کہ پانی اور آگ میں طبعی تضاد اور تفاوت ہے۔ پانی کے نیچے آگ جلائیں تو آگ پانی کو بخارات بنا کر اڑا دیتی ہے اور اگر جلتی ہوئی آگ پر پانی ڈالیں تو آگ بجھ جاتی ہے۔ اس فطری تضاد کے باوجود خالق کائنات نے درختوں میں آگ اور پانی کو یکجا کر دیا ہے۔ درخت ہرے بھرے ہوں تو ان کے پتوں، ٹہنیوں اور تنوں میں خاصی رطوبت اور گیلا پن ہوتا ہے۔ مگر یہی گیلی لکڑی جب کاٹ کر خشک کر لی جاتی ہے تو اس سے آگ جلائی جاتی ہے اور اسی لکڑی سے آگ کے شعلے بھڑکائے جاتے ہیں...... فرمایا...... جو رب کائنات درختوں سے آگ پیدا کرنے پر قادر ہے۔ کیا اس کے لیے تمہاری بوسیدہ اور بھربھری ہڈیوں کو زندہ کرنا مشکل ہے؟ سورۃ یٰسٓ پڑھیے اور خدا کی قدرت کا اندازہ فرمائیے:

﴿ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝ ﴾ (۳۶/ یٰسٓ: ۸۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جس (اللہ رب العزت) نے تمہارے لیے سبز درخت میں آگ رکھ دی ہے پھر تم اس سے آگ سلگاتے ہو۔“

بعض علماءِ تفسیر کا خیال ہے کہ اس آیت مبارکہ میں درختوں سے آگ کی جو بات بیان کی گئی ہے اس سے مراد عرب کے دو مشہور درخت ہیں جن میں سے ایک کا نام ”المرخ“ اور دوسرے کا نام ”العفار“ ہے۔ اگر ان درختوں کی گیلی ٹہنیاں کاٹ کر آپس میں رگڑی جائیں تو ان سے آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر سورۃ یٰسین آیت: ۸۰)

الغرض اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خشک کو تر کرنا اور تر کو خشک کرنا، زندہ کو مردہ کرنا اور مردہ زندہ کرنا۔ میرے لیے کوئی دشوار نہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

آسمان وزمین کا خالق:

اگلی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو ایک اور انداز میں سمجھایا ہے۔ فرمایا۔ اللہ تو وہ عظیم الشان ہستی ہے جس نے بلند وبالا آسمان اور وسیع وعریض زمین کو پیدا فرمایا ہے اور ان میں دوسری بے شمار مخلوقات کو پیدا فرمایا ہے۔ پہاڑوں کی صلابت اور بلندیوں کو دیکھو...... نباتات کا مشاہدہ کرو...... جمادات کی طرف نظر کرو...... حیوانات کی تخلیق پر غور تو کرو...... اور...... ہاں تم اپنے ہم جنس انسانوں کو ہی دیکھ لو...... اَن گنت اور لاتعداد انسان باوجود ایک آدم کی اولاد ہونے کے، ان کے رنگوں، عادات، قدوقامت اور گفتگو میں خاصا فرق اور اختلاف ہے۔ تو جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو اپنی حکمت سے پیدا فرمایا ہے۔ کیا وہ انسانوں کو مرنے کے بعد اٹھانے اور اپنے سامنے حاضر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ فرمان ربانی ہے۔

﴿ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴾ (۳۶/یٰسین: ۸۱)

”(اللہ تعالیٰ) جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔ کیا وہ ان جیسی مخلوق پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ بے شک (وہ ایسا کرسکتا ہے) اور وہی پیدا فرمانے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ رب العالمین کے انہیں اختیارات، قدرت، حکمت، قوت، طاقت اور علیم وخبیر ہونے کی بنا پر پنجابی شاعر نے انسانوں کو مخاطب کر کے بڑی اچھی بات کی ہے کہ ؎

سب صفتاں رب خالق تائیں جس نے خلق بنائی
سوہنا روپ جوانی بخشی پر پیسہ لیا نہ کائی
سب دا خالق سب دا والی پالنہار جہاناں
باجھ حساباں روزی دیوے جناں تے انساناں
دل دے بھید پوشیدہ جانے وارث غیب خزانہ
لکھ پر دے وچ عیب کرے کوئی ویکھے رب یگانہ
مستقبل دیاں خبراں جانے گزریا حال زماناں
دین دنیا دیاں سب مراداں رب تو منگ ناداناں

ارادہ الٰہی اور کلمہ کُن:

سورت یٰسین کی اگلی آیت مقدسہ میں بھی اللہ احکم الحاکمین کی قدرت تامہ، اس کے قادر وقدیر ہونے اور اس کے خالق ومالک ہونے کی بات ایک نئے اسلوب سے بتائی اور سمجھائی گئی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ رب العزت جس کام کا ارادہ فرمالے تو اسے کسی کے مشورے، تعاون اور مدد کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ اس کی قدرت کا تو یہ عالم ہے کہ ادھر ارادہ ہوا...... کلمہ کُن کہا...... تو وہ چیز فوراً معرض وجود میں آگئی۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس وقت، جس شکل وصورت، جس وصف کی چیز تخلیق کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس کے حکم سے فوراً وجود میں آجاتی ہے۔ اور اس کے عدم سے وجود اختیار کرنے میں ذرا بھر بھی تاخیر نہیں ہوتی۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (۳۶/یٰسین:۸۲)

”بلاشبہ اس کا حکم تو صرف اتنا ہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے ”ہوجا“ پس وہ ہوجاتی ہے۔“

جناب ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ اِلَّا مَنْ عَافَيْتُ فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ اَغْفِرْلَكُمْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكُلُّكُمْ فَقِيرٌ إِلَّا مَنْ أَغْنَيْتُ إِنِّي جَوَّادٌ مَا جِدٌ وَاجِدٌ أَفْعَلُ مَا أَشَاءُ... عَطَائِي كَلَامٌ وَعَذَابِي كَلَامٌ إِذَا أَرَدْتُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ)) (تفسیر ابن کثیر سورۃ یٰسین آیت: ۸۲)

''اے میرے بندو! تم سب گنہگار ہو، مگر وہ جسے میں معاف کر دوں۔ پس تم مجھ سے معافی طلب کیا کرو۔ میں تمہیں معاف کر دوں گا اور تم سب فقیر ہو۔ مگر میں جسے غنی کر دوں۔ میں عطاء کرنے والا ہوں۔ بزرگی والا ہوں۔ دینے والا ہوں۔ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں میرا عطاء کرنا بھی صرف کلام (یعنی حکم) ہے اور میرا عذاب کرنا بھی محض کلام (حکم) ہے۔ میں جب کوئی کام کرنا چاہتا ہوں تو اسے صرف کہتا ہوں...... ہوجا...... تو وہ ہوجاتا ہے۔''

سورۃ یٰسین کی اس آیت مطہرہ اور حدیث قدسی سے یہ بات عیاں ہوگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو تخلیق فرمانا چاہتا ہے تو انسانی مصنوعات کی طرح اسے قطعاً ضرورت نہیں پڑتی کہ پہلے میٹریل جمع کرے۔ پھر کاریگر بلائے، پھر عرصہ تک وہ چیز تیاری کے مراحل سے گزرتی ہے اور پھر مدت کے بعد وہ معرض وجود میں آئے بلکہ اس کی قدرت، قوت اور شان کا تو یہ حال ہے کہ وہ جب اور جس وقت کوئی چیز پیدا فرمانے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو اسے صرف حکم دینا ہی کافی ہوتا ہے کہ ''ہوجا'' اب جس چیز کو یہ حکم ملتا ہے وہ فوراً اس کے حکم مطابق وجود میں آجاتی ہے۔

اس سے قطعاً لازم نہیں آتا کہ رب تعالیٰ کی تخلیق کردہ چیز فوری ہی ہوتی ہے بلکہ اس کی ہر پیدا کردہ چیز اس کی حکمت، حکم اور مصلحت کے تابع ہے۔ جس چیز کے بارے میں اس کی حکمت، تدریج و مہلت کی ہوتی ہے، وہ اسی تدریج کے ساتھ وجود میں آتی ہے۔ غرض ہر چیز اس کے ارادہ اور ''حکم کُنْ'' کے تابع ہے:

﴿ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴾ (۳۶/یٰسین: ۸۲)

''بلاشبہ اس کا حکم تو صرف اتنا ہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے ''ہوجا'' پس وہ ہوجاتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کُن سے مراد:

نبی کائنات، رحمت دوجہاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس کلمہ "کُن" کی وضاحت اور تشریح کرتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی کہ جس طرح کسی بھی کام اور چیز کے وجود میں آنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم کُن کافی ہے، اسی طرح مردوں کو زندگی بخشنے کے لیے بھی اس کا کلمہ کن ہی کافی ہے جب اللہ تعالیٰ انسانوں کو زندہ کر کے اپنے دربار عالی شان میں حساب کے لیے حاضر کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو "کُن" کہتے ہی تمام مردے زندہ ہو جائیں گے۔ اس امر کی وضاحت کے لیے نبی ﷺ نے ایک واقعہ بیان فرمایا۔ آپ بھی سرور کائنات ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے بابرکت الفاظ اور ان کا ترجمہ سنیے اور خالق کائنات کی قدرت وطاقت کا اندازہ فرمائیے۔

صحابی رسول جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((ذَكَرَ رَجُلًا فِيمَنْ كَانَ سَلَفَ أَوْ قَبْلَكُمْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَوَلَدًا يَعْنِي أَعْطَاهُ فَلَمَّا حَضَرَ قَالَ لِبَنِيهِ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ؟ قَالُوا خَيْرًا۔ فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا فَسَّرَهَا قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ۔ إِنْ يَقْدِمْ عَلَى اللّٰهِ يُعَذِّبُهُ فَانْظُرُوا فَإِذَا مِتُّ فَأَحْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُونِي أَوْ قَالَ فَاسْهَكُونِي ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيحٌ عَاصِفٌ فَأَذْرُونِي فِيهَا فَأَخَذَ مَوَاثِيقَهُمْ عَلَى ذَالِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوا ذَالِكَ فَقَالَ اللّٰهُ "كُنْ" فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ۔ فَقَالَ أَيْ عَبْدِي مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتَكَ أَوْ فَرَقٌ مِنْكَ۔ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ اللّٰهُ))

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الخوف من اللہ)

"آپ ﷺ نے پہلے زمانے کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مال اور اولاد عطا فرما رکھی تھی۔ جب وہ فوت ہونے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میں تمہارا کیسا باپ تھا یعنی میرا تمہارے ساتھ سلوک کیسا تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپ بہت اچھے باپ تھے۔ اس نے کہا کہ میں نے کوئی نیکی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے ہاں ذخیرہ نہیں کی۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پہنچ گیا تو وہ مجھے ضرور عذاب میں مبتلا کرے گا۔ لہٰذا جب میں مر جاؤں تو تم میری لاش کو جلا دینا۔ جب میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں تو ان کوئلوں کو خوب پیس کر باریک کر لینا اور جس دن تیز آندھی اور ہوا چلے تو میری راکھ ہوا اور سمندر میں اڑا دینا۔ اس نے اپنی اولاد سے قسم دے کر یہ عہد لیا کہ وہ میری میت کے ساتھ ضرور یہی سلوک کریں گے۔ پھر وہ دنیا سے رخصت ہو گیا اور موت کے منہ میں چلا گیا تو اس کی اولاد نے اس کی وصیت اور عہد کے مطابق ایسا کیا (کہ لاش کو جلایا، کوئلوں کو پیسا اور تیز ہوا کے دن آدھی راکھ کو سمندر میں پھینک دیا اور آدھی کو ہوا میں اڑا دیا) اب اللہ تعالیٰ نے کلمہ ''کُنْ'' کہا تو وہ شخص فوراً زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے سوال کیا، اے میرے بندے! تو نے یہ حرکت کیوں کی تھی؟ اس نے عرض کی۔ اے میرے اللہ! میں نے تیرے ڈر اور خوف سے یہ کام کیا تھا۔ رب تعالیٰ نے اس ڈر اور خوف کا یہ انعام دیا کہ اس پر رحم فرما کر اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیا۔'' سبحان اللہ۔

یہی اِس آیت کا موضوع ہے کہ مرنے کے بعد زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل اور ناممکن نہیں ہے۔ بلکہ اس کا صرف ''کلمہ کُنْ'' کہنا ہی تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کر دے گا۔ اور وہ سب رب العزت کے حضور حاضر ہو جائیں گے۔

وہ سبحان ہے:

سورۂ یٰسین کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ کی مزید تین صفات کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ کہ وہ ہر نقص، ہر عیب، ہر خامی، ہر کمزوری اور ہر شریک سے مبرّا، منزہ اور پاک ہے اس کی ذات ارفع واعلیٰ ہے۔

۲۔ اس ذات کبریا کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے۔ اس کی قدرت ہمہ گیر، اس کا حکم ہر ادنیٰ واعلیٰ پر جاری وساری ہے اور ہر چیز اس کے ماتحت ہے۔

۳۔ وہ جو چاہتا ہے، جسے چاہتا ہے، جتنا چاہتا ہے دیتا ہے۔ ہر چیز پر اس کا اختیار ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ انجام کار ہر چیز نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾

(۳۶/یٰسٓ:۸۳)

''پس وہ (اللہ تعالیٰ ہر عیب سے) پاک ہے، جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔''

جو ذات بابرکات جملہ عیوب اور نقائص سے پاک ہو اُسے ''سبحان'' کہا جاتا ہے اور یہ صرف اور صرف خالق کائنات اللہ تعالیٰ کی ہی صفت ہے۔ دوسرا کوئی اس کی اس صفت میں شریک و سہیم نہیں ہے قرآن کریم میں جہاں جہاں اللہ رب العالمین کی قدرت کاملہ، حکمتِ بالغہ اور اختیارات واسعہ کا بیان ہوا ہے وہاں لفظ ''سبحان'' استعمال کیا گیا ہے۔ اس وقت میں تفصیل میں جانے کی بجائے محض اشارات پر اکتفا کرتا ہوں اور اگر آپ توجہ فرمائیں تو ان شاء اللہ اشارات ضرورت سمجھ آئیں گے۔

۱۔ واقعہ معراج کی آیت کا آغاز ''سبحان'' سے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱)

۲۔ فرشتوں کی بے بسی کا اظہار ''سبحان'' سے۔ (سورۃ بقرۃ آیت ۳۲)

۳۔ رب تعالیٰ کی اولاد سے پاکی کا بیان ''سبحان'' سے۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۱۶)

۴۔ طاقت ور جانوروں پر انسان کو مسلط کرنے کا ذکر ''سبحان'' سے۔ (سورۃ زخرف آیت ۱۳)

۵۔ سیدنا یونس علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کی خبر ''سبحان'' سے۔ (سورۃ انبیاء آیت ۸۷)

۶۔ باغ والوں کا اعتراف خطا ''سبحان'' سے۔ (سورۃ القلم آیت:۲۹)

۷۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا تذکرہ ''سبحان'' سے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۹۳)

۸۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کی بے ہوشی کے بعد سنبھلنے کا ذکر ''سبحان سے۔ (سورۃ اعراف آیت ۱۴۳)

۹۔ عرش عظیم کی بلندیوں کا اظہار ''سبحان'' سے۔ (سورت انبیاء آیت ۲۲)

۱۰۔ اللہ رب العالمین کی ہر چیز پر بادشاہت اور حکمرانی کا بیان ''سبحان'' سے۔ (سورۃ یٰسین آیت ۸۳)

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ﴾

’’پس پاک ہے وہ ذات باری تعالیٰ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور تمہیں اسی کی طرف کولوٹا یا جائے گا۔‘‘

آخر میں ہم ’’سبحان‘‘ کی عظمت کے بارے میں سرورکونین ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کا ذکر کر کے بات کو ختم کرتے ہیں۔ مشہور صحابی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ))

(صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ . . .﴾)

’’دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بڑے محبوب ہیں۔ وہ زبان پر آسان مگر میزان میں بہت بھاری ہیں۔ وہ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ہیں۔‘‘

نماز اور سبحان:

نماز کی ابتدا میں، سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ، رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ۔ سجدہ میں۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور سلام کے بعد ایک مرتبہ نہیں بلکہ ۳۳ بار سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

اگر آپ قرآن کریم کا مطالعہ فرمائیں تو اس عظیم الشان لفظ کی عظمت مزید نکھر کر سامنے آجائے گی۔ مگر اشارات کی زبان میں ہی سمجھیے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے وعدے کی سچائی کا بیان ہو تو لفظ ’’سُبْحَان‘‘ آئے گا۔

(سورت بنی اسرائیل آیت ۱۰۸)

☆ اللہ تعالیٰ کے شرک سے پاک ہونے کا بیان آئے تو لفظ ’’سُبْحَان‘‘ آئے گا۔

(سورۃ یوسف آیت ۱۰۸)

☆ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ صبح شام کا بیان ہو تو لفظ ’’سُبْحَان‘‘ آئے گا۔

(سورۃ روم آیت ۱۸)

☆ ہر چیز کو جوڑے کا بیان ہو تو لفظ ’’سُبْحَان‘‘ آئے گا۔ (سورۃ یٰسٓ آیت ۳۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ آسمان وزمین کا ذکر ہو تو لفظ "سُبْحَانَ" آئے گا۔ (سورۃ زخرف آیت ۸۲)

☆ اللہ تعالیٰ کی صفات کثیرہ کا ذکر ہو تو لفظ "سُبْحَانَ" آئے گا۔ (سورۃ حشر آیت ۲۳)

☆ کائنات کے عبث پیدا نہ کرنے کا ذکر ہو تو لفظ "سُبْحَانَ" آئے گا۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۹۱)

☆ جناب عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی اعتراف عجز ہو تو لفظ "سُبْحَانَ" آئے گا۔ (سورۃ مائدہ آیت ۱۱۶)

☆ اہل جنت کے سلام کا ذکر ہو تو لفظ "سُبْحَانَ" آئے گا۔ (سورۃ یونس آیت ۱۰)

☆ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ، طاہرہ، مطہرہ، زاکیہ، مزکیہ کی عفت، عصمت، پاکی اور عظمت کا بیان واظہار ہو تو لفظ "سُبْحَانَ" آئے گا۔ (سورت نور آیت ۱۶)

سبحان اللہ، سبحان اللہ:

سبحان کی بات چل ہی نکلی ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ سورت یٰسین کے آخر میں آپ کو شاعر اسلام مولانا عبدالرحمٰن عاجز حفظہ اللہ کی ایک نظم سنا دوں۔ جس میں انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں اللہ تعالیٰ کی صفات بیان فرمائی ہیں اور ہر شعر کے آخر میں سبحان اللہ سبحان اللہ، کہا ہے آپ بھی سنیں اور سبحان اللہ کا وظیفہ اپنائیں۔ فرماتے ہیں

تُو ہے میری شہ رگ سے بھی قریں، سبحان اللہ، سبحان اللہ،
پھر بھی مگر تو پردہ نشیں، سبحان اللہ، سبحان اللہ،
کب اور بھلا، تجھ سا ہے کہیں سبحان اللہ، سبحان اللہ،
کوئی بھی نہیں کوئی بھی نہیں سبحان اللہ، سبحان اللہ،
پانی پہ بچھایا فرشِ زمیں سبحان اللہ، سبحان اللہ،
رفعت پہ اٹھایا عرشِ بریں، سبحان اللہ سبحان اللہ،
مکہ ہے جہاں میں بلدِ امیں سبحان اللہ، سبحان اللہ،
طیبہ ہے زمیں پر خلدِ بریں سبحان اللہ، سبحان اللہ،
پھولوں میں تیری قدرت کی مہک تاروں میں تیری صنعت کی چمک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر ذرہ تیرے جلووں کا امیں سبحان اللہ، سبحان اللہ،
کچھ مست ہیں اپنی دولت پر کچھ خائف اس کی کثرت پر
کچھ لوگ ہیں خوش کچھ لوگ حزیں، سبحان اللہ، سبحان اللہ،
اک بندہ مومن سنتا ہے جس وقت کوئی فرمانِ نبی ﷺ
خم ہو جاتی ہے اس کی جبیں، سبحان اللہ، سبحان اللہ،
اللہ کی باتیں سنتے ہیں اللہ سے باتیں کرتے ہیں
جو پڑھتے ہیں قرآنِ مبیں، سبحان اللہ، سبحان اللہ،
برزخ ہے کہیں، محشر ہے کہیں، جنت ہے کہیں دوزخ ہے کہیں
کچھ منظر غم کچھ نقش حسیں، سبحان اللہ، سبحان اللہ

آخر میں سورۃ یٰسین کی آخری آیت ایک بار پھر سماعت فرمائیں اور اسی پر ہم اس بابرکت اور عظیم المرتبت سورۃ کی تشریح وتفسیر مکمل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں فرمان الٰہی ہے:

﴿فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۠﴾
(۳۶/یٰسین:۸۳)

''پس پاک ہے وہ (اللہ تعالیٰ) جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اس کی طرف تم سب کو لوٹایا جائے گا۔''

اللہ رب العالمین کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآن حکیم کو سمجھنے، اس کی تلاوت کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ٥

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

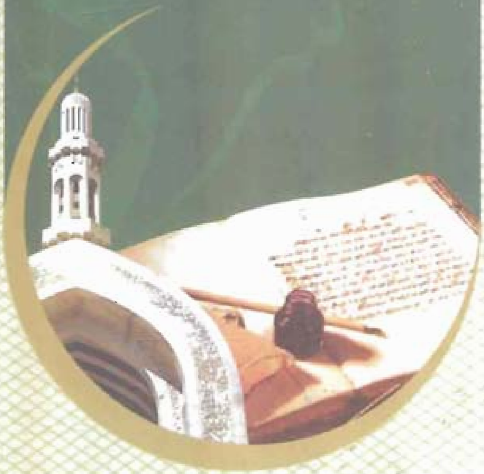

خطبات

سورۃ یٰس